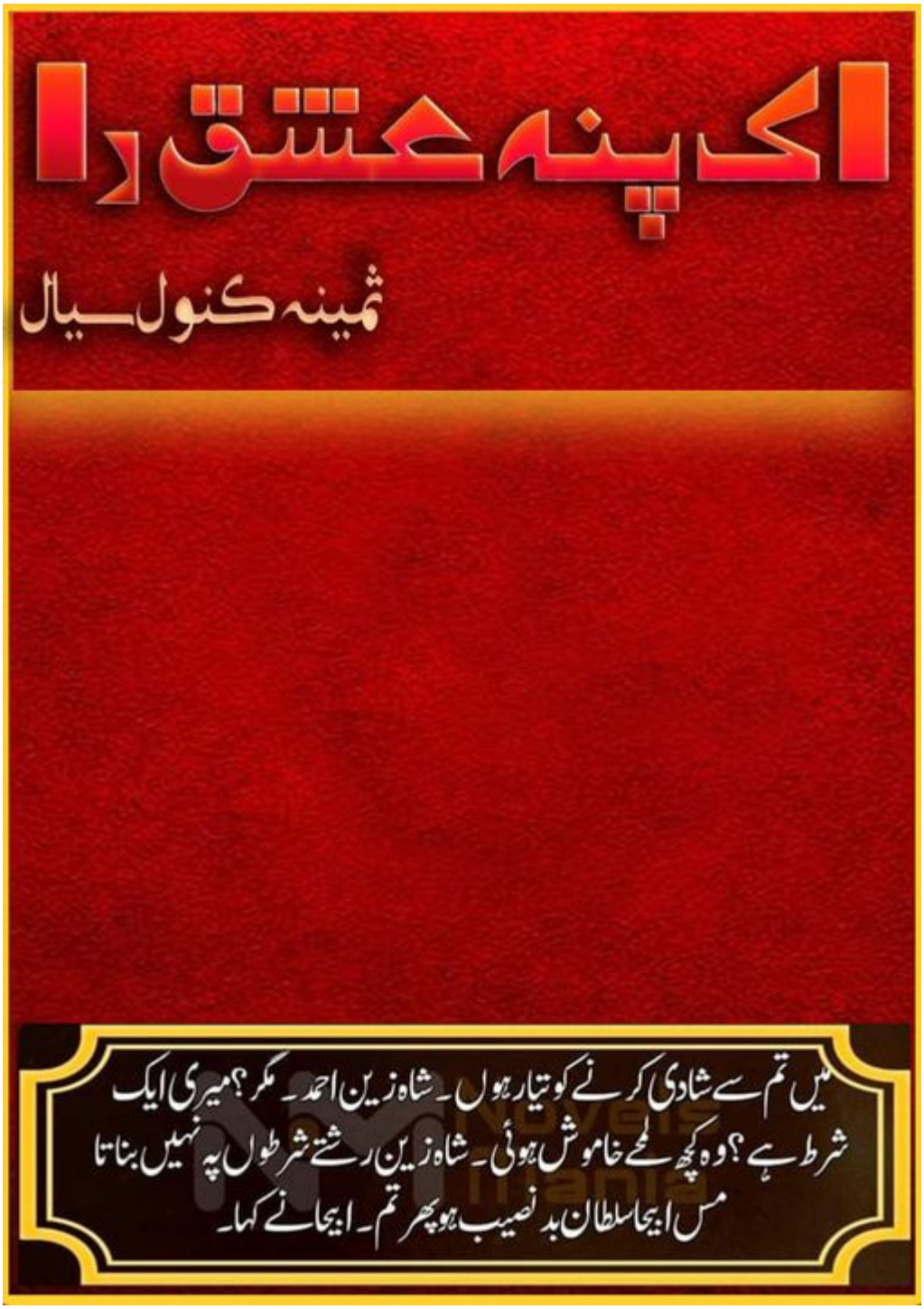
اک پنہ عشق دا
ثمینہ کنول سیال
میں تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں۔ شاہ زین احمد۔ مگر؟ میری ایک
شرط ہے؟ وہ کچھ لمحے خاموش ہوئی۔ شاہ زین رشتے شرطوں پہ نہیں بناتا
مس ایجا سلطان بد نصیب ہو پھر تم۔ ایجا نے کہا۔

اک پینہ عشق دا

از قلم ثمینہ کنول سیال

میرو تم پاگل ہو گئ ہو تمھارا دماغ چل گیا ہے ۔یا تمھارے دماغ میں دماغ ہے ہی نہیں ۔
تم نے کل ہی بائیک سیکھی ہے تمھیں جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے نہیں اور تم ان
ہیوی دیو ہائیکل بائکس کا ان آوارہ مسنڈنوں کے ساتھ ریس کا مقابلہ کرو گی ---
یعنی کہ تمھاری لائف کی تمھاری ہی نظر میں کوئی ویلیو نہیں ہے ---
اوئے میری جان میری بنا فل سٹاپ طوطی --
(چھری تلے ساہ لے)
زرا سکون سے میری بات سنو ۔
جنگ ہو یا محبت رسک مانگتا ہے ---
عشق اگر خراج مانگتا ہے تو خواب بھی آسانی سے نہیں مل جاتے ان کے لیے بھی خون
دینا پڑتا ہے آنکھیں پھوڑنی پڑتی ہیں ---
اور تم کیا سمجھتی ہو یہ میری پانچ سال پرانی بائیک مجھے دھوکہ دے گی ---
ارے نہیں ----
میرال آصف نے اپنی نہایت خستہ حال بلیک بائیک کے اوپر ہاتھ رکھا ----

یہ انسان تھوڑی ناں ہے جو میرال آصف کو دھوکہ دے گی --
یہ تو جان ہے میرال کی اور میرال کی جان کسی ذی روح کو تو کیا کسی بے جان چیز کو بھی دھوکہ نہیں دے سکتی --
میرال کھوئے ہوئے انداز میں بولی ----
سنو فاطمین تم خود سوچو میرا خواب ہے ڈاکٹر بننا اور انسانیت کی خدمت کرنا ---
اور دوسرا خواب ہے اپنی گاڑی لینا ---
اب دیکھو ناں اس شازی کو میرے سے کچھ سال ہی بڑا ہے ۔
اس کے پاس اپنی گاڑی ہے اور وہ دونوں ماں بیٹا اس پہ کہیں بھی آ جا سکتے ہیں مگر مجال ہے وہ گاڑی ہم ماں بیٹیوں کے کسی کام آجائے ---
میرال نے فاطمین کے کندے پہ آنی دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ----
ان کے پیچھے شازل زمان آن رکا تھا میرال آصف کی اس کی طرف پیٹھ تھی جب کہ فاطمین اس کو اشارے سے چپ کروا رہی تھی مگر بے سود ---

وہ میرال آصف تھی چپ رہتی تھی دو دو دن اور بولنے پہ آتی تو سامنے والے کو جواب کا بھی موقع نہ دیتی ---

نٹ کھٹ سی میرال آصف ---

دکھ اس کے بھی وہی عام سے تھے ---

مگر وہ ان پہ گھبراتی نہیں تھی ان اندھیروں سے نکلنے کا ہمشہ اس کے پاس عزم کے ساتھ پلان بھی ہوتا --

اور پھر اس پہ قسمت کی دیوی بھی مہربان ہو جاتی ---

سوچو میں اگر وہ ریس جیت گئ تو مجھے گاڑی ملے گی نیو برانڈ گاڑی میری اپنی ہو گی اور میں ان دونوں ماں بیٹے کو دکھا دوں گی کہ میں بھی اسی خاندان کا خون ہوں--

اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور گل فشانی کرتی فاطمین نے شازل ان کو سلام پیش کر دیا ---

السلام و علیکم بھائی ---

میرال کو شازل کا نام سن کر تھوڑی شرمندگی ہوئی مگر وہ پرواہ کب کرتی تھی جو اب کرتی

افففففف کس کا منہ دیکھ لیا ساری شام خراب ہو گئ ---

آؤ فاطمہ میرے روم میں چلیں ----

میرال شازل زمان کو اگنور کرتی فاطمہ کا ہاتھ کھینچتے ہوئے اوپر کی طرف جانے لگی ---

میرال یہ کس ریس کی بات ہو رہی تھی ---

شازل زمان نے لان کے عقب سے نکل کر زینے کے پاس آتے ہوئے کہا ----

کیسی ریس ؟

میرال نے انجان بنتے ہوئے فاطمین کو دیکھا --

فاطمین نے بھی منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کندھے اور آبرو اچکا دیئے ----

دونوں سپیڈ سے اوپر بھاگیں تھیں ----

جب کہ شازل کو اس کی خاموشی سے بھاگنے نے ٹھٹکا دیا تھا ----

♡♡♡♡

تو آئیے ---اور مقابلے والے بچے یہاں اس گرین بیلو ربن کے سامنے کھڑے ہو جائیے
آپ سب جانتے ہیں یہ مقابلہ ہمدرد یونیورسٹی کے ہونہار طالبات کی جانب سے منعقد کیا گیا ہے اس میں جیتنے والے کو شاہ زین احمد وقاص چوہان

ضیاء اور کچھ مزید سٹوڈنٹ کی طرف سے ملے گی نیو ماڈل کرولا کار ----
تو مقابلہ شروع ہوتا ہے اب ----
اے تنبو کائنات وقت ہے ہار مان لوواپس لے لو اپنا نام۔
ہارنے کی شرط یاد ہے ناں --
پوری یونی کے سامنے مجھے اپنے اس ڈھکے ہوئے چہرے کا دیدار کرواؤ گی ----
پچھلے پانچ سال سے یہ ریس میں ہی لگواتے ہوں اور ہر بار جیتا بھی میں ہی ہوں اور اس بار بھی کسی مائی کے لال میں دم نہیں ہے کہ وہ شاہ زین حیدر سے جیت جائے ---

مائیک میں ابھرتی پرنسپل کی آواز پہ شاہ زین نے اپنے برابر کھڑی میرال آصف کو ایک بار پھر پیچھے ہٹنے کے لیے اکسایا اسے اپنی کامیابی پہ اور سخاوت پہ فخر تھا مگر اسے یہ معلوم نہ تھا کہ آج اس کا یہ فخر اور غرور دونوں خاک میں ملنے والے تھے ---

شاہ زین حیدر اگر تم ہارو گے تو میری شرط تمھیں ماننا پڑے گی

(keep in ur mind)

ویسے کھٹارا کو گھر چھوڑ آئی ہو نیو بائیک کس کی چوری کی ہے کیا ورنہ تمھاری اوقات تو ہے نہیں اتنی ہیوی بائیک خریدنے کی ----؟

شاہ زین نے اس کی نیو پرائم جنون دیکھ کر ایک اور چوٹ کی تھی ---

وہ جو اسی الجھن میں پہلے ہی الجھ رہی تھی پھر اس کی سوئی وہاں جا کر اٹکی تھی ---

♡♡♡

یہ کیا میری بائیک ؟

میرال آصف نے جب ریس کے میدان میں آکر بائیک پارک کی اور خود ہال کے اندر اس بھرے مجمع میں اپنی حاضری لگوانے گئ مگر جیسے ہی واپس آئی اس کی بائیک وہاں موجود نہیں تھی ---

وہ چونک کر ادھر ادھر تلاش کرنے لگی ----

فاطمین میری بائیک اس نے فاطمہ کو کال کی جو ہال میں موجود تھی ---

کککککک کیا مطلب تمھاری بائیک --؟

فاطمین نے کھڑے ہوتے ہوئے ہکلا کر اسی سے وہی سوال پوچھا --

میری بائیک نہیں ہے یہاں ----

میں آتی ہوں وہی رکو ویٹ کرو ---

فاطمین ہال سے راستی بناتی دوڑتی ہوئی وہاں سے نکلنے لگی ---

تمھارے سامنے بلیک جنون ہے وہ تمھارے لیے ہے --

شاہ زین سے آج ہارنا نہیں جیت کر آنا ابھی یہ مت سوچو کہ یہ کون ہے بس اتنا یاد رکھو کہ شاہ زین ہم دونوں کا دشمن ہے اور دشمن اس وقت میدان میں ہے اسے چت کرنا ہے ---

کسی بھی حال میں ----

میں تمھارے آس پاس ہی ہوں تمھارا ساتھ دوں گا ہر حال میں تم پریشان مت ہونا تمھارا (well wisher)

Z.s

واٹ ؟

میرال کے موبائل پہ مسیج بہ ہوئی تو اس نے ان کر کے دیکھا تو یہ مسیج ملا ---

میرال نے پورے پارک میں نظر دوڑائی مگر وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا ---

یہ کیا بکواس ہے میرال نے زور سے مکا اس بائیک پہ دے مارا ---

یہ منظر دور گاڑی میں بیٹھی دو آنکھوں نے بڑے پرشوق نگاہوں سے دیکھا اور لب مسکرا دیئے ---

اس کا غصہ ہمیشہ سے عروج پہ رہتا اس کا غصہ اس کا جنون تھا اور جب وہ غصہ میں آتی تو عزم میں آ جاتی اور عزم سے جو کام کرتی اسے کر کے مقابل کو ہرا دینے کا ہنر رکھتی تھی میرال آصف ---

فاطمین ہانپتی کانپتی وہاں پہنچی تھی ----

ؤاو میرو یہ بائیک

ونڈرفل فاطمین نے جب دیکھا کہ میرال اس نیو بائیک کے پاس کھڑی ہے تو وہ بھی اس کو سراہے بنا نہ رہ سکی تھی ---

میرو میری جان دفع کر دیکھ گھر چلتے ہیں تم ان بائیکس کے ساتھ اپنی اس کھٹا۔ر۔

فاطمین نے منہ پہ ہاتھ رکھا وہ جانتی تھی کہ میرال کو اس بائیک سے کتنا لگاؤ تھا ----

کیوں کہ وہ بھی اس نے اپنی پاکٹ منی سے ہی خریدی تھی ---

یہ پڑھو میرال آصف نے اپنا موبائل آن کر کے فاطمین کے آگے کر دیا ---

فاطمین نے موبائل پہ مسیج پڑھ کر موبائل میرال کو واپس کر دیا مگر اتنے میں مائیک پہ ابھرنے والی آواز نے فاطمین کو بس اتنا ہی موقع دیا کہ اس نے میرال آصف کو جانے کا اشارہ کیا اور بعد میں یہ سب دیکھ لیں گے کہہ کر اسے بھیج دیا۔
میرال کے پاس بھی وقت کم تھا سو وہ اسی بلیک جنون پہ ناچار بیٹھ کر شاہ زین کے مقابل کھڑی اس کی بکواس سن رہی تھی ---

One,two three,and goooo ..

جیسے ہی گو کی آواز پڑی اور ساتھ میں پی ٹی نے سیٹی بجائی بائیکس کے پہیے خطرناک انداز میں گھومے تھے ---
شاہ زین نے میرال کی طرف طنزیہ مسکراہٹ اچھالی جسے میرال اگنور کرتی ہوئی اپنا ہیلمنٹ پہن چکی تھی ---

گرین اور وائٹ جھنڈے کو لہراتے بہت سی لڑکیاں اور لڑکے بائیکس کو ریس دینے لگے
ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ پہلے مطلوبہ جگہ پہ پہنچ جائے ---
میرال کی بائیک بھی فراٹے بھرتی آگے بڑھ رہی تھی جب شاہ زین نے اس کے برابر
بائیک لاکر اسے لات رسید کی ---
میرال کا کنٹرول تھا اور وہ ہر صورت حال سے واقف تھی نے بائیک کو آگے بڑھایا مگر
شاہ زین کہاں باز آنے والا تھا ---
شاہ زین نے بائیک پہ کھڑے ہوتے ہوئے فلائینگ ٹانگ اچھالی جو کہ میرال کے سر پہ
لگی تھی اس کا توازن بگڑا --
شاہ زین بائیک پہ بیٹھا اور ہواؤں میں اڑانے لگا ----
سنبھل کر مس کسی نے بائیک ساتھ لگا کر اپنی ٹانگ کے سہارے سے میرال کی بائیک
سنبھالی --
میرال نے اس کی طرف دیکھا مگر وہ ہیلمنٹ چڑھائے آگے بڑھ چکا تھا --

میرال نے بھی جلدی سے توازن سنبھالا اس سے پہلے کہ شاہ زین اور باقی سٹوڈنٹس سے وہ بہت پیچھے رہ جاتی اس نے اپنی بائیک کی سپیڈ بڑھا دی تھی ---
میرال کے آگے ایک 125 ہیوی بائیک تھی مگر وہ شخص سٹوڈنٹ نہیں لگ رہا تھا ---
مگر پہلے میرال کے پیچھے اور پھر آگے تھا ---
شاہ زین کے ساتھ بڑی پھرتی کے ساتھ بائیک لگائی تو شاہ زین باقی سٹوڈنٹس میں سے کسی کو سمجھا مگر اس کے فریش اور ریلیکس دماغ نے شکست کھائی اور وہ کچے راستے پہ دو فٹ دور اچھل کر گرا تھا --
ہر کوئی اپنی دھن میں آگے بڑھا تھا جب کہ شاہ زین کہاں گیا کسی کی توجہ نہیں گئ تھی

گرین ربن توڑتی میرال آصف نے ہیلمٹ اتار کر ہوا میں ہاتھ لہرایا تھا اس کی تمام فرینڈز نے دور سے ہی اس کی بہت سی ویڈیوز شوٹ کی تھیں اور ساتھ ہی یاہو کے نعرے بلند

ہوئے تھے پورا پنڈال جوش سے کھڑا ہوا تھا تالیوں کی گونج میں میرال آصف بلیک عبائے اور وائٹ سکارف کے ساتھ پورے اعتماد کے ساتھ سٹیج پہ آئی تھی مگر اس کی نظریں اس اجنبی کو ڈھونڈ رہی تھیں جس کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچی تھی ----

مگر اس کے جیسا حال میں فلحال میرال کو کوئی بھی نہ دکھا تھا ---

پانچ سال کا ریکارڈ توڑتی میرال آصف ---

اور پانچ سال بعد ہارتا شاہ زین احمد ۔

ایک چہرے پہ جیت کے رنگ تو دوسرے کے چہرے پہ اپنی مردانگی کو پہنچی ٹھیس کی سیاہی مائل رنگت --

تو ہم اس خوشی کے موقع پہ شاہ زین احمد کو سٹیج پہ آنے کی دعوت دیتے ہیں ---

آپ سب کی بھرپور تالیوں کی گونج میں شاہ زین احمد سٹیج پہ تشریف لے آئیے ---

پی ٹی نے ۔تین مرتبہ شاہ زین کا نام اناوس کیا مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا کوئی ہوتا تو آتا

پرنسپل نے چابی میرال آصف کو دیتے ہوئے ڈھیر ساری دعاؤں میں رخصت کیا اور وہ ملکہ عالیہ کی طرح سٹیج سے نیچے اتر آئی ---

♡♡♡♡♡♡♡

ماما ماما آئی لوو یو سو مچ ---

میرال ماں کے گلے میں بانہیں ڈالے گول گول گھومنے لگی --

وہ اتنی ایکسائیٹڈ تھی کہ اس کا بس چلتا تو وہ ہواؤں میں کسی آوارہ پنچھی کی مانند اڑتی پھرتی ---

اپنی جیت اور پھر اس اکڑو شاہ زین سے جیت کا مزا ہی الگ تھا ---

چھوڑو مجھے میرال ---

میرال کی ماما نے اسے خود سے الگ کیا ---

وہ کچن کے دروازے میں کھڑی ناچ رہی تھی ---

نورین طلعت نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی ---

کہ کہیں اسماہ اس کی جیٹھانی نہ دیکھ لے ---

یہ لیں منہ میٹھا کریں اور یہ فاطمین تم بھی دوبارہ کر لو

منہ میٹھا ---

ہوں ں ں ---

فاطمین کے کچھ بولنے سے پہلے میرال آصف اس کے منہ میں دوبارہ سے لڈو ٹھونس چکی تھی ---

وہ اوں آں کرتی رہ گئ ---

میرال اگر ایسا نہ کرتی تو فاطمین ارشد اس کا بھانڈا پھوٹ دیتی ---

آئیے میری ماما جان آپ کو اپنی بیٹی کی کامیاب کارکردگی دیکھاوں --

میرال نے اپنی ماما کا ہاتھ پکڑا اور باہر لان کے ساتھ بنے کار پارکنگ کے پاس لے آئی نیو زیرو میٹر چمچماتی بلیک کرولا ۔

شاہ زین کی اولین چوائس تھی جو میرال آصف نے ہتھیا لی تھی ----

یہ کس کی گاڑی ہے میرال اور تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو کیا شازل بیٹے نے نئ گاڑی لی ہے ---؟

نورین طلعت نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی ---

میرال آصف کے چہرے کے رنگ بدلے تھے ---

ہاں میری ماں ایک شازل زمان ہی تو ہے جو گاڑی لے سکتا ہے بنگلہ لے سکتا ہے

باہر سے ڈگری لے سکتا ہے ---

اپنا بزنس کر سکتا ہے ----

اور یتیموں کا حق مار سکتا ہے -----

میرال نے تنک کر ماں کو جواب دیا اس کی اس خوشی میں اسے شازل نامی شخص کی تعریف کسی ناگ کی طرح چبھی تھی ---

اور وہ پیر پٹختی اوپر بھاگ گئ تھی ----

میرو بیٹا میری بات تو سنو ---

نورین طلعت آوازیں دیتی رہیں مگر وہ روتے ہوئے اوپر بھاگ گئ تھی ---

اچھا آنٹی آپ پریشان نہ ہوں میں اس کو دیکھتی ہوں--

آپ یہ مٹھائی لیں فاطمین نے ڈبہ ان کے ہاتھ میں پکڑایا اور
میرال کے پیچھے ہو لی---

♡♡♡♡

میرو کیا ہو گیا ہے یار انہوں نے ایک بات ہی تو پوچھی تھی تم سیدھا سا جواب بھی دے سکتی تھی ---
آخر اتنی نفرت کیوں ہے تمھیں شازل بھائی سے ---؟؟
فاطمین نے بھی اس کی دکھتی رگ پہ ہی ہاتھ رکھا تھا ---
فاطمہ اگر تم نے اب اس کا نام لیا ناں تو میں اس گھر کو آگ لگا دوں گی ---
میں اس گھر میں صرف اپنی ماں کی خوشی کی خاطر ہوں ورنہ کب سے اس پہ لعنت بھیج چکی ہوتی ---
میرال نے بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹے ہی فاطمین کو اپنی نفرت میں چھپی اس ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے اپنی مجبوری کا زکر کیا ---

اچھا دفع کرو آج اتنا اچھا خوشی کا دن ہے اور تم آنسو بہا رہی ہو ---

چلو باہر چلتے ہیں آنٹی کو بھی لے چلتے ہیں ---

اور وہاں سے میری ماما کو بھی لے لیتے ہیں --

خوب مزا کریں گے اور یہ دونوں خواتین بھی بور نہیں ہوں گی ---

فاطمین نے میرال کا موڈ بحال کرتے ہوئے کہا ---

اور میرال آصف تو تھی ہی ایسی اپنی خوشی کو پس پشت ڈال کر اپنوں کی خوشی کا خیال کرنے والی --

اپنا ہر غم بھول کر دوسروں کی دل جوئی کرنے والی --

چلو اب اس منہ کو دھو لو مجھے ڈر لگ رہا ہے ---

کالی مرچ فاطمین نے اسے چڑایا ---

مری رٹو طوطی ----

میرال بھی کہاں چپ رہنے والی تھی اس کے بہت بولنے کی وجہ سے اس کا نام رٹو طوطی رکھا ہوا تھا ---

نے فاطمین کے گال پہ چٹکی کاٹ دی --
فاطمین نے بھی دونوں ہاتھوں سے اس کے پنک پھولے گال کھینچ لیے دونوں کافی دیر تک یونہی لڑتی رہیں اور ہنستی رہیں ---

تو فاطمین بھی اس کے غصے کی وجہ سے اسے ساری مرچوں کے نام رکھ دیتی ----
اب اٹھو بھی فاطمین نے اسے واش روم دھکیلا اور خود اپنی مدر کو کال کرنے لگی ---
تم کہاں جا رہی ہو بھئ نورین ؟
اسما گل اٹھلاتی ہوئی لان کے عقب میں آن کھڑی ہوئی تھی --
جب وہ تینوں باہر جانے کے لیے نکل رہی تھیں ---
اسما گل جو کب سے جل بھن رہی تھیں --
لاوا اگلنے آ ہی گئیں تھیں ----
وہ بھابھی میں زرا بچیوں کے ساتھ باہر جا رہی تھی --
نورین طلعت نے آرام سے جواب دیا ---

شام ہونے والی ہے شازل گھر آنے والا ہے ---
کھانا بنانا ہے شام کی چائے باقی ہے کچھ کچن کے اور بھی کام دیکھنے ہیں ---
وہ تو بچیاں ہیں تم تو بچی نہیں ہو ناں بھئ جو تمھیں بار بار سمجھانا پڑے ---
اسما گل کے اندر کی آگ بھڑک اٹھی تھی ---

وہ بھا--- بھ-- ی ----

تائی جان شازل آپ کا بیٹا ہے آپ کا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ اسے کھانا بنا دیں ----
گاڑی کا ہارن بجا تو سب کی نظر گیٹ کی طرف اٹھ گئ --
میرال چپ کرو تم نورین طلعت نے بحث کو ختم کروانا چاہا --
نہیں نہیں اسے بولنے دو ---
ہم اس کی ہی تو کمائی کھا رہے ہیں میرا بیٹا یتیموں کا مال کھا گیا ہے اور یہ بیچارہ سوکھی سڑی اسے تو کھانے کو ہی کچھ نہیں ملتا ---
بھئ یہ ہی کہہ دیا ناں کہ شام کی چائے ساتھ پیتے ہیں تو اس میں اتنی بدتمیزی کی کیا ضرورت ہے ---

اسما گل نے شازل کو دیکھ کر پنتیرہ بدلا --

فاطمین کا منہ آدھا سے زیادہ کھلا رہ گیا ---اس شاطر عورت کے دماغ پہ ---

السلام علیکم---

شازل نے مسکرا کر سلام کیا ----

چلیں ماما میرال نے سلام کا جواب دینا تو دور کی بات شازل کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا ---

اگر دیکھ لیتی تو شاید اس کے چہرے کی وہ خوشی بھی دیکھ لیتی جو اس سے زیادہ شازل کے چہرے پہ جگمگا رہی تھی ---

مگر دیکھتی تب ناں ----

میرو یہ گاڑی کس کی ہے شازل نے اس کی بے رخی کو اگنور کرتے ہوئے انجان بنتے ہوئے گاڑی کے متعلق پوچھ لیا ---

شازل تم چلو میرے ساتھ اسما گل کو اپنی بات کی آہمیت کھائی میں پڑتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس نے ازل سے کرنے والا کام کیا---

اور شازل جانتا تھا کہ اپنی ماں کو وہاں سے کیسے ہٹانا ہے ---

میں ہر بار ہار جاتا ہوں ----

تم ہر بار مجھے ہرا دیتی ہو ---

شازل کے لبوں پہ ہلکا سا تبسم آیا تھا مگر اس نے اسے نیچے منہ کر کے چھپا لیا تھا وہ ماں کے گلے میں بازو حمائل کر کے انھیں وہاں سے لے گیا ---

اپنی چاچی کو اوکے کا سائین دیتا ماں کا دھیان بٹانے لگا --

میرال میری تربیت کی لاج بلکل بھی نہیں رکھتی تم ---

نورین طلعت نے اسے ہلکا سا مگر نرم لہجے میں ڈانٹا جانتی تھیں کہ میرال کو کچھ کہا تو وہ ہفتوں کہیں نہیں جائیں گی ---

اور الٹے سیدھے کام الگ کرے گی ---

وہ سارے شہر کی سڑکوں پہ رات گئے تک گھومتی رہی چہکتی رہی کھلکھلاتی رہی ---

شازل نے کہیں بار کال کی کیوں کہ کافی رات ہو گئ تھی مگر وہ شازل کا فون پہلے کب اٹھاتی تھی جو اب اٹھا لیتی ۔

ایک وہی ڈھیٹ تھا اس کی فکر کرتا رہتا تھا اس کے آس پاس موجود رہ کر اسے محسوس کرتا تھا ۔۔۔

♡♡♡♡♡

وہ دو ٹکے کی لڑکی مجھ سے ۔۔۔

شاہ زین آگ کا گولا بنا ہوا تھا ۔۔۔۔

پسینے سے شرابور لان کی شرٹ پسینے کی وجہ سے جسم کے ساتھ چپک کر رہ گئ تھی ۔۔۔

وہ اپنی ایکسرسائز مشین کے پاس کھڑا اپنے غصہ اور انسلٹ کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔۔

مگر ہر حربہ بے سود جا رہا تھا ۔۔۔

شاہ زین جیسے ہی بائیک سے گرا تھا اٹھنے کی کوشش کی مگر اسے کچھ لوگ اٹھا کر ایک ویران جگہ لے گئے اور وہی چھوڑ کر بھاگ گئے وہ ریس کی جگہ پہنچ بھی جاتا تو اسے بہت دیر ہو چکی تھی ---

اس کا سر اب بھی بھاری تھا اس کی گردن کے پاس کچھ چبھا تھا گرتے ساتھ ہی اس کے بعد وہ چند گھنٹے ہوش میں نہیں تھا ---

یہ بازی عشق کی بازی ہے یہ بازی تم ہی ہارو گے --

وہ لڑکی اب میرے عتاب سے کیسے بچے گی ---

ہاہاہاہا ہاہاہاہا ہاہاہاہا ہاہاہاہا----

شاہ زین شاید پاگل ہو گیا تھا وہ ہنس ہنس کر دوہرا ہو رہا تھا اس کی انکھوں کی سامنے تڑپتی بلکتی میرال آصف تھی ---

اس سے عزت کی بھیک مانگتی چیختی چلاتی اس کے میرے پڑتی ---

اب آئے گا مزا تم دیکھنا اب شاہ زین تم سے کیا کیا کرواتا ہے

تجھے اپنی رکھیل نہ بنایا تو شاہ زین احمد نام نہیں میرا --
وہ تولیہ سے منہ رگڑتا اس رقبہ حصے سے باہر نکل آیا --
اس کے دل کو سوچ کر ہی سکون ملا تھا ---
وہ شاور لینے اور فریش ہونے سوئمنگ پول میں کود گیا۔
ساتھ میں اس نے اپنا موبائل آن کر کے عشاح کو بھی کال کر دی تھی --
اس کی رات سجنے والی تھی --

♡♡♡♡

آج سنڈے ہے تو کیا سو کر ہی گزارو گی شازل زمان کب سے اپنی کھڑکی میں۔ کھڑا اپنے سامنے بنے روم کی طرف متوجہ تھا ---
اس کی ہر صبح یوں ہی گزرتی تھی وہ جتنی دیر گھر پہ ہوتا بس اپنے روم کی اس کھڑکی میں تب تک کھڑا رہتا جب تک وہ تیار ہو کر اپنے روم سے نکل کر چلی نہ جاتی --
شازل جیسے ہی دیکھتا وہ بھی فوراً باہر نکل آتا ---

ہر قدم میرال آصف کے قدم پہ رکھتا اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے کا احساس جگاتا ۔۔۔۔
اس کے ساتھ میرال بات ہی نہ کرتی تھی مگر وہ ہر بار اس کو سلام کرتا اس کی یونی ورسٹی کی ہر رپورٹ رکھتا اس لیے نہیں کہ اسے اس پہ بھروسہ نہ تھا بلکہ اس لیے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے اس کی کئیر کرنے کے لیے اس کی ڈھال بن کر رہتا ۔۔۔
وہ کتنی دیر یوں ہی بند دروازے کو دیکھتا رہا کہیں بار ملازم آ چکا تھا اسے بلانے اسما گل ناشتہ پہ ان کا ویٹ کر رہی تھیں ۔۔۔
مگر وہ سونے کا بہانہ کر کے اسے کہیں بار ٹال چکا تھا ۔۔۔
ملازم نے ے آکر پھر دروازہ ناک کیا تو شازل زمان باہر نکل آیا ۔۔۔
بشیر جاؤ اپنی چھوٹی بی بی جی کا دروازہ ناک کرو ان سے کہو ان کی چھوٹی مالکن ناشتہ پہ ویٹ کر رہی ہیں ۔۔۔
جی صاحب میں کہہ دیتا ہوں بشیر تابعداری کرتے ہوئے سامنے چلا گیا۔۔۔
بشیر کہہ کر نیچے اترا ہی تھا کہ میرال کے روم سے چیخ
بلند ہوئی ۔۔۔

شازل دوبارہ کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا ----

مگر اس کے کانوں پہ میرال کی چیخ پڑی تو وہ فوراً اس کے روم میں بھاگا----

میرال کا دروازہ کھلا تھا جو اس نے ملازم کے کہنے پہ کھولا تھا---

میرال کے ہاتھ میں اپنے لمبے گھنے بالوں کی کٹی ہوئی چوٹی تھی اور وہ آئینے میں کھڑی چلا رہی تھی ---

شازل زمان کی انٹری غلط ہوئی تھی وہاں اس وقت اس لمحے ---

توپوں کا رخ شازل زمان کی طرف مڑ گیا ----

♡♡♡♡♡

تمھیں آخر مجھ سے مسلہ کیا ہے شازل زمان ---

شازل کی آئینے میں ابھرتی شکل نے میرال آصف کے اوسان خطا کر دیئے ---

تماشا دیکھنے آئے ہو ناں میرا ---؟

وہ آئینے سے ہٹ کر شازل کے پاس آئی تھی ---

اس نے اپنی چوٹی جو اس کی کمر سے نیچے تک آتی تھی --
اس کے ہاتھوں میں تھی اور اس کے بچے کھچے بال کسی اجڑے ہوئے گھاس بھوس کا گھونسلا لگ رہے تھے ---
وہ کسی پاگل خانے سے فرار لڑکی لگ رہی تھی ---
اس کی آنکھیں سرخ انگارا جیسی ہو رہی تھیں ---
میرال نے اس کے سامنے آکر چلا کر کہا یہ دیکھو ---اس نے پہلے اپنی چٹیا اور اس کے بعد اپنے سر کے بال مزید بکھرائے ہوئے بولا ---
برداشت نہیں ہوئی ناں تم سے میری خوشی ؟
ہاں بولو نہیں ہوئی ناں برداشت وہ ہچکیوں میں رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی مگر اسے اس بات کی پرواہ نہیں تھی اس کے سر پہ دوپٹہ نہیں تھا کوئی سکارف نہیں اور آج جیسے وہ ہوش سے بیگانہ ہو رہی تھی --
شازل ہکا بکا اس کی بالوں کی چوٹی کو تو کبھی اس کے سر کو دیکھ رہا تھا ---
اس کے بھی کہاں اوسان اپنی جگہ پہ تھے ---

میرو تمھیں کیا بتاؤں شازل زمان تمھیں تکلیف دی ا تو بہت ہی دور کی بات وہ تمھیں تکلیف کا سوچ بھی نہیں سکتا ---

وہ کہہ نہ سکا بس سوچ کر رہ گیا---

میرال نے جب دیکھا کہ وہ گم سم بت بنا کھڑا ہے تو اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی چوٹی اس کے منہ پہ دے ماری ---

نکل جاؤ یہاں سے میرال تم سے نفرت کرتی تھی کرتی ہے اور کرتی رہے گی ---

سنا تم نے میرال نے ہچکیوں میں ہی انگلی اٹھا کر شازل کے دل پہ ایک اور ضرب لگائی تھی اور وہ حق بجانب بھی تھی ---

بچپن سے لے کر جوانی کی اس کڑیل دہلیز تک اسما گل نے

اپنے ہی بیٹے کی شخصیت مسخ کی تھی میرال آصف کے دل میں نفرت کا بیج پانچ سال کی عمر سے ہی پل رہا تھا --

اسے میرال تو نہ سمجھ سکی تھی --

مگر نورین طلعت جانتی تھیں ---

اور اس کے بعد اگر کوئی اس صورت حال سے واقف تھا تو وہ شازل زمان کی اپنی زات تھی ---

شازل اسے چپ کروانا چاہتا تھا اس کے آنسوؤ اپنی پلکوں سے چننا چاہتا تھا --
مگر اس وقت وہ اس کے دل میں اور غصہ تو بھر سکتا تھا
اسے کوئی تسلی نہیں دے سکتا تھا ---
اس لیے وہ چپ چاپ وہاں سے نیچے چلا آیا ---
اس وقت اسما گل غصہ میں بھری شازل زمان کا ہی ویٹ کر رہی تھیں ---
کیوں کہ وہ ماں کے کہنے کے بعد بھی دو گھنٹے سے اوپر ہی تھا اور وہ جانتی بھی تھیں کہ جب تک میرال نیچے نہیں آ جاتی شازل کا آنا بھی نہ ممکن تھا ---
وہ حسد کے مرض میں مبتلا تھیں ----
تو شازل اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا ----
مگر شازل کو اکیلا آتے دیکھ کر اسما گل کو تھوڑا سا سکون ضرور ملا تھا ---

شازل زمان اپنی چاچی کے پاس کچن میں چلا آیا ---

چاچی جان میرال کے پاس چلی جائیں آج پھر وہ میری ماں کی نفرت کا نشانہ بنی ہیں آج پھر اس کے دل پہ کاری ضرب لگی ہے مجھے معاف کر دینا چچی جان میں آپ کی چاہا کر بھی اچھا بیٹا نہ بن سکا ---

شازل نے نورین طلعت کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگایا --

نورین طلعت نے اس کی آنکھوں کی نمی کو واضح محسوس کیا تھا ----

شازل فوراً ہی گھر سے باہر جا چکا تھا--

وہ اس وقت دوپہر کے کھانے کی تیاری میں مگن تھیں ---

نورین طلعت اپنی بیٹی کی طبیعت کو بھی جانتی تھیں اور شازل کی بھی مگر وہ دونوں طرف سے ہی مجبور تھیں --

وہ سارا دن کچن ۔ی۔ اس لیے لگی رہتی تھیں کہ گھر میں سکون رہے ۔۔اسما گل ہر وقت ان کی عزت کے بخیے ادھیڑ نے میں لگیں رہتی تھیں تاکہ وہ ان کو اس گھر سے نکال سکے ۔۔۔۔

♡♡♡

تمھاری بہت ضرورت تھی اس وقت عشاح ۔۔۔ڈارلنگ

شاہ زین عشاح کو اپنے بازوؤں کو حلقے میں لیے ۔۔

اپنے روم کی طرف بڑھ رہا تھا اس کے نوکر یہ سب دیکھ رہے تھے مگر وہاں پرواہ کس کو تھی ۔۔۔

شاہ زین کے والدین بزنس کے سلسلے میں ٹور پہ نکلے تھے ۔۔

اور وہ اپنے فارم ہاؤس پہ خوب عیاشی کر رہا تھا ۔۔۔

سارے فرینڈز ایک ایک کر کے آ دھمکے تھے ۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم شاہ زین میرے یار ۔۔

کاشان شاہ زین کا) فیملی فرینڈ (نے بے جا اس حرام مشروب کو بے تحاشا شاہ زین کو پیتے دیکھ کر ٹوک دیا --

تم سب جانتے ہو کہ آج میرے لیے کتنا تکلیف دہ دن ہے --
وہ لڑکھڑاتے ہوئے دیوداس کی طرح ادھر سے ادھر گرتے پڑتے بولا ۔

آج میں نے ایک معمولی سی لڑکی سے شکست کھائی ہے اور جب تک میں اسے نیچا نہیں دیکھا لیتا میں نہ تو یونی آؤں گا اور نہ ہی اس لڑکی کی شکل دیکھ سکتا ہوں ---
شاہ زین فل نشے میں ٹن بس یہ ہی چند جملے بول رہا تھا --
وہ سب ہی نشے میں مست دنیا سے بیگانہ ہو چکے تھے --
ہم سب اس کا بدلہ لیں گے بس صبر سے کام لینا ہوگا --
کچھ دوست جو کم نشے میں تھے اسے سمجھاتے ہوئے بیڈ روم میں لے آئے تھے --
اور سب پھر ایک ساتھ ہی کہیں نہ کہیں ڈھیر ہو گئے تھے --
♡♡♡♡♡♡♡

دو دن بعد

آخر کب تک تم گھر پہ ہی رہو گے یوں منہ سر لپیٹے اس طرح تو میرال کو اور شے مل جائے گی ---

آج دو دن کے بعد پھر سارے دوست اسے سمجھانے آئے تھے --

عشاح بھی ان کے ساتھ تھی ---

میرا دل نہیں کرتا اس لڑکی کو دیکھنے کو بھی میں اس سے شرط رکھ کر ریس جیت رہا تھا اور وہ جیت گئ --

اور اس نے کہا تھا کہ وہ جیت گئ تو وہ شرط رکھے گی اور

وہ اسے ماننی ہو گی ---

ہار جیت چلتی رہتی ہے شاہ زین اگر تم یونی ورسٹی نہیں آؤ گے تو اس سے اسے کیا نقصان ہو گا ---

وہ تو اپنے مزے سے آ جا رہی ہے ----
ایک دوست سے اسے مزید سمجھانے کی کوشش کی ۔

آج کل بہت چل چپ رہنے لگی ہے لگتا ہے ہم سے ڈر رہی ہے ---
شاہ زین کے ایک دوست نے ایک اور انکشاف کیا ---

جب کہ وہ گاڑی جیتی ہے وہ تو خوشی سے نہال جھومتی رہتی ----
کاشان تم سب جاؤ میں آج نہیں آ سکتا کل سے پکا آؤں گا--
شاہ زین نے سب کو تسلی دی اور کمبل سر تک تان کر سو گیا --
وہ سب ایک دوسرے کو دیکھتے باہر نکل آئے ---
انھیں یقین تھا کہ اگر شاہ زین نے کہا ہے تو وہ ضرور آئے گا --
یونیورسٹی میں بھی چہ میگوئیاں چل رہی تھیں کوئی شاہ زین کے ہارنے پہ دکھی تھا تو کوئی ہارنے پہ خوش تھا ---

♡♡♡♡♡

میرال میں ہوں میری جان دروازہ کھولو ---

میرال دروازہ بند کر کے دروازے کے ساتھ لگ کر ہی اپنے بالوں کا سوگ منا رہی تھی

---ساتھ ساتھ میں اپنے رب سے شکوے بھی چل رہے تھے ----

کیوں اتنی سنگدل دنیا بنائی تونے یا اللہ لوگ تو یتیم کی آہ سے ڈرتے ہیں اور یہ دونوں ماں بیٹا ہر روز ہماری آہ لیتے ہیں پھر لگتی کیوں نہیں ہے انھیں وہ چھت کو بھرتے ہوئے بایہی گڑگڑا رہی تھی ----

دروازہ ناک ہوا تو اس کے رونے میں اور بھی شدت آگئ وہ جانتی تھی یہ ناک کس نے کیا ہو گا ----

وہ اپنی ماں کو پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی اس نے جلدی سے دروازہ کھول دیا ---

اس کی سوجی آنکھیں سرخ ہوتے گال

اور لال ہوتی ناک نے نورین طلعت کو کچھ سوچنے پہ مجبور کر دیا ---

مگر وہ کر بھی کیا سکتی تھی بیٹی سے شادی کا کہتی تو وہ اپنے فیوچر کی پلاننگ پہ لگی تھی
اسے ہارٹ سرجن بننا تھا ابھی اور اسے وہ ڈگری لمز یونیورسٹی سے حاصل کرنی تھی ---
جس کے لیے وہ ان تھک محنت کر رہی تھی ----
اس کے خواب میں کوئی سفید گھوڑے والا شہزادہ نہیں تھا ---
نہ کوئی پرنس کی چاہا تھی اسے ----
میرال کو تو بس اپنی دنیا بنانی تھی اپنی مرضی کے مطابق جس میں نہ تو وہ کسی کا دل
دکھنے دے گی اور نہ ہی کسی یتیم کی آہ لینی تھی ---
اسے شازل زمان کے احسان کے بغیر اپنے پر بننے تھے ---
اسے اپنی تائی کو نیچا دیکھانا تھا اسے سب تکلیفیں سود سمیت اسے واپس لوٹانے تھیں

ایک اور دکھ اس نے اپنی ڈائری میں تحریر کیا تھا ---
ایک اور حساب شازل کے لیے بڑھ گیا تھا ---

شازل زمان سیدھا باپ کی قبر پہ آیا تھا ۔۔۔۔۔زمان اللہ کے کتبے پہ ہاتھ پھیر کر وہ دو زانو بیٹھ گیا ۔۔۔

میں آپ سے کیا ہوا وعدہ نبھا رہا ہوں بابا مگر ماما مجھے

ڈی گریڈ کروا رہی ہیں اور گرا رہی ہیں مجھے میرال کی نظر میں بابا آخر آپ اتنی بڑی زمہ داری میرے کندھوں پہ ڈال کر کیوں چلے گئے ہیں ۔۔۔

شازل اپنے باپ کو امجین کر کے زاروقطار رونے لگا ۔۔۔

اس سے آج میرال کا دکھ برداشت نہیں ہو رہا تھا ۔۔۔

اس کے وہ لمبے بال تو آجائیں گے دوبارہ مگر اس کے دل میں پڑی ہوئی وہ گراہ کبھی نہیں کھلے گی بابا ۔۔۔

کبھی نہیں وہ قبر پہ سر ٹکا کر بچوں کی طرح رویا ۔۔۔

اس کے نمبر پہ بار بار کال ا رہی تھی مگر وہ اس وقت کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں لگتا تھا ۔۔۔

برابر بنی ہوئی قبر پہ فاتح خوانی کرتے ایک بزرگ چلے آئے

اور اسے دلاسا دے کر قبرستان سے باہر لے آئے تھے ---

♡♡♡

Congratulations miss mirall Asif ..

It's for u plz ....

میرال آصف جیسے ہی اپنی کلاس میں انٹر ہوئی شاہ زین احمد اس کے سامنے بہت خوش نما کلر فل فلاورز کا بکے لیے سامنے چلا آیا ----
آپ کی جیت کی خوشی میں اتنا تو بنتا ہے ناں مس میرال آصف--
شاہ زین اسے مبارک باد دیتے ہوئے اپنی کمینگی چھپاتے ہوئے گویا ہوا ---
We are friends ؟
آپ کے اس بکے اور مبارک باد کی میرال کو قطعی ضرورت نہیں ہے---

اور

(friends) never it ...

راستے سے ہٹو میرال اس کی بائیں سائیڈ سے نکلنے کے لیے پر تولنے لگی ---

دل کے برے نہیں ہیں ہم شاہ زین نے میرال کی بیک پہ بھرتے ہوئے کہا --

کیوں گائز ---

اور پوری کلاس سے رائے لی ---

آفکورس آفکورس سب نے یک زبان ہو کر کہا ---

میرال نے بیٹھتے ہوئے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا ---

تو گائز جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اپنی مس میرال آصف ----نے مجھ سے ریس جیت کر اس یونی ورسٹی کا نام روشن کر دیا ہے تو اب ان کا اتنا حق بنتا ہے کہ ہم ان کو ایک گرینڈ پارٹی دیں--

تو کون کون اتفاق کرتا ہے میری اس بات سے ---

شاہ زین اپنا بکے اپنے ہاتھ میں پکڑے ڈائس پہ جا کھڑا ہوا --

ہیزل گرے آئیز میں ایک فئ چمک ابھر رہی تھی ---

لبوں پہ ہلکی مسکان اور گول چہرے پہ انا کی سرخی صاف دیکھائی دیتی تھی ---

جتنا خوبصورت چہرہ اتنی مکار باتیں ---

میرال نے اس کو غور سے دیکھا اور دل میں بس یہ ہی سوچ کر رہ گئ ---

یس۔یس۔یس ۔یس یسسسسسس۔

کلاس میں یس کی تقرار شروع ہو گئ تھی ---

انجن سٹارٹ کیا ہوا چھکڑے بھی چل پڑے ہیں ---

میرال نے فاطمین کے کان میں سرگوشی کی --

فاطمین کھلکھلا کر ہنس دی ---

شاہ زین کی فل فل نظر میرال کے ہی طرف تھی ---

سب دوستوں نے شاہ زین کو اپنے کندھوں پہ اٹھا لیا --

ایک ہنگامہ برپا تھا ان کی کلاس میں -----

دو دن بعد ان کے یونیورسٹی میں گریجنڈ پارٹی رکھ دی تھی---
اور یہ سب ان لڑکیوں کو نیچے دیکھانے کے لیے تھی --

مس میرال کے نام پہ ہے یہ پارسل آپ ان کؤ بلا دیں وہ یہاں سائین کر دیں ----
ٹی۔سی۔ایس بوائے نے مطلوبہ ایڈریس پہ پہنچ کر بیل بجائی گیٹ کیپر نے دروازہ کھولا تو
ٹی۔سی۔ایس بوائے نے میرال کے نام پارسل کی بابت بتایا ---
آپ مجھے دے دیں میں ان تک پہنچا دوں گا ---گیٹ کیپر نے اس لڑکے سے کہا ---
مگر مجھے ان کو ہی دینے کا کہا گیا ہے ---
پلیز آپ بلا دیں بابا جی ---
اس لڑکے نے بھی آگے سے ان کو احترام سے جواب دیا ---
اچھا بیٹا میں بٹیا سے کہہ کر آتا ہوں ---
مراد بابا میرال کو بلانے چلے گئے ---

میرال خوش ہوتے ہوئے نیچے بھاگی تھی اسے اپنی سکالرشپ کا انتظار تھا ۔۔۔۔
مگر گیٹ کے پاس پہنچ کر اس کی خوشی ماند پڑی تھی کیوں کہ ٹی سی۔ایس بوائے کے ہاتھ میں بہت خوب صورت ریڈ روز تھے ۔۔۔۔
وہ بہت بڑا بکے تھا بلکل ایسا جیسا کسی فلم سٹار کے لیے اس کے منچلے فرینڈز بھیجتے ہیں بلکل ایسا ۔۔۔

یہ آپ کے لیے ہے مس میرال آصف ۔۔۔؟
ٹی سی ایس بوائے نے لفافے کے اوپر لکھا نام پڑھ کر میرال کو مخاطب کیا۔۔۔
مگر یہ بھیجے کس نے ہیں پھول اور یہ لفافے میں کیا ہے ۔۔؟
میں تو جسٹ ٹی سی۔ایس میسنجر ہوں میم مجھے بس یہ کمپنی کی طرف دیئے گئے ہیں کہ آپ کو پہنچا دوں اس کے علاؤہ ہمیں انفارمیشن لینے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا ۔۔۔
پوسٹ مین نے کہا ۔۔
آچھا ٹھیک ہے لائیں کہاں سائن کرنے ہیں ۔۔۔۔

میرال آصف نے اس سے جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور پین اور پیڈ لے کر سائین کر دیا۔۔۔

میرے گھر میں یہ سب کیا چل کر رہا ہے میرال ۔۔۔؟
میرال جوں ہی واپس مڑی اس کے پیچھے اسما گل کھڑی تھیں ۔۔۔۔
ان کے ماتھے پہ کرختی کے ساتھ ساتھ لکیریں بھی ابھر کر مدوم ہو رہی تھیں وہ مقابل کو ایسے دیکھتی جیسے باز اپنے شکار کو دیکھتا ہے ۔۔۔۔شیر بکری کو دیکھتا ہے ۔۔۔
بلی چوہے کو دیکھتی ہے ۔۔۔۔
آپ کے گھر میں کیا ہو رہا ہے ؟
میرال نے اسی کا سوال انھیں کو لٹایا ۔۔۔
کس یار نے بھیجے ہیں یہ پھول اور یہ خط ۔۔۔؟

Mind ur language tai .

تائی جان اپنی عمر کا ہی لحاظ کر لیں کم سے کم اور یہ گھر اپ کا نہیں میرے ابو اور میرے تایا جان کا ہے ---

وہ اس گھر میں موجود نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کچھ بھی بول دیں ---

اور رہی ان چیزوں کی بات تو الحمدللہ میری اس شہر میں بہت سی فرینڈز ہیں ---

میری جیت کی خوشی میں بھجوائے گئے یہ پھول آپ کو کیوں تکلیف دے رہے ہیں ---

میرال اپنی زبان کو لگام دو---

اسما گل کو تو میرال کی باتیں سن کر جیسے پتنگے لگ گئے --

تمھاری اتنی ہمت کہ تم مجھ سے زبان لڑاؤ ---

اسما گل نے آگے بڑھ کر میرال کو تھپڑ مارنا چاہا --

مگر میرال نے ان کا ہاتھ بہت بدتمیزی سے جھٹکا تھا --

آپ اگر میری بزرگ نہ ہوتی تو میں اپنے اوپر اٹھنے والا ہاتھ

ساتھ کبھی نہ رہنے دیتی ---

میرے معاملات سے دور رہا کریں آپ ؟

میرال نے ہاتھ اٹھا کر ان کو وارننگ دی اسما گل کو نیا تماشا چاہیئے تھا مل گیا تھا ---

وہ وہی لان میں بیٹھ کر زاروقطار رونے لگیں --اور اپنا سینہ پیٹنے لگیں--

کیوں کہ شازل زمان نے اندر قدم رکھا تھا ---

میرال پہلے اوپر جانے لگی تھی مگر شاہ زمان کی گاڑی کی آواز سن کر وہ بھی وہی رک گئ تھی ---

میرال آصف نے بڑی ہوشیاری سے بکے اپنی تائی کی گود میں رکھ دیا ---

یہ دیکھ لیں اچھے سے دیکھ لیں میرے کس کس یار نے مجھے یہ پھول بھیجے ہیں ---

میرے پیچھے کتنے عاشقوں کی لائینز لگی رہتی ہیں بولیں ناں ابھی آپ چپ کیوں ہو گئیں ہیں کوئی اور الزام ہے تو لگا دیں مجھ پہ ---

میرال نے چہرے پہ بلا کی معصومیت لاتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں کہا ---

آپ میری بڑی ہیں مجھے اونچ نیچ سیکھا سکتی ہیں --

مگر الزام نہ لگائیں تائی جن دا کے لیے الزام نہ لگائیں --

اسما گل ہکا بکا میرال کو تو کبھی شازل کو دیکھ رہی تھیں --

میرال نے تائی کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوئے التجا کی اور اوپر بھاگ گئ ---

نورین طلعت نے بھی سارا تماشا دیکھا تھا ---

مراد بابا نے بھی یہ سین بدلتے دیکھ کر اپنی ہنسی چھپائی تھی ---

آخر کب تک ماما یہ سب چلتا رہے گا آخر کب آپ ان لوگوں کو معاف کریں گی ---؟

شازل نے بھی ماں کی طرف افسوس بھری نگاہوں سے دیکھا --

شازل تم اس شاطر لڑکی کی بات--؟ و --- بسسسس ماما میں نے اپنی آنکھوں سے سب دیکھ لیا ہے اور سن بھی لی ہیں ---

مجھے اور بھی کچھ باتیں پتہ چلتی رہتی ہیں مگر میں اس لیے خاموش ہو جاتا ہوں کہ آپ میری ماں ہیں آپ کو خود ہی احساس ہو جائگا ---

مگر افسوس ناک اے کب ہو گا آپ کو احساس ---

شازل کہہ کر رکا نہیں تھا وہ بھی اوپر چلا گیا تھا ---

میرال کو پہلے تو غصہ آیا تھا مگر تائی کو شکست دے کر اسے اب دلی سکون ملا تھا ---

شازل نے وہ بکے اٹھا لیا تھا جو میرال نیچے ہی پھینک آئی تھی ---
وہ بکے دیکھ کر خود سے مخاطب ہوا تھا ---
تیری قسمت بھی میرے جیسی ہے ریڈ روز تو بھی بے قدرے لوگوں کے ہاتھ لگا ہے ---

وہ مسکراتا ہوا اپنے روم میں داخل ہوا ---
میرال اپنی ونڈو سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی --
میرال وہاں سے ہٹ گئ تھی اسے وہ پارسل دیکھنا تھا ---

♡♡♡♡♡♡

میری تو زندگی فراق ہے وہ ازل سے دل میں مکیں سہی۔
وہ نگاہ شوق سے دور ہیں رگِ جاں سے لاکھ قریب سہی۔

ہمیں جان دینی ہے اک دن وہ کسی طرح کہیں سہی ۔

ہمیں آپ کھینچے دار پر جو نہیں تو ہمی سہی۔

میرال نے جیسے ہی لفافہ کھولا اس کے اندر ایک ریڈ رنگ بکس باہر نکالا ۔۔۔
جس کے اندر ایک وائٹ ڈائمنڈ نگ جگمگا رہا تھا ۔۔۔
میرال نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا ۔۔۔
مگر وہاں اس رنگ کے آس پاس کوئی چیز نہ ملی کہ اسے بھیجنے والا کون تھا ۔۔۔
میرال نے دوبارہ لفافہ چیک کیا ایک بلیو خوبصورت سا لفافہ اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا ۔۔۔
لفافہ کھول کر دیکھا تو اس کے اندر خوبصورت غزل تحریر تھی ۔۔۔
میرال الجھن سے اپنے بیڈ پہ اوندھی منہ پیٹتی اسے زیرلب پڑھنے لگی ۔۔۔
سر طور ہو سر حشر ہو ہمیں انتظار قبول ہے۔
وہ کبھی ملیں وہ کہیں ملیں وہ کہیں سہی وہ کبھی سہی ۔

نہ ہو وہ ان پہ جو میرا بس نہیں کہ یہ عاشقی ہے ہوس نہیں --
میں انہی کا تھا میں انھی۔ کا ہوں وہ میرے نہیں تو نہ سہی۔

جو ہو فیصلہ وہ سنائیے حشر پہ نہ اٹھائیے ۔
جو کریں گے ستم آپ وہاں وہ ابھی سہی یہی سہی ۔

میرال نے پہلو بدلہ ---
اسے دیکھنے کی جو لو لگی تو نصیر دیکھ ہی لیں گے ہم۔
وہ ہزار آنکھ سے دور ہو وہ ہزار پردہ نشیں سہی--

یہ کون ہے --میرال نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے سوچا --
یہ غزل میرے دل کی عکاسی کرتی ہے --
یہ رنگ تمھارے ہاتھوں میں دیکھنا چاہتا ہوں --

تمھاری نگاہ کرم کا طالب ہوں ---
جلدی سے تعلیم مکمل کرو میں تب تک منتظر ہوں --
میرال نے مزید آخری سطور پڑھیں اور کاغز کو الٹ پلٹ کر دیکھا ---
اس کے نیچے کچھ نہیں تھا ----
افففففف ایک اور مصیبت ---
وہ غصہ سے اٹھی کاغز کو مرڑوا توڑا
رنگ بکس اٹھایا اور دونوں چیزیں سائیڈ ٹیبل کے ڈراز میں ڈال دیں ---
بڑی پرشوق نگاہوں سے کوئی مسکرایا تھا ---

♡♡♡♡

آپ سب جانتے ہیں کہ آج یہ گرینڈ پارٹی کا اعزاز میں ترتیب دی گئ ہے ---
یونیورسٹی کے کانفرنس روم میں سٹیج پہ کھڑے کچھ لڑکیاں اور لڑکے مائیک پہ بار بار ایک ہی بات دہرا رہے تھے --

میرال آصف کو مبارکباد دے رہے تھے ---

تو آپ سب کی بھرپور تالیوں میں ہم چاہتے ہیں کہ مس میرال آصف سٹیج پہ تشریف لائیں اور ہمیں کوئی نظم کوئی غزل یا کوئی سونگ سنا دیں ؟

کیوں بھئ ساتھیوں اتنا تو حق بنتا ہے ناں اپنا---

سٹیج پہ کھڑے شاہ زین نے اپنے پلان کے مطابق میرال کو گانے کی پیشکش کی ---

گانا سنیں گے ہم سب ؟ سب نے بیک وقت ہی کہا ---

گانا گانا گانا گانا سٹوڈنٹس نے ڈیسک بجانے شروع کر دیئے --

میرال میرال میرال اور پھر میرال کے نام کی تقرار ---

جاؤ ناں میرال فاطمین نے میرال کو اٹھانے کی کوشش کی --

مجھے گانا نہیں آتا فاطمین تم جانتی ہو اور یوں سٹیج پہ کھڑے ہو کر گانا گانا میرے بس کی بات نہیں۔ ہے ---

میں گانا تو بہت دور کی بات ایک لفظ گنگنا بھی نہیں سکتی --

اور نہ ہی میری اتنی آواز اچھی ہے ---

میرال تمھیں آنا ہی ہو گا ہم سب کی خاطر پلیز میرال تیسری رو میں بیٹھی شش و پنج میں مبتلا تھی ---

اگر اسے پتہ ہوتا کہ ان سب نے پارٹی کے نام پہ اس کے ساتھ یہ مزاق کرنا ہے تو وہ اپنی تیاری کر کے آتی --

مگر اب وہ بری طرح ان کے جال میں پھنس چکی تھی ---

میرال کی بہت سی کلاس فیلوز نے اٹھ کر میرال کے بازوؤں سے پکڑا اور اسے سٹیج پہ دھکیل دیا وہ ناں ناں کرتی رہی مگر اس کی کسی نے کہاں سننی تھی ---

اچھا ایک منٹ ؟

میں نہیں چاہتا کہ آپ کہیں کہ آپ کو ایک موقع نہیں دیا گیا --

آپ کو دو گھنٹے دیئے جاتے ہیں تب تک آپ اپنی پریکٹس کر لیں ----

شاہ زین نے میرال کی جھجھک کو نوٹ کرتے ہوئے اسے جان بوجھ کر ٹائم دے دیا ---

میرال چپ چاپ کر کے سٹیج سے نیچے اتر آئی ---وہ ایک بولڈ لڑکی تھی مگر اس سے پہلے اسے اس سچویشن کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا ---

تو شاہ زین آپ کیا ہمیں بور ہونے دیں گے؟
--کچھ منچلے سٹوڈنٹس نے لقمہ دیا--
نہیں نہیں میرے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے --
شاہ زین نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا---

ابیحا اب وقت آگیا ہے کہ میں اپنے بیٹے کی شادی کا باقاعدہ اعلان کر دوں ---
اور میں اب اس کی جلد از جلد شادی کرنا چاہتی ہوں --
تمھیں اب یہاں آ جانا چاہیے ---
اسما گل نے اپنی بھتیجی ابیحا سلطان کو صبح اٹھتے ہی کال ملائی تھی ---
وہ رات بھر سو نہ سکیں تھیں ---میرال آصف کی طرف داری کرتا شازل زمان کی آنکھوں میں اسے الگ ہی دنیا نظر آئی تھی ان پھولوں سے زیادہ کثیر کرنے لگا ہے وہ اس میرال کی ---

اس میرال کو میں نے اس گھر سے شازل زمان کے ہاتھوں دھکے نہ مروا کر گھر سے نکلوایا تو میرا نام بھی اسما گل نہیں ---

انھیں سوچوں میں اسما گل کی رات گزری تھی ---

سلطان احمد کی اکلوتی بیٹی کی بچپن سے ہی شازل زمان پہ نظر تھی اور ابجیا کی کوئی بات اسما گل ٹال جاتیں یہ تو کسی ڈکشنری میں بھی نہ لکھا تھا ---

پھپھو جانی میری سٹڈیز کمپلیٹ ہو گئ ہیں --

میں آج کل پاکستان آنے ہی والی ہوں پھر آپ جیسا چاہیں گی --

ابجا سلطان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

پھوپھو شازل مجھ سے شادی کے لیے تیار تو ہے ناں۔ ۔

ابجا نے ڈرتے ہوئے پوچھا ---

ارے بیٹا کیسے نہیں ہو گا اس کے تو فرشتے بھی مانیں گے

آج تک اس نے میری کوئی بات ٹالی ہے جو اب ٹالے گا --

اسما گل نے اتراتے ہوئے کہا۔۔

اور تسلی دے کر فون بند کر دیا۔۔

مجھے میرال کو اس کا جواب دینا ہوگا اور وہ میں جلد کر لوں گی ۔۔۔

وہ کچھ سوچتے ہوئے واش روم میں گھس گئیں ۔۔

♡♡♡♡♡

شازل زمان کی آنکھ دیر سے لگی تھی مگر کھل پھر بھی اپنے ٹائم پہ گئ تھی ۔۔۔

وہ حسب معمول بیڈ پہ کچھ دیر لیٹتے لیٹتے موبائل چیک کرتا اور پھر اٹھ کر واک پہ نکل جاتا ایک گھنٹے کی واک کی بعد وہ فریش ہوتا اور اسی وقت میرال آصف تیار ہو کر یونی ورسٹی کے لیے نکلتی تھی ایک ایک سکینڈ کی حرکت کا پتہ تھا شازل زمان کو ۔۔۔

شازل نے موبائل سائیڈ پہ رکھا واکنگ شوز پہنے ۔

ونڈو میں جھانکا مگر سامنے والے روم کی لائیٹس آف تھیں ۔

جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی سو رہی ہے ۔۔

شازل اپنے ائیر پورٹ لیتا باہر نکل گیا ---
میرال آصف کو قدموں کی چاپ سنائی دی تو وہ بھی اپنا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی ---
میرال نے نیچے جھانکا شازل زمان گیٹ پار کر گیا تھا --
میرال کو تسلی ہوئی تو وہ دبے قدموں سے اپنا کام کر گئ --
یونیورسٹی جانے میں ابھی ایک گھنٹہ پڑا تھا میرال اپنی الماری میں گھس گئ تاکہ کچھ اس کی سٹینگ کی جائے ---

اسے پتہ بھی نہیں چلا کب ایک گھنٹہ ہو گیا جب الارم بجا تو اٹھ کر واش روم بھاگی --

وہ تیار ہو کر اپنے بال سکھانے کے لیے ڈرائیر ہاتھ میں لیے بال سکھا رہی تھی تبھی اس نے
دو بلیک شوز اپنے عین سامنے دیکھے ---
میرال نے جلدی سے ڈرائیر آف کیا اور بالوں کو پیچھے چھوڑ دیا ---

سرمئ کلر کی کرتی پہ وائٹ دوپٹہ سیٹ کرنے لگی --

ایک لمحے کے لیے اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کیا کرے --

اس لیے وہ بیڈ پہ پڑا دوپٹہ اٹھا کر اپنے سر پہ لینے لگی ۔

یہ کیآ ہے میرال ؟

شازل زمان ڈاٹ چہرہ لیے ایک ہاتھ میں تولیہ اور ایک ہاتھ میں شیمپو کی بوٹل لیے وہ اس کے سامنے تھا --

شازل نے نائٹ سوٹ ہی دوبارہ زیب تن کر لیا تھا --

کیوں کہ اس وقت وہ آفس جانے کی پوزیشن میں ہرگز نہیں تھا ---

شازل نے شیمپو کی بوتل میرال کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا ۔

یہ شیمپ--پو ہے اور کک کک کی-یا ہے ---؟

میرال نے اپنا چہرہ گھوماتے ہوئے کہا ---

ادھر میری طرف دیکھو ---

شازل اس کے سامنے آیا---

میں جانتا ہوں یہ شیمپو ہے مگر اس بوتل کے اندر تم نے کیا ملایا ہے ---
وہ تم بتاؤ گی مجھے ---
شازل چہرے ہ سختی لاتے ہوئے بولا --
میرال آصف میں اتنی ہمت نہیں تھی اس وقت کہ شازل کو ایک بار غور سے دیکھ لیتی
--
اوپر دیکھو میری طرف شازل نے اس کی ٹھوڑی کو اپنے انگھوٹھے اور انگلی ملا کر اوپر اٹھایا

شازل زمان اپنی اوقات میں رہو ۔ میرال اپنی ٹون میں واپس آئی تھی ۔
اتنی دیر میں پہلی بار میرال نے شازل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی تھی ---
مگر اس کی لال سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں نے میرال کو اندر سے ڈرا دیا ---
میری اوقات کیا ہے تمھاری نظر میں مجھے یہ بتانے کے لیے تم نے یہ سب کچھ کیا --
ارے میں ہار گیا ہوں اس روز روز کے کھیل سے اس روز کے بدلے کی آگ سے ---

تمھارے اندر بچپنا رہ گیا بچپن رخصت ہو گیا --

شازل نے میرال کے بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پہ گرتے ہوئے کہا --

اوہ تو آج آپ کو احساس ہو گیا کہ اب ہم چھوٹے بچے نہیں رہے نہ میں وہ پانچ سال کی ڈری سہمی میرال آصف ہوں اور نہ ہی آپ دس سال کے اپنی من مانی کرنے والے شازل زمان ہیں ---

اگر میں نے آج آپ سے آپ کے قیمتی بال چھین لیے تو دکھ کس بات کا ہے ---

چپ ایک دم چپ شازل زمان اس پہ چیخ پڑا ---

. مائی فٹ

میرال پیر پٹختی آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی ۔

اسے یونیورسٹی کے لیے لیٹ ہو رہا تھا ---

اور آج اس کے لیے پارٹی ارینج دی گئ تھی ---

اس کا جانا ضروری تھا ---

شازل ایک جھٹکے سے اٹھا اس کا خود پہ کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا ---

تمھارے بال میں نے نہہ۔۔۔۔

مگر وہ الفاظ ادھورے چھوڑ کر خاموش ہو گیا ایک نظر اس نے میرال کے عکس پہ ڈالی اور دوسری نظر اپنے بالوں پہ اس کے سر پہ چیدہ چیدہ بال ہی نظر آ رہے تھے ۔۔

ورنہ سارے بال اس ریموور سے جھڑ کر پانی میں بہہ چکے تھے بچے کھچے ٹاول کے ساتھ چپک گئے تھے ۔۔۔

شازل زمان عجیب سا ہیولہ نظر آ رہا تھا ۔۔۔

وہ آیا تو میرال آصف کی طبیعت صاف کرنے تھا مگر خود ہی نظر میں چھوٹا ہو کر نکل آیا

۔۔۔۔

میرال اگر میری ماں قصور وار نہ ہوتی تو میں تمھیں آج دن میں ہی تارے دکھا دیتا مگر افسوس کہ میں تم دونوں کے بیچ نہ صرف پس کر رہ گیا ہوں بلکہ اچھا خاصا بے عزت بھی ہو رہا ہوں ۔۔۔

شازل زمان میرال کے روم سے نکل کر اپنے روم میں آ کر لاک کرتا آئینے کے سامنے کھڑا سارا غصہ خود سے باتیں کر کے نکال رہا تھا ۔۔۔

اس جنگ کو اب ختم ہو جانا چاہیے ماما ---

شازل زمان نے اپنی ماں کو تصور کرتے ہوئے کہا --

میرال آصف نے اپنے روم میں کھڑے ہو کر پانچ منٹ بھنگڑا ڈالا اور یہ منظر شازل زمان کو سلگا گیا مزید اس کے چہرے کی تمام رگیں ماتھے پہ ہی ابھر آئی تھیں جیسے ---

♡♡♡♡♡

یونیورسٹی کے کچھ فیوز کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ شروع ہو گیا تھا ---

ایک آگے بڑھ کر ایک ادیب سامنے آ رہا تھا ---

سب جوش وخروش سے ایک دوسرے کو داد دے رہے تھے --

مقابلہ برابر قرار پایا تھا ---

کسی نے انتاکشری کھیلی تو کسی نے لطیفے سنا سنا کر ماحول کو خوش گوار بنا دیا ---

دو گھنٹے کب بیت گئے کسی کو خبر ہی نہ ہوئی مگر ایک شخصیت تھی جیسے بڑی بے چینی سے اس دو گھنٹے کا انتظار تھا ---

اور وہ شاہ زین تھا دو گھنٹے سے اوپر ٹائم ہو گیا ہے گائیز میں امید کرتا ہوں کہ اس دوران کوئی بھی بور نہیں ہوا ہوگا ۔۔ سوائے میرال آصف کے کیوں کہ ان کا تو دھیان ہی ادھر نہیں تھا ۔۔۔

شاہ زین نے ایک بار پھر توپوں کا رخ میرال آصف کی طرف موڑ دیا ۔۔۔

تو آیئے مس میرال اور اپنے جیتنے کی خوشی میں ہم سب کے ساتھ اپنی خوشی شیئر کریں اور ہم سب کی خوشی کی خاطر تھوڑا سا گانا گا دیں ۔۔۔

شاہ زین مائیک میں تیز آواز میں کہتا سٹیج کے پاس رکھی ہوئی۔ کرسیوں کے پاس جا بیٹھا ۔۔۔

میرال آصف ہانپتی کانپتی سٹیج پہ تو چلی آئی مگر مائیک پکڑتے ہی اس کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے ۔۔۔

اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ سب کو نظر آ رہی تھی ۔۔۔

مگر پھر بھی اس نے خود کو کمپوز کیا ۔۔۔

اپنا گلا کھنکارا۔۔۔اپنی عادت کے مطابق سلام کیا ۔۔

اور سب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس کی خوشی کو سیلیبریٹ کیا ---
مگر ان سب کے باوجود آپ سب کو بتا دوں کہ مجھے گانا گانا نہیں آتا بلکہ مجھے تو کوئی گانا ہی نہیں آتا ---

اس لیے آپ سب سے معزرت خواہ ہوں ---

جی بلکل میرال آصف کو گانا نہیں آتا ----

شاہ زین بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے برابر آن کھڑا ہوا --

میرال نے اس کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلایا --

جس طرح انھیں گانا گانا نہیں آتا اسی طرح انھیں کچھ بھی نہیں آتا ---

تم پھر سٹارٹ ہو گئے شاہ زین احمد؟

میرال نے مائیک کے پاس کھڑے ہو کر ہی کہا ---

اتنی ہائیپر کیوں ہو رہی ہو میرال صاحبہ ---

ابھی تو پکچر شروع ہوئی ہے ----

لائیٹس آف اینڈ مس میرال آصف کی اصلیت سامنے؟

شاہ زین نے ساؤنڈ سسٹم کے پاس بیٹھے اپنے فرینڈز کو اشارہ کیا ---

لائٹس آف ہو گئ تھیں ---

اسکرین وال پہ ال ریڈی لگی تھی ---

بس پکچر چلانی باقی تھی ----

میرال آصف کی بائیک شاہ زین کے پاس سے زن کرتے ہوئے گزری تھی ---

اور یہ کیا تین لوگ شاہ زین کو اٹھا کر روڈ سے نیچے لے کر جا رہے تھے ---

شاہ زین سٹک پہ گرا ہوا دیکھایا گیا اور میرال کو پش کرتے شاہ زین کی ویڈیو سکپ کر دی گئ تھی باقی کا منظر جوں کا توں دیکھایا گیا تھا ---

تو یہ ہے مس میرال آپ کی اصلیت تو آپ کروائے کے غنڈوں کی مدد سے یہ ریس جیتی ہیں ---

جس کے منہ میں جو آیا وہ بولتا گیا ---

کاشان اور اس کے کچھ فرینڈز نے ناظرین میں آنڈے تقسیم کرنے شروع کر دیئے تھے

یکدم میرال زین بوس ہوئی تھی ----

یہ ویڈیو یہ منظر دیکھ کر آپ سب کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا ہوگا ---
تو میرال آصف کوئی معصوم لڑکی نہیں بلکہ اپنی یونیورسٹی کی ڈان بننا چاہا رہی ہیں ۔
یہ گاڑی انہوں نے جیتی نہیں بلکہ ہتھیائی ہے ---
اور وہ بھی اپنے کرائے کے غنڈوں کے ساتھ مل کر --
سارا پنڈال کھڑا ہو گیا تھا ---
میرال آصف اپنے ساکت وجود کے ساتھ اس ویڈیو میں تین نقاب پوش شاہ زین کو اٹھا کر اس سڑک سے نیچے لے جا رہے تھے--
میرال آصف قطعی اندازہ نہ لگا سکی کہ وہ کون تھے --
اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسوؤ گرنے لگے ---
اس سے پہلے کہ اس پہ یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس برستے ۔
میرال آصف کو اتنے زور سے چکر آیا کہ وہ زمین پہ گرتی چلی گئ ---

شاہ زین نے بلند آواز سے نعرہ لگایا ---

اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی ----

میرال آصف کے کچھ ہمدرد ساتھی سٹوڈنٹس آگے بڑھے تھے ۔

مگر شاہ زین نے سب کو باآواز بلند سٹیج پہ آنے سے منع کر دیا--

شاہ زین یونیورسٹی کا ڈان تھا اس کا ڈنکا چلتا تھا اور اس کے باپ احمد وقار کا پیسہ ---

وہ صرف بگڑا ہوا نواب زادہ نہیں تھا وہ ایک بھیڑیا تھا جس کی ڈکشنری میں معافی نہیں

بدلہ تھا اور اگر مقابل عورت تھی تو وہ اس کے لیے بہترین چارہ تھی ---

شازل بھائی آپ جلدی سے یونیورسٹی آجائیں وہ میرا ----ل--

فاطمین نے ہال سے باہر نکل کر شازل زمان کو کال ملائی تھی--

کککلک کیا ہوا میرو کو سب ٹھیک ہے ناں شازل زمان جو اپنے روم میں صبح سے بند تھا

--ایک جھٹکے سے سارا غصہ ہوا ہوا تھا ---

ساری ناراضگی بھلا کر وہ اپنے سر پہ رومال لپیٹ کر نیچے دوڑا تھا---

وہی ناٹٹ سوٹ جا بجا سلوٹیں ---

سرخ ہوتی آنکھیں ----

بال تو تھے ہی نہیں جو سلیقے سے پیچھے ہی رہتے تھے --

تم کہاں جا رہے ہو اس حلیے میں شازل -؟

اسما گل نے دیکھا تو آواز دے کر پوچھ لیا۔

میں آتا ہوں ماما پھر بتاتا ہوں ---پریشان ہونے کی ضرورت نہیں وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے جلدی میں بولا اور گاڑی زن سے باہر لے گیا ---

فاطمین صاحبہ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں ---

فاطمین نے جیسے ہی شازل کو ساری صورتحال بتا کر کال ڈسکنیٹ کی شاہ زین کے کچھ دوست باہر چلے آئے تھے ---

ان کی نظر ان دونوں پہ ہی تو تھیں ---

میرال آصف سٹیج پہ بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی --

سٹوڈنٹس بس تماشائی بنے ہوئے تھے ---

شاہ زین ایک بار پھر اس یونیورسٹی پہ اپنی دہشت بٹھانا چاہتا تھا ---

وہ دیکھانا چاہتا تھا کہ وہ کتنا پاوورفل ہے

--مگر وہ یہ بھول رہا تھا کہ ساری پاور میرے اللہ کے پاس ہے ۔

لاؤ موبائل مجھے دو کاشان آفندی آگے بڑھا تھا---

۔فاطمین نے موبائل آگے کر دیا تھا ----

جو کام تھا وہ الریڈی وہ کر چکی تھی ---

شاہ زین میرال کے گرد چکر کاٹنے لگا --- چچچچچ چہ چہ چہ-- کیسی حالت ہو گئ بے چاری کی

شاہ زین نے اس پہ دلی افسوس کرتے ہوئے کہا --

وہ اپنی مکارانہ چال میں کامیاب تو ہو گیا تھا ----

اپنی ٹھوڑی کو کھجاتے ہوئے وہ دونوں زانو زمین پہ بیٹھ گیا ---

بیٹھ جاؤ فائز پلیز ---

تم سب نے اتنا انجوائے کیا ----لیکن تم سب جو اب میں انجوائے کروانے والا ہوں

تم عش عش کر اٹھو گے --

تو کون اس نظارے سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔۔
فاطمین دور کھڑی بے بسی سے میرال کی جانب دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو فوارے کی طرح بہہ رہے تھے ۔اور وہ دل ہی دل میں دعائیں کر رہی تھی

شازل زمان کے جلدی آنے کی ---
شازل زمان کا گھر زیادہ دور بھی نہ تھا کہ وہ وقت پہ پہنچ نہ پاتا ---
یونیورسٹی کے سارے مین گیٹس بند کروا دو ---
شاہ زین نے کسی مغلیہ دور کے بادشاہ کی طرح حکم صادر کیا ---
شاہ زین کو تسلی تھی کہ ہر بار کی طرح آج بھی وہ جیت جائے گا اس کی دہشت آج بھی برقرار رہے گی ---
وہ آج بھی اپنی من مانی کر لے گا ---
وہ اپنی شرط جیت جائیگا وہ بے نقاب کر کے میرال آصف کو اس کی عزت کو تار تار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ---

مگر میرال آصف نے آج تک نہ کسی کا برا کیا تھا نہ چاہا تھا اور نہ ہی سوچتی تھی ایک خدا پہ یقین رکھتی تھی وہ بھی پختہ --

شازل زمان کے قدم ہال کی طرف اٹھے تھے ---جہاں مائیک کی بلند آواز میں سکوت تھا مگر ایک آواز بار بار آبھر رہی تھی ----

شاہ زین اپنی جیت کے نشے میں مست ہو کر حکم نامے جاری کر رہا تھا ----

شاہ زین نے میرال آصف کی بند آنکھوں کی طرف دیکھا اور مسکرایا ---

کہا تھا ناں میرال آصف شاہ زین تمھارا چہرہ اس تنبو سے آزاد کروائے گا --

تب تو شاید میں اور میرے دوست ہی دیکھتے مگر آج یہ پورا پنڈال دیکھے گا ---

مجھے چھپے ہوئے چہرے دیکھنے کا بڑا اشتیاق ہوتا ہے --

اور تم نے تو اچھی خاصی ٹھیس پہنچائی ہے --

یہاں شاہ زین نے اپنے دل کی طرف انگلی اٹھائی ---

کوئی پانی دو مجھے کیوں کہ میں اس کی اس بے ہوشی سے فائدہ نہیں اٹھاؤں گا ---

تمھاری آنکھوں میں بے بسی خوف ملامت اور سب سے بڑی بات کہ تم ایک عورت ہو اور عورتوں کو آنی اوقات نہیں بھولنی چاہیے وہ مرد کی برابری کے لیے نہیں بنی ---
وہ مرد کے بچے پالنے کے لیے اور اسے انجوائے کروانے کے لیے بنی ہے ---
شاہ زین کے ہاتھ میں چاقو تھا اس نے اس چاقو کو اوپن

کیا اور میرال کی انکھوں پہ پانی کے چھینٹیں مارنے لگا --

اٹھ جاؤ بچ؟ ڈرامے ختم کرو دل میں کچھ ارمان ہیں انھیں پورا کرنے دو ---
شاہ زین احمد میرال کے کان کے پاس جا کر چلایا تھا ---
میرال آصف نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولی تھیں ---
کچھ دیر تو اسے سمجھ ہی نہیں آیا کہ آخر ہوا کیا ہے اور وہ کہاں ہے

--

عورتوں کو اپنی مردانگی دیکھانے والا مرد نہیں کہلاتا ۔شاہ زین ۔۔شازل زمان نے اس کی ساری بکواس مائیک کے زریعے سنی تھی ۔۔۔

اور تیزی سے سٹیج کی طرف بڑھا تھا ۔۔۔

شاہ زین کو پرزور لات رسید ہوئی تھی جو اس کی کمر کی ہڈی کو ہلا گئ تھی ۔۔۔

شازل زمان نے میرال کو ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا مگر میرال شازل ک ہاتھ اگنور کرتی اپنے سر کو پکڑے خود ہی اٹھ گئ ۔۔

فاطمین بھی وہاں سٹیج پہ پہنچ چکی تھی ۔۔۔

وہ لاوارث نہیں ہے سنا تم نے اگر تم اور تمھارے یہ غنڈے موالی دوست ابھی یہاں سے غرق نہ ہوئے تو خدا کی قسم یہی دفن کر دوں گا ۔۔۔

تم مارو گے ہمیں تم اور تم ہوتے کون ہو میرے بیچ میں آنے والے ۔۔۔

شاہ زین نے اٹھتے ہوئے اپنی تکلیف کو چھپاتے ہوئے دھاڑا ۔۔

ساتھ ہی شازل زمان کی طرف اپنی لات اچھالی جسے شازل نے پکڑ کر مروڑ دیا ۔۔۔

شاہ زین چکرا کر نیچے جا گرا ۔۔۔

شاہ زین فرینڈز پارٹی فورا شازل زمان کی طرف بڑھے تھے --

شازل زمان نے یکے بعد دیگرے دو فائر نکالے --

ہر کوئی اپنی جگہ پہ منجمد ہو کر رہ گیا ---

میرال آصف دل میں شرمندگی لیے بس شازل زمان کو یک ٹک دیکھ رہی تھی ---

اس کا نرم روپ دیکھاتھا اس نے آج یہ فائٹ پھر فائرنگ ۔

وہ آج پہلی بار دیکھ رہی تھی ---

مرد کا بچہ ہے تو مرد سے لڑنا سیکھ عورتوں پہ گلی کے آوارہ کتے غراتے ہیں یا پھر وہ جن کی رگوں میں حرام پلتا ہو --

تیری تو شاہ زین اس کی جانب پھر سے بڑھا ---شازل زمان نے اس کی طرف اپنے پسٹل کی نال کی تھی ---

آج کے بعد تم سب کان کھول کر سن لو --میرال آصف کی طرف یا فاطمین کی طرف کسی نے غلط نگاہ بھی کی تو شازل زمان انسانیت چھوڑ دے گا ---

وہ لاوارث نہیں ہے جسے تم جب چاہو یوں بے عزت کرو گے

اور شاہ زین جو ویڈیو تمھارے پاس ہے وہ ادھورہ ہے --

میرے پاس اس کی پوری سچائی موجود ہے ---

میں تمھیں تمھارے گھر لا کر دیکھاؤں گا ---

اور ایک ایک کاپی یہاں بھی بلوا دوں گا تاکہ میرال آصف کی سچائی سب دیکھ لیں اور تمھاری معصومیت بھی --

چلو میرال شازل نے کہہ کر میرال کی طرف دیکھا مگر اب ہاتھ بڑھانے کی غلطی نہیں کی تھی ---

میرال اور فاطمین چپ چاپ گاڑی میں جا بیٹھی تھیں --

یہ سب کچھ کیا دھرا اس بائیک والے کا ہے میرے ہاتھ ایک بار لگ جائے تو میں اس کو اس کی بائیک کے ساتھ ہی آگ لگا دوں ---

میرال غصے اور روتے ہوئے ملے جلے لہجے میں فاطمین کے ساتھ پیچھے بیٹھی اس بائیک دینے والے اور پھر شاہ زین کو اٹھا کر سائیڈ پہ کرنے والوں پہ تاؤ کھا رہی تھی --

شازل زمان نے چور نظروں سے میرال کو دیکھا جو غصے اور نفرت میں کیا کرنے والی تھی ۔

یہ کس بائیک کی بات ہو رہی ہے اور بائیک دینے والے کی ۔
ویسے میں ایک بات پوچھنا چاہتا تھا مگر میرو کی بدتمیزی کی وجہ سے چپ کر جاتا ہوں ---
شازل زمان نے جان بوجھ کر میرال کو اس موضوع سے ہٹانا چاہا --

نبھانا جسے کہتے ہیں وہ کچھ ہی لوگوں کو آتا ہے ۔
مجھے تم سے محبت ہے کہنا بہت آسان لگتا ہے۔

میرال جو گیراج میں بائیک کھڑی ہے وہ کس کی ہے --
کہا تم نے نیو بائیک لی ہے ؟
شازل نے گاڑی کو سلو کرتے ہوئے میرال سے سوال کیا۔
مگر میرال چپ رہی وہ بس آج کی اپنی اس انسلٹ کے متعلق ہی سوچ رہی تھی ---
جو پوری یونی کے سامنے ہوئی تھی ---

شازل بھائی یہ بات ا بعد میں کر لیجیے گا ابھی پلیز کچھ مت پوچھیں فاطمین بھی میرال کے دکھ میں برابر کی شریک تھی --

شازل زمان بہت دیر تک اس روئی ہوئی لڑکی کو دیکھتا رہا مگر وہ چپ چاپ باہر دیکھنے میں بزی تھی اور رونے میں بھی ---

تم لوگ کچھ کھاؤ گے ---؟

شازل نے ایک بار پھر کوشش کی اس کا دھیان بٹانے کی مگر وہ خاموش رہی ---

فاطمین نے بھی نفی میں سر ہلا دیا ---

♡♡♡♡

میں کہتا ہوں یہ تھا کون مجھے اس کا سارا بائیو ڈیٹا چاہیے ---ابھی کا ابھی بس ---

شاہ زین اپنی بے عزتی پہ اور بھی اچھل رہا تھا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ چکا تھا ---

شاہ زین کے چہرے پہ سرخی پھیل گئی تھی جیسے سارا خون اس کے چہرے پہ سمٹ آیا ہو ---

وہ فون پہ کسی کو شازل زمان کا بائیو ڈیٹا نکلوانے کا کہہ کر فون بند کر چکا تھا ---

اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ شازل زمان جو بھی تھا میرال اس کے لیے بڑی خاص تھی ---
میرال کی لائف میں ایک نیا بھونچال آنے والا تھا ---
وہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ شاہ زین میرال کی چھوٹی سی بات کو انا کا مسلہ بنا کر یہ سب کچھ کرے گا ---
اس حد تک گرے گا یہ کوئی نہیں جانتا تھا ---
پیار میں بڑی طاقت ہوتی ہے شاہ زین اور تمھیں میرال سے پیار کرنا ہوگا ---
واٹ ؟
شاہ زین کاشان کی بات پہ اچھلا تھا اس دو ٹکے کی لڑکی سے محبت مائی فٹ ----
ریلکس میرے بھائی ریلیکس ۔کاشان شاہ زین کے کندھے پہ زور دیتے ہوئے کہا ---
محبت نہیں کرنی محبت کا ناٹک کرنا ہے ایسے ہم بھی سرخرو اور تیرا بدلہ بھی پورا اس سے بھی اور میرال بھی ہمارے سامنے تو کیا کسی کے سامنے بھی سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے گی ---
شاہ زین کی آنکھیں کاشان کی باتوں پہ چمکیں تھیں ---

اور وہ ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنسے تھے ---

♡♡♡♡♡

ایک ہفتہ بعد

میرال آج بھی یونیورسٹی نہیں گئ چچی جان آخر یہ کب تک چلے گا ---

اسے اس صدمے سے باہر آجانا چاہیے ---

شازل زمان نے اس دن سختی سے ان دونوں کو منع کیا تھا۔

کہ گھر میں کوئی اس واقع کا زکر نہیں کرے گا بس اتنا کہنا کہ دو پارٹیز کے درمیان ہنگامہ ہو گیا تھا جس کی وجہ میں۔ وہاں تم دونوں کو لینے آیا تھا ---

مگر میرال چپ چاپ اپنے روم میں چلی گئ تھی ---

اور ایک ہفتہ بعد بھی وہ نیچے نہیں آئی تھی اس فن کے بعد نہ ہی شازل نے اسے آنے سامنے دیکھا تھا وہ بس ڈائیجسٹ یا اپنے موبائل میں یا ای میلز کرنے میں لگی رہتی ---

شازل اس کے روم میں جانے سے کتراتا تھا کہ وہ اس کو ٹائم دینا چاہتا تھا۔۔۔
میں تو تھک گئ ہوں بیٹا اس کو سمجھا سمجھا کر مگر وہ میری سنتی ہی کب ہے ۔۔۔
اور تم سے تو وہ ویسے ہی اللہ واسطے کا بیر رکھتی ہے ۔۔
اگر معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے تو یہ کیوں منہ سر لپیٹ کر پڑی ہوئی ہے ۔۔۔
نورین طلعت نے شازل کا ناشتہ اس کی ٹرے میں رکھتے ہوئے کہا ۔۔۔

تم کہاں جا رہے ہو شازل ؟
یہاں آؤ میرے پاس مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے ۔
شازل اپنا اور میرال کا ناشتہ اس کے روم میں لے کر جا رہا تھا مگر اسما گل جو ابھی اپنے روم سے اٹھ کر آئی تھی نے ٹوک دیا ۔۔۔
ماما میں بس دس منٹ میں آتا ہوں وہ ایکچوئلی مجھے

بھوک لگ رہی تھی اور کچھ کام بھی کرنا تھا ۔اس لیے

ناشتہ اپنے کمرے میں کے کر جا رہ ہوں میں آتا ہوں دس

منٹ میں بس پلیز --

شازل زمان نے ماں سے بچنے کے لیے جھوٹ بولا --

شازل کا۔ میں نے کہا ہے کہ یہاں آؤ تو ا سکا مطلب ہے یہاں آؤ ---

شازل ماں کو ٹال کر اوپر چڑھنے لگا اسما گل نے پھر سے سختی سے کہا ---

ماما پلیز مجھے دیر مت کروائیں مجھے آفس جانا ہے میں ابھی آتا ہوں آپ تب تک ناشتہ کر لیں --

شازل اس کے بعد رکا نہیں تھا جلدی سے دو دو زینے ایک ساتھ فرلانگ گیا تھا ۔

آجائیے کھلا ہے دروازہ ماما ---

میرال نے اندر سے آواز لگائی ہر روز کی طرح اسے ابھی بھی اپنی ماں کے آنے کا گمان ہوا تھا ۔۔۔

میرو آخر کب تک تم یوں ہی منہ سر لپیٹے پڑی رہو گی ۔۔

شازل زمان نے اندر انٹر ہوتے ہی ناشتہ ٹیبل پہ رکھا اور میرو کے سرہانے کھڑا ہو کر اس سے مخاطب ہوا ۔۔

میرال یکدم آٹھ کر بیٹھ گئ ۔وہ کمفٹر آدھا اوڑے موبائل پہ بزی تھی ۔۔۔

تم یہاں کیوں آئے ہو ۔۔؟ میرال نے اٹھتے ہی اپنے چھوٹے چھوٹے بالوں کو پیچھے سمیٹا اور ان کو چھوٹے سے کیچر میں مقید کیا ۔۔

بہت دنوں سے تم لڑی نہیں ناں مجھ سے تو تھوڑا میں بور ہو گیا ہوں صبح صبح تمھیں نہ دیکھوں میرا مطلب ہے کہ سڑا ہوا منہ نہ دیکھ لوں تو یقین مانو میرا آفس میں بھی دن اچھا نہیں گزرتا۔

مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے آؤ ناشتہ کر لو ۔۔

اور اس بہانے چند باتیں بھی ہو جائیں گی --
میرال شازل کے بلکل سامنے آن کھڑی ہوئی وہ کبھی شازل کو تو کبھی ناشتہ کو دیکھ رہی تھی ---

اور اوپر سے اسے شازل کی باتیں تپا رہی تھیں --

آپ یہاں ماما کے کہنے پہ آئے ہیں ناں --میرال نے بھی شازل کو گھورتے ہوئے کہا

نہیں بلکل نہیں ہاں البتہ انہوں نے مجھ سے کہا ضرور تھا ۔
مگر میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ میرال اتنی بود اور بریو نہیں ہے کہ ایسی سچوئیشن کو سنبھال سکے ---

شازل زمان صوفے پہ بیٹھتا ہوا بولا --

ہاف سلیوز گولڈن شرٹ سے کسرتی بدن دودھیا رنگت پہ بہت بجلی لگ رہی تھی --

سر پہ رومال باندھے وہ ایک سیدھا شریف ساینگ مین لگ رہا تھا ---

میرال کی نظر اس کے حلیے سے ہوتی ہوئی اس کے سر پہ گئ ---

میرال کو تھوڑا عجیب لگا ۔

نظر لگاؤ گی کیا مائی ڈئیر کزن ۔۔۔شازل نے میرال کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی ۔۔۔

اور ہاں ایک مشورہ بھی دے کر آیا ہوں چچی جان کو ۔۔

کچھ دیر کے لیے رکا ۔۔۔

میرال نے حیرت سے دیکھا ۔۔شازل زمان کو وہ جانتی تھی کہ وہ اس کو کیوں اکسا رہا ہے

۔۔

میں نے انھیں کہہ دیا ہے کہ میرال کو اب گھر داری سکھاؤ

اور پھر اس کے ہاتھ پیلے کر دیں گے ۔۔۔

واٹ ؟

میرال بجلی کی طرح اچھلی ۔۔۔

کوئی مائی کا لال مجھے اس گھر سے نہیں نکال سکتا ۔۔

اور آپ بھول رہے ہیں کہ میں آپ کا ہی خون ہوں یونی بھی جاؤں گی اور اپنے خواب بھی پورے کروں گی وہ بھی آپ کے احسانات کے بغیر ۔۔۔

میرال نے اپنی انگلی اٹھا کر شازل کو وارننگ دی --

اور ہاں یہاں سے چلے جائیں تو بہتر ہے ورنہ آپ کی ماما کو برا لگ جائے گا ---

میرال نے بھی اس پہ چوٹ کی ---

ماما کو تو ساری زندگی ہمیں جھیلنا ہے ---

شازل سوچ کر رہ گیا ---

میرو آؤ ناشتہ کر لو ٹھنڈا ہو رہا ہے ---

شازل نے اس کی توجہ ناشتہ پہ دلائی ---

تم یہ مت سمجھو کہ مجھ پہ ایک احسان کر دیا تو میں تمھارے اشاروں پہ ناچوں گی مجھے آپ کی کسی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے آج کے بعد میرے روم میں مت آنا --

میرال نے شازل کو پھر سے کھری کھری سنائی --

شازل نے اٹھ کر میرال کا راستہ روکا جو وہ اپنی الماری کی طرف قدم بڑھا رہی تھی ---

میرو اتنی سنگدل کیوں ہو---

شازل نے اپنے ہاتھ اپنے پیچھے باندھتے ہوئے زرا جھک کر میرال کی آنکھوں میں جھانک کر کہا ---

تمھیں میرے بچپن کے سارے ریکارڈ یاد ہیں مگر میری محب--------یہ کیا ہو رہا ہے

شازل تو یہ گل کھلانے آتے ہیں تم ماں بیٹیوں کو آخر کیا۔ سے لاتی ہو یہ گر ---

اسما گل نے اندر انٹر ہوتے ہی دھاڑ کر کہا ---

شازل زمان کا آخری جملہ منہ میں ہی رہ گیا ---

اسما گل نے میرال کے منہ پہ چانٹا دے مارا ----

آپ یہ کیا کر رہی ہیں ماما چپ کرو تم اور کتنی حمایت کرو گے اس بدزات ماں کی بد زات بیٹی کے لیے ---

ماں سے جھوٹ بولو گے ماں سے --- اسما گل نے اپنی طرف اشارہ کیا ---

آپ ہوتی کون ہیں کسی کو بھی اپنی نظر سے دیکھنے والی

میری ماں اگر بد زات ہوتی اپنی جوانی آپ کی دہلیز پہ کبھی ضائع نہ کرتیں ---

بس کرو دو آپ دونوں اور چلیں آپ ماما یہاں سے صبح صبح کیوں تماشا لگا رہی ہیں ---

شازل زمان کو بیچ میں آنا پڑا ---

تم بیچ میں مت پڑو اسما گل نے اپنے بیٹے کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھ کر کہا ---

نورین طلعت بھی شروع سن کر اوپر آ گئیں ---

ہاں بلکل تم بیچ میں مت پڑو شازل زمان میرال نے شازل کی طرف دیکھ کر کہا ---

لیکن ان سے یہ ضرور پوچھ لو کہ آخر کب تک یہ ہماری زندگی میں شہر گھولیں گی کب تک یہ ہمارا تماشا بنائیں گی ---

میرال چپ ہو جاؤ تم میں ہوں ناں میں بات کرتی ہوں ---

نورین طلعت نے بیٹی کو ہی چپ کروانے کی کوشش کی ---

آپ چپ کروائیں تو ان دونوں کو کروائیں ۔

میں اور نہیں سہہ سکتی یہ زلت کی زندگی ان کا بیٹا بھی عزت دار اور ان کی بیٹی بھی عزت دار یہ خود کو سمجھتی کیا ہیں ان کا کیا بگاڑا ہے ہم نے ---

کیا قصور ہے ہم لوگوں کا ---

میرال چیختی چلاتی تائی کو سناتی چلی گئ ---
مگر وہ بھی اسما گل تھیں کوئی نہ کوئی تو گل کھلانے ہی تھے ان کو ---
وہ نیچے سے ہی بری ہوئی آئیں تھیں کیوں کہ ان کا فرمانبردار بیٹا ان کی بات کو اگنور کر کے اوپر چلا آیا تھا۔
نورین طلعت نے بڑھ کر اپنی بیٹی کو گلے لگا لیا اور خود بھی زاروقطار رونے لگیں ---
بس کر میری بچی ہمارا اللہ مالک ہے ---
شازل زمان شرمندہ کھڑا کبھی ماں کو تو کبھی میرال کی بے بسی کو دیکھ رہا تھا ---
اس کا بس نہیں چ رہا تھا وہ کیا کیا سے کر جاتا ---
مگر سامنے اس کی جنت تھی اس کی ماں تھی اس کی پہلی درسگاہ ---
آپ یہاں سے چ رہی ہیں ماما یا پھر کچھ اور تماشا کرنا باقی ہے ---
شازل زمان نے خود کے غصہ ہ قابو پاتے ہوئے کہا ---
اور اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نیچے لے آیا ---

کیا چاہتی ہیں آپ ؟

بتائیں مجھے وہاں میں گیا تھا آپ کا بیٹا آپ کے سامنے کھڑا تاج آپ کو اتنا بھی احساس نہیں ہوا کہ آپ اسے بدذات نہیں مجھے کہہ رہی ہیں وہ گالی آپ نے اسے نہیں مجھے دی ہے ---

میرا غصہ اس پہ اتارا ہے ---

بس کر جائیں ۔ ماما آپ بس کر جائیں اب بہت ہو گیا ہے --

آج میری لاسٹ وارننگ سن لیں آج کے بعد آپ نے میرال پہ ہاتھ اٹھایا تو میرا مرا ہوا منہ دیکھیں گی ---

شازل زمان آخر میں ماں کو چنوتی دیتا وہاں سے نکل گیا --

ناشتہ کیے بنا میرال کو اس کی ماں دلاسہ دے رہی تھی مگر نورین طلعت خود بکھر رہی تھیں ---

ماضی کے کچھ اوراق ان کی نظروں کے سامنے لہرائے تھے --

میرال کا سر اپنی گودی میں لے کر وہ ماضی میں کہیں کھو گئ تھیں ---

میں ائیرپورٹ پہنچ گئ ہوں پھوپھو مگر ابھی تک شازل مجھے لینے نہیں آیا ---

ابیحا سلطان نے جہاز سے اترتے ہی ادھر ادھر نگاہ دوڑائی --

مگر اسے وہاں شازل کہیں نظر نہیں آیا تھا ---

تو ابیحا نے اپنا آئی فون نکالا اور شازل کو کال ملائی وہ کہیں بار کال کر کے مایوس ہو گئ تو اسما گل کو کال ملائی ---

اسما گل نے بھی کہیں بار شازل زمان کو کال ملائی مگر اس نے موبائل نہ اٹھانے کی قسم کھا لی تھی --

بے چاری ابیحا سلطان کو خود ہی آنا پڑا تھا ----

اور یہ تھا اس کا پانچ سال بعد واپسی آنے کا ویلکم ---

شازل زمان رات گئے واپس آیا اور آتے ہی اپنے روم میں سو گیا ---

اس کا سارا دن بوجھل روڈز پہ گزرا تھا وہ کسی فیصلے پہ پہنچنا چاہتا تھا مگر وہ دونوں کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک جزبہ رکھتا تھا ماں اس کی جنت تھی تو میرال آصف اس کی لائف تھی ---

ماں کی فرمانبرداری آخرت کی کامیابی تھی تو میرال آصف دنیا تھی اس کی ----

اس نے چچی کو کہیں بار کال کی تھی مگر انہوں نے بھی کا نہیں اٹھائی تھی ---

نورین طلعت میرال کے روم میں ہی سو گئیں تھیں ---یا پھر سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھیں ---

شازل زمان جیسے ناشتہ کے بغیر نکلا تھا یوں ہی واپس آکر سو گیا تھا ---

سویا کہاں تھا بس اپنی بے بسی پہ سوگ مناتا رہا تھا نہ کپڑے چینج کیے اور نہ ہی شوز اتارے ---

میری سٹڈیز کمپلیٹ ہونے والی ہیں شاہ اور میرا اب یہاں رکنے کا مزید کوئی پروگرام نہیں ہے ---
تمھیں اب سریس ہونا پڑے گا آخر ہم دونوں کی لائف کا سوال ہے --

♡♡♡

میں کچھ دن لندن جا رہا ہوں آکاش میرے یار میں یہاں رہوں گا تو کچھ الٹا سیدھا کر بیٹھوں گا --
مجھے کچھ دن سکون سے رہنا ہے اور وہاں اپنی محبوبہ بھی تو ہے اس سے بھی ملے بہت ٹائم ہو گیا ہے ۔
یارو تم سب یہاں کچھ دن کچھ ایسا ویسا مت کرنا تم سب کو یاد ہے ناں کہ ہمیں کرنا کیا ہے ---؟
شاہ زین اپنے سبھی فرینڈز کے ساتھ ساحل کنارے بپھرتی ہوئی سمندر کی لہروں کے پاس پڑے بڑے بڑے پتھروں پہ بیٹھے کل کا لائحہ عمل طے کر رہے تھے --

شاہ زین صبح کی پہلی فلائٹ سے اپنے والدین سے ملنے لندن جانے والا ہے اور اسے کچھ دن اپنے غصے پہ بھی کنٹرول کرنا ہے ---

چلو اب ڈنر کرتے ہیں اور فارم ہاؤس چلتے ہیں اپنی اپنی رات کو حسین بناتے ہیں ---

سب ایک دوسرے کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر اٹھ کھڑے ہوئے --

میرا کام یاد سے کر دینا آکاش تم یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو کیوں کہ تم ہم سب میں سب سے زیادہ مجسمے دکھتے ہو --

دوست ایک بار پھر قہقہ لگا کر ہنس پڑے --

♡♡♡♡♡♡

مجھے اپنی لائف میں بہت کچھ کرنا ہے --میں تائی جان کو جب تک اپنے سامنے گڑگڑاتے نہ دیکھ لوں مجھے اب سکون ہرگز نہیں ملے گا اور مجھے اس کے لیے شازل سے اپنے تعلقات بحال کرنے ہوں گے مجھے اس سے دوستی کرنا ہوگی ۔

اسے اپنی طرف متوجہ کرنا ہی ہوگا اس کے دل کی بات جاننی ہی ہوگی ---

میرال ساری رات سو نہ سکی تھی وہ بس اپنی ماں کے لیے
چپ ہو گئ تھی اور سوتی بن گئ تھی وہ مزید ان کو شرمندہ نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔
صبح ہوتے ہی نورین طلعت اسے سویا سمجھ کر نیچے چلی گئیں تھیں ۔۔
جب کہ میرال آصف نے کروٹ بدل کر ان کو جاتے دیکھا اور پھر اپنی آنکھیں کھول دیں
۔۔
وہ چھت کو گھورتے ہوئے مسلسل اپنے کل کے متعلق سوچ رہی تھی ۔۔
مجھے اب کچھ کرنا ہے مزید محنت کرنا ہوگی ۔۔۔
میرال آصف خود کو سمجھاتے ہوئے ایک نئے عزم سے اٹھی تھی ۔۔
اپنے کپڑے نکالے تیار ہوئی بار بار اس کے کانوں میں رات کے الفاظوں اور تھپڑ کی گونج
اسے صاف سنائی دے رہی تھی ۔
وہ اپنی آنکھوں کو صاف کرتی نیچے چلی آئی ۔۔ جو اپنی اور اپنی ماں کی انسلٹ پی سبھی بھی
خشک نہیں ہو رہی تھیں ۔

حسب معمول نورین طلعت کچن میں موجود تھیں اور آج تو ناشتہ کی سحر انگیز خوشبو سارے میں پھیلی ہوئی تھی ---

میرال کچن میں چلی آئی ماما ؟

میرال نے ماں کو پکارا ---

تم کیوں اٹھ گئیں میرال سو جات--- ی مگر جب انہوں نے اسے یونیورسٹی کے لیے تیار دیکھا تو دل کو کچھ ڈھارس ملی

-- جگ جگ جیے میری بچی اللہ تمھارا ہر خواب پورا کرے تمھیں زندگی میں وہ عزت ملے جس کی تم حقدار ہو --

نورین طلعت نے دعا دیتے ہوئے میرال کا ماتھا چوما ۔

ماما میں جا رہی ہوں یونی آپ اپنا بیت زیادہ خیال رکھنا ۔

میرال ناشتہ تیار ہے کرتی جاؤ --

نہیں ماما میرا ابھی دل نہیں ہے میں یونی میں پکا کچھ نہ کچھ کھا لوں گی --

یہ اتنا سارا ناشتہ کوئی آیا ہے کیا ؟

ہاں میرال انجیا سلطان آئی ہے ۔

اوہہہ تو ناشتہ آپ اکیلی کیوں بنا رہی ہیں ماسی صغراں کہاں ہیں --

وہ باہر گئ ہے کچھ چیزیں لینے بس آتی ہی ہو گی --

ا چھا ماما خود کو اتنا تھکایا مت کریں --

وہ ماں کو گلے لگاتی کس کرتی اللہ حافظ کرتی باہر نکل گئ۔

بڑی کوئی بے شرم لڑکی ہے اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی گھر سے باہر نکل گئ ہے۔

اسما گل نے میرال کو جاتے دیکھا تو کڑھ کر سوچنے لگی ۔

♡♡♡♡♡♡♡

جاؤ صغراں چھوٹے صاحب کو نیچے بلا لاؤ اسے کہو ناشتہ لگ گیا ہے اور کوئی اور بھی اس کا ناشتہ پہ ویٹ کر رہا ہے ۔

اسما گل میرال آصف کے جاتے ہی ڈائننگ ٹیبل پہ چلی آئیں ۔

اور ناشتہ لگوانے کے بعد صغراں کو حکم دیا خود اخبار لے کر بیٹھ گئ۔

ہائے!

انجیا سلطان نے ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے کٹھ مار انداز میں نورین طلعت کی طرف اشارہ کر کے انگریزی سٹائل میں ہائے کہا۔

شازل نہیں آیا ابھی تک آنٹی --؟

وہ بیگم صاحبہ شازل صاحب تو اپنے روم میں نہیں ہیں --

واش روم میں ہوگا تم اچھے سے چیک تو کرتی --

اسما گل کے چہرے پہ مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی تھی --

وہ رات کو آیا بھی لیٹ تھا اور اب صبح کہاں چلا گیا۔ --

جی پتہ نہیں میں تو صبح سے یہی ہوں میں نے انھیں نہیں دیکھا ٹھیک ہے تم کچن میں جاؤ --

اس شازل کے بھی زرا کان کھینچنے پڑیں گے ماں سے مقابلے کرنے لگا ہے

--

انجیا سلطان نے انہ پھوپھو کی طرف بغور دیکھا اور پھر ناشتہ پہ کر گئ ---
پھوپھو آپ ناشتہ کریں شازل کو بعد میں کال کر کے پوچھ لیجئے گا ---
ہاں کہہ تو سہی رہی ہو ۔چلو ناشتہ کر لیتے ہیں وہ بھی ناشتہ کرنے لگیں ۔
♡♡♡♡♡

کہا ہوا ہے میرے شیر آج بجھا بجھا سا لگ رہا ہے --
کچھ نہیں امان اللہ بس زرا تھک گیا ہوں خود سے جنگ کرتے کرتے ---
شازل نے اپنے آفس کی چیئر کے ساتھ سر ٹکاتے ہوئے کہا --
موٹی موٹی کالی ترچھی آنکھوں میں تیرگی کے ساتھ ساتھ رت جگے کے بھی داستان موجود تھی ---
اس کی آنکھیں بہت گہری سیاہ سمندر کے جیسی گہری تھیں --
ان میں پانی ہر وقت جیسے ابلتا رہتا چوڑی چھاتی گول مول بڑا سا چہرہ کسی شاعر کی لکھی غزل کی مانند دکھتا

اس پہ سجتی مونچھیں اس کے پنک نفیس ہونٹوں کو چھپا لیتی جیسے کوئی پہرے دار بٹھایا ہو۔۔

امان اللہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔وہ لندن کی ڈگری ایک ساتھ لگ کر نکلے تھے اور اب امان اللہ اسی کے آفس میں منیجر تھا۔۔

اور اس کا بہت اچھا دوست بھی ۔۔

اسکے ہر راز سے واقف اس کی ہر بات سے باخبر۔

شازل زمان کی پرسنلٹی کسی ہیرو سے کم نہ تھی۔

مدمقابل اس کے حسن سے ضرور متاثر ہوتا تھا اور پھر لہجہ اتنا میٹھا اور دھیما کہ غصہ والا شخص بھی خاموش ہو جائے ۔۔۔

امان اللہ نے اس کو بغور دیکھا تو اس کے دل میں ایک درد کہ لہر اٹھی ۔۔

مرجھائی ہوئی رنگت ہلکی بڑھی ہوئی شیو بس بال ہی ایسے تھے جو پیچھے ویسے ہی سیٹ تھے جو ہمیشہ کی طرح رہتے تھے ۔۔

ہوا کیا ہے میرے جگر ؟

اماں اللہ کرسی آگے کھسکا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا --

وہی سرد جنگ ماما اور میرال کی ---

میرال بے قصور ہوتے ہوئے بھی ہر بار زلیل ہوتی ہے اور میں چاہا کر بھی کچھ نہیں کر پاتا ---

شازل زمان نے کھوئے ہوئے انداز میں اسے کہا ---

شازل یاد ایک بات بتا تم پانچ سال لندن رہے میرے ساتھ اور تب بھی تم اس سے محبت کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہو مگر نہ تم آج تک اسے اپنے دل کی بات بتا سکے اور نہ ہی تم آنٹی کو منا سکے --

امان اللہ نے اپنی چئیر چھوڑتے ہوئے کہا ---وہ شازل زمان کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اس کا کندھا زرا سا دبا دیا --

ہر کوئی تیری طرح خوش نصیب نہیں ہوتا --

تم نے لندن میں ہی محبت کی اسے پا بھی لیا اور آج تم دونوں دو بچوں کے ساتھ ماشاءاللہ اچھی لائف گزار رہے ہو --

شازل نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر اپنے دل کو بھی جیسے تسلی دی ۔

تو تو لب تک اس کا ویٹ کرے گا اور ویٹ تو تب کرتا ناں جب وہ تمھیں ویٹ کا کہتی میں نے تم سے کہا نہ تم میری ہیلپ لینے کو تیار ہو اور نہ ہی خود اس سے کچھ کہنے کو ریڈی ---

امان اللہ وہ نفرت کرتی ہے میرے سے شدید نفرت ۔

شازل زمان نے پیپر ویٹ گھمایا ---

تم نے کبھی جاننے کی کوشش کی کہ وہ کیوں تم سے نفرت کرتی ہے اس کی نفرت تمھارے پیار سے زیادہ طاقتور کیوں ہے --

امان اللہ بھی آج جیسے اس سے سچ اگلوانے کے موڈ میں تھا ---

شازل زمان اپنی کرسی سے کھڑا ہوا چلو میرے ساتھ آج تمھیں بتا ہی دوں اس سچ کو جیسے میں نے اب خود سے بھی چھپایا ہے --

کہانی گھسی پٹی ہی ہے مگر معصوم ذہنوں میں جب نفرت کے ہی بیج بوئے جائیں تو پھر محبت نہیں جیت سکتی ۔

مجھے اس سے محبت کا پتہ بھی تب چلا جب میں اس سے دور گیا اور پھر وہ جیسے میرے پاس یہاں چلی آئی ۔

شازل زمان نے اپنے دل اور شہ رگ کی طرف انگلی رکھی ۔

وہ دون آفس سے نکل کر کھلی فضا میں نکل آئے تھے

--

موسم یکدم حسین سا ہو گیا تھا بادل امڈ کر جیسے اسے کچھ یاد دلا رہے تھے ---

♡♡♡♡♡

ماضی دونوں کا بچپن

وہ پانچ سال کی شاید چھوٹی سی گڑیا تھی یا مجھے لگی تھی۔

میں دس سال سے بڑا تھا ---

میں سکول سے واپس آیا تو مجھے اپنے گھر میں ایک کہرام مچا ہوا ملا ---
ایک ینگ مین پینتیس سے چالیس سالہ شخص کی میت ہمارے گھر میں رکھی ہے ---
اس کی میت کے ساتھ ایک ننھی سی بچی اپنی توتلی سی زبان میں ان کو بابا بابا پکار رہی ہے مگر وہ جواب نہیں دے رہے ---
ان کے ساتھ ایک عورت بیٹھی اس سین پہ مزید زاروقطار رو رہی ہے ---
اور میری والدہ چپ چاپ وہاں بیٹھی کچھ عورتوں کے ساتھ قرآن پڑھ رہی ہیں ---
میں دیکھ کر کانپ گیا میرا نا جانے کیوں دل کیا کہ میں اس لڑکی کو چپ کرواؤں اس کے گلابی گال کھینچ کر اس کو ہنسا دوں ---
مگر وہاں بہت رش تھا میں وہاں نہیں جا سکا
-- تبھی میں نے اپنے پاپا کو دیکھا جو اس میت کو اٹھانے آ رہے تھے ---
کلمہ شہادت کے ساتھ وہ میت کو دور لے گئے میں ڈر کر اپنی ماں کی آغوش میں جا چھپا

میرے وجود میں کپکپاہٹ ہو رہی تھی ---

ماما میرے سر کو اپنی گود میں رکھے مجھے بہلا رہی تھیں --

کچھ پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں مگر میرا ڈر ختم نہ ہوا

وہ بچی اور اس کے ننھے ہاتھ جیسے میری طرف بڑھ رہے ہوں --

وہ دونوں بینچ۔ پہ بیٹھے ایک دوسرے کو سن رہے تھے --

ماما یہ لوگ کون ہیں یہ یہاں کیوں آئے ہیں ۔اود وہ کس کی میت تھی جس کو پاپا لے گئے ہیں ---

میں نے کانپتے وجود سے پوچھا ---

بیٹا وہ عورت جو باہر بیٹھی ہے ناں وہ ڈائن ہے ۔

ماما ڈائن کیا ہوتی ہے ۔میں نے ھر سوال کیا۔

تم جو ہارر سٹوریز پڑھتے ہو اس میں جو چڑیلیں انسانوں کا خون پیتی ہیں اس کو ڈائن کہتے ہیں --

میں اور بھی ڈر کر ان کے ساتھ لپٹ گیا ---

اور وہ بچی ؟

میں نے اگلا سوال بھی پوچھ لیا ڈر کے باوجود بھی ۔

شازل زمان کچھ دیر کے لیے رکا --

چڑیل کی بیٹی بھی چڑیل ہوتی ہے ---

ماما نے بھی مجھے ڈرانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی --

وہ دونوں چڑیلیں تمھارے چاچو کو کھا گئ ہیں --

اب تمھارے پاپا کے پیچھے آئی ہیں ---

میں ماں کی بات سن کر اٹھ کر بیٹھ گیا --میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ---

نہیں ماما میں نہیں جانے دوں گا اپنے پاپا کو میں ان کو بھگا دوں گا کچھ کرو ناں آپ ماما ان کو بھگا دیں ناں ا پلیز ان کو آگ لگا دیں میں نے سٹوری پڑھی ہے کہ چڑیلیں آگ سے ڈرتی ہیں --

ہاں میرا بچہ تم فکر کیوں کرتے ہو میں ان چڑیلوں کو یہاں تھوڑی ناں رہنے دوں گی ۔

دس سال سے میں جس تکلیف سے گزر رہی ہوں وہ تکلیف میں ان کو نہیں دوں گی تو پھر خود کو سکون کیسے دوں گی --

بس تم میرا ساتھ دینا اور اپنے پاپا سے کچھ مت کہنا --

یہ پہلا سبق تھا تعارف تھا ان کا مجھ سے اور پھر مجھے بخار ہو گیا ---

♡♡♡♡♡♡♡♡

شازل ابھی اور اسی وقت گھر آؤ --

شازل اپنی داستان سناتے سناتے ناجانے کہاں کھو گیا تھا --

اس کے موبائل پہ بار بار اسما گل کی کال آ رہی تھی ۔

شازل زمان اٹینڈ نہیں کر رہا تھا مگر امان اللہ سمجھ گیا تھا--

کہ اس کی ماما کی کال ہے --

آفس میں بھی وہ کال کر کے پتہ کر چکی تھیں اور امان اللہ کی نمبر پہ جب اسما گل نے کال کی تو امان اللہ کو یقین ہو گیا کہ اسما گل نے ہی شازل کو کال کی ہے --

امان اللہ نے کال اٹینڈ کر کے سلام کیا اور پھر موبائل شازل کے کان سے لگا دیا --
اسما گل کی بھیگی آواز شازل کے لیے کافی تھی ---
اس میں ایک یہی تو بات نمایاں تھی کہ وہ جن سے محبت کرتا تھا ان کی انکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا --
اپنی ماں کو پریشان کرے گا شازل پہلے تو انہوں نے ایموشنل باتیں کیں اور اس کے بعد شازل کو فورا گھر آئے --
کا کہہ کر کال ڈسکنیٹ کر دی --
شازل زمان اپنی نم آنکھیں صاف کرتا گھر کی طرف چل دیا --
!السلام علیکم ایوری باڈی ---
شازل نے لاونج میں انٹر ہوتے ہی سلام کیا ---
نظر سامنے بیٹھی ابیحا سلطان پہ پڑی ---
ڈیپ گلہ ٹایٹ شرٹ ود آؤٹ سلیوز --
نہایت چست پاجامہ شازل زمان نے نظریں جھکا لیں --

سامنے بیٹھتے ہوئے کہا ---

تم کب آئی ۔؟ سرسری سا پوچھا اس کا دل مزید خراب ہو گیا ---

میں تو دو دن سے آئی ہوں مگر جناب پتہ نہیں کس دنیا میں گم ہو --

میں تو تھک گئ ہوں اس کو سمجھا سمجھا کر ابیجا اب تم آئی ہو تو کچھ تم بھی اس کو عقل دے دینا ---

اسما گل بھی سامنے کسی رسالے کی ورق گردانہ میں بزی تھیں --نے بھی لقمہ دیا --

اب اور کتنی عقل دیں گی ماما اب تو میں بوڑھا ہو گیا ہوں --

شازل نے اپنی ماں کی بات کو سمجھ کر موضوع بدلنا چاہا ۔

تبھی تو اب ٹائم آگیا ہے کہ میں تمھارے سر پہ سہرا سجاؤں --

ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا یعنی میں آزاد اچھا نہیں لگتا آپ کو

شازل زمان ماں کے کندھے کے ساتھ آکر لگ گیا --

شادی سب ہی کرتے ہیں یہ تو سنت ہے --

بھابھی اور بھائی صاحب آ۔ رہے ہیں آج شام کو اسما گل نے

شازل زمان پہ ایک نیا سوچ کا در وا کیا --

میں نے تمہاری شادی کا فیصلہ کر لیا ہے ---

واٹ ؟ شازل کو جو ڈر تھا وہی ہوا۔

اس کا دل بہت زور سے دھڑکا کا یہ کیا کہہ رہی ہیں ماما میں نے ابھی اس بارے میں کچھ بھی نہیں سوچا تو اس میں سوچنے والی کیا بات ہے ۔ یہ فیصلہ تو بہت پہلے ہو چکا ہے تو مجھ سے جانتے ہو کہ مجھے کیا پسند ہے ہے اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے ہے اور اس میں عمل کرنے جا رہی ہوں تمہارے پاس ایک رات کا ٹائم ہے تم سوچ سمجھ کر اس کی تیاری کرو کرو ٹھیک ہے ماما میں اس بارے میں آپ سے بعد میں بات کروں گا ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا شازل زمان اتنا کہہ کر وہاں سے اٹھ گیا یا اور یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کے پیچھے کوئی کوئی کھڑا تھا --

میرال آصف نے نے ٹی وی لانچ سے سے گزرتے ہوئے ہوئے ان کی باتیں سن لیں شازل جیسے ہی باہر نکلا میرال نے بھی قدم آگے بڑھا دیئے ---

پھوپھو یہ تو لگ ہی نہیں رہا کہ یہ وہی شازل زمان ہے ۔
اس نے مجھ سے بھی سیدھے منہ بات تک نہیں کی ۔۔
میری طرف دیکھا تک نہیں ۔۔۔
تم فکر نہ کرو میری جان میں جانتی ہوں اس کو کیسے ہینڈل کرنا ہے تم بس دل چھوٹا مت کرو ۔۔
اسما گل کو بھی شازل کی یہ بات بری لگی تھی ۔مگر وہ ابھی پیار سے اسے سمجھانا چاہا رہی تھی غصے سے نہیں ۔
شازل اپنے روم میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا اس کو سمجھ ہی نہیں آ۔ رہی تھی پہلے تو اسے میرال کو منانا تھا اور پھر ماں کو مگر ابھی یہ کیا مصیبت آن ٹپکی ہے ۔۔۔
خیر مس ابیحا سلطان تمھاری یہ خواہش میرے ہوتے ہوئے تو پوری ہو نہیں سکتی میں تمھارے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں بتا سکتا ساری عمر کیسے گزاروں گا ۔۔
شازل سوچتے سوچتے اپنی ونڈو میں جا کھڑا ہوا ۔۔

میرال اپنے روم میں آ چکی تھی عبایا اتار کر سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے وہ اپنے بال برش کر رہی تھی ---

اس کی عادت تھی جب بھی وہ کالج سے آتی یا یونی سے تو کپڑے چینج کرنے کے بعد اپنے بالوں میں برش کرتی اور پھر کھانا کھاتی --

شازل زمان کچھ سوچتے ہوئے اس کے روم کی طرف بڑھا مگر پھر اسے دودھ والا قصہ یاد آیا تو اس کا دل نہ کیا۔

اس کے روم میں جانے کو وہ واپس نیچے چلا گیا---

کیوں کہ میرال کچن میں ہی آنے والی تھی اپنا کھانا نکالنے --

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ایم سوری میرال آصف --

میرال آصف جسے ہی اپنی کلاس میں گئ تو سب کلاس فیلوز نے اٹھ کر میرال سے اور کہا

ہم شاہ زین کی باتوں میں آ گئے تھے پلیز ہمیں معاف کر دو ۔

سب سٹوڈنٹس نے باری باری میرال سے معافی مانگی --

اور شاہ زین بھی بہت شرمندہ ہے تم سے --

کاشان نے سامنے ڈائز پہ آکر کہا ---

اور وہ کافی دنوں سے یونیورسٹی نہیں آیا ---

مجھے اس سے کوئی انٹرسٹ نہیں میرال نے نخوت سے اپنا چہرہ موڑ لیا ---

مگر اس نے ایک پیغام چھوڑا ہے تم سب کے سامنے میرال کے لیے ---

سب خاموشی سے لیکچر کی طرح کاشان کی طرف متوجہ ہو گئے ---

تم صحیح تھی میرال میں ہی غلط تھا مجھ سے برداشت نہیں ہوا کہ تم ایک لڑکی ہو کر مجھ سے کیسے جیت گئ ۔

می۔ نگ جو بھی کیا غلط کیا اور اس سب سے میں بہت شرمندہ ہوں میں اس قابل تو نہیں کہ تم مجھے معاف کر دو

مگر میں تب تک یونی نہیں آؤں گا جب تک تم مجھے معاف نہیں کر دیتی ---

اور میں پوری کلاس کے سامنے تم سے دل سے معافی مانگ رہا ہوں --پلیز ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا ---

زین احمد ۔

کاشان نے اس پیغام کو اونچی آواز میں پڑھ کر سنایا اور پھر لفافہ جا کر میرال کو پکڑا دیا

اب یہ تمھارے ہاتھ میں ہے کہ تم اسے معاف کر سکتی ہو یا نہیں اور میرال ایک اچھے سٹوڈنٹ کے ناطے اس کے فیوچر کے متعلق ضرور سوچنا ---

کاشان نے آخری ترپ کا پتہ پھینک دیا اور پھر لاس سٹارٹ ہو گئ تو وہ اس طرف متوجہ ہو گئے ---

میرال پھر کیا سوچا ہے تم نے --

وہ کلاس سے باہر نکلیں تو فاطمین نے میرال سے پوچھا --

کس کے بارے میں --میرال نہ سمجھی کے عالم میں پوچھنے لگی --

سوچنا کیا ہے وہ میری بلا سے آئے نہ آئے مجھے اب اسے نہ تو معاف کرنا ہے اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی کنسرن ہے --
تم چلو کینٹین مجھے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی --
وہ دونوں کینٹین کی طرف بڑھ گئیں --

♡♡♡♡♡♡♡

پھوپھو جانی آپ نے دیکھا کہ میرال کیسے ہمیں اگنور کر رہی ہے ---
مجھ سے سرسری سلام دعا کے بعد ایک بار بھی میرے پاس نہیں بیٹھی --
اس کی تمھارے پاس بیٹھنے کی اوقات بھی نہیں ہے ابیحا --
اسما گل نے خود کے ساتھ ساتھ ابحیا کو بھی تسلی دی --
میرال بات سنو ---؟
اسما گل نے ٹو وی لاونج سے ہی میرال کو آواز لگائی --
میرال اپنی ماں کے لیے چائے اور اپنے لیے شام کی چائے بنانے آئی تھی ---

وہ ان دونوں کو اگنور کر کے کچن میں چلی گئ تو اسما گل نے اپنے دل کو تسکین بخشنے کے لیے میرال کو بلا لیا ---

جی بڑی ماما اور یہ تربیت میرال کو نورین طلعت نے ہی دی تھی ---

کہ وہ تائی کو بڑی ماما بلاتی تھی --

ہمارے لیے بھی چائے بنا لو اور ساتھ میں پالک کے پکوڑے بنا دو اور تمھاری ماں نے چائنیز رول بنا کر رکھے تھے وہ بھی فرائی کر لاؤ --

آج اتنے دنوں بعد ہماری فیملی ساتھ میں بیٹھی ہے ---

شازل بھی آج گھر پہ ہے ---

وہ میرال کی طرف دیکھ کر اسے جتا رہی تھی ---

چائے تو

میں نے بنا لی ہے ----اب

اصل میں ماما کی طبیعت صحیح نہیں ہے --وہ آرام کریں گی اور میری کل بہت امپورٹینٹ آسائنمنٹ ہے ---

اس لیے میں تو ابھی یہ نہیں کر سکتی البتہ آپ اماں صغواں سے بول دیں ---

میرال نے بھی ان کو انھیں کے لہجے میں جواب دیا --

اسما گل کے چہرے پہ شکست کے واضح اثرات تھے --

ماما ---آج خاص لوگوں کے ہاتھوں سے خاص لزت نہ چیک کی جائے ---

شازل بھی نیچے آگیا اور وہ ان کی گفتگو سن چکا تھا --

شازل جانتا تھا کہ دونوں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں --

مگر میرال کی انسلٹ وہ اب نہیں چاہتا تھا اس لیے اس نے

جان بوجھ کر فرمائش کر ڈالی --

مجھے ساتھ میں سموسے

بھی کھانے ہیں اور آج یہ سب کچھ ابیحا کے ہاتھوں کا کھانے کو دل چاہا رہا ہے کیوں کہ

ہم بھی تو چیک کریں ہماری ابیحا ولایت جا کر اپنی روایات تو نہیں بھول گئیں --

شازل نے اچھی خاصی اس کے حلیے پہ بات گھما کر چوٹ کر دی تھی --

ابیحا سلطان نے اپنی اچھی خاصی انسلٹ فیل کی --

میرال کچن میں گئ اپنی اور ماں کی چائے اٹھائی اور ان کے کمرے میں لے گئ ---
اس کے لبوں پہ مسکراہٹ شازل کے دل کو دھڑکا گئ تھی --
ابیحا سلطان نے غصے سے شازل کو دیکھا اور پھر اپنی پھو
پھو کو اسے یہاں عادت ہے بیٹا ایسے کاموں کی میں صغراں سے کہہ کر بنوا لیتی ہوں

پھر رہنے دیں ماما میں باہر جا رہا ہوں مجھے کچھ کام ہے --

کھانا آپ کے ساتھ آکر کھاؤں گا ---
شازل کہہ کر رکا نہیں تھا باہر ہی نکل گیا تھا ---
دیکھا آپ نے جان بوجھ کر اس نے میرال کو بچایا اور مجھے چیٹ کیا ---
ریلکس کر جاؤ ابیحا ہمیں صبر سے کام لینا ہوگا --
اسما گل نے اسے سمجھایا ---

پھوپھو مجھے اوپر والا کمرا۔ چاہیے شازل میرے سامنے رہے گا تو ہی میں اسے اپنی طرف متوجہ کر پاؤں گی ناں ---

ابیحا کو بھی اپنی بے عزتی کا بدلہ سوجھا --

ارے یہ تو میں نے سوچا کہ نہیں ---

لو آج ہی کرواتی ہوں خالی بلکہ صبح یہ چڑیل یونی چلی جائے گی تو میں نوکروں کو کہہ کر اس کا سامان اس کی ماں کے کمرے میں شفٹ کروا دوں گی ---

میرال نے واپسی برتن رکھنے آئی تو اس کے کانوں میں یہ بات پہنچ چکی تھی ---

وہ برتن رکھ کر اوپر کمرے میں چلی آئی ---

اور شازل زمان کا ویٹ کرنے لگی ---

شازل ڈنر تک واپس آ چکا تھا ----

وہ ڈنر کر کے اوپر چلا آیا --

میرال نے جب دیکھا کہ شازل اوپر آ رہا ہے تو وہ اپنے پلان کے مطابق موبائل کو ہاتھ میں لیے باہر چلی آئی اور موبائل کان سے لگا لیا --

اپنے روم سے نکل کر وہ منڈیر کے سامنے جا کھڑی ہوئی --

مجھے کچھ اچھے ہوسٹلز کے متعلق انفارمیشن چاہیے --

اچھے اور صاف ستھرے ماحول میں بھی ہوں ---

اور فیس بھی مناسب ہو ---

وہ ناجانے کس کو سمجھا رہی تھی مگر شازل کو اتنی سمجھ آگئ تھی کہ وہ ہوسٹل جانے کی بات کر رہی ہے ---

اور وہ ان کے متعلق معلومات لے رہی ہے ---

ٹھیک ہے کنفرم کر کے آ صبح مجھے بتا دیجیے گا جتنی جلدی یہ کام ہو سکے کر دیجیے گا --

اللہ حافظ --

یہ تم کس سے پوچھ کر ہوسٹل جانا چاہا رہی ہو --

اس کے پیچھے شازل زمان کھڑا تھا ۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ---

میرال نے حیران ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا ورنہ وہ اسے ترچھی نگاہوں سے دیکھ چکی تھی --

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے --

جب یہ گھر آپ کا ہے ہر چیز آپ کی ہے تو میرا اس سے کیا واسطہ شازل زمان--؟

کیا مطلب ہے تمہارا --؟

شازل نے حیرت سے پوچھا مگر اس کے دل میں کچھ ضرور کلک ہوا ---

آپ کی ماما نے آرڈر جاری کر دیئے ہیں کہ یہ کمرا خالی کر کے ان کی مہان بھتیجی کو دے دیا جائے ---

تو میں یہاں اب رہنا نہیں چاہتی میری اور میری ماں کی اس گھر میں ملازمین جیتنی بھی حثیت نہیں ہے ---

خیر آپ سب رہیں اپنے گھر میں میں اب مزید اس گھر میں نہیں رہ سکتی---

گھر بھی ڈھونڈ رہی ہوں جیسے ہی مل جائے گا اپنی ماں کے ساتھ شفٹ ہو جاؤں گی ---

میرال کہہ کر شازل کی سائیڈ سے نکلنے لگی ---

شازل نے اس کا بازو پکڑ ا۔

میرال نے پہلے شازل کو اور پھر اپنے ہاتھ پہ شازل کے ہاتھ کو دیکھا ---

تم کہیں نہیں۔ جا رہی --- جتنا یہ گھر میرا ہے اتنا تمھارا بھی ہے ---

میں خود ہی دیکھ لوں گا ماما کو شازل نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ---

اور وہاں سے چلا گیا ---

میرال نے اپنی آنکھوں میں آیا پانی صاف کیا اور اپنی کامیابی پہ مسکرا دی ---

♡♡♡♡♡♡♡

شاہ میرے بھائی کی شادی ہے موقع اچھا ہے تم بھی آؤ وہاں میں تمھیں انٹرڈیوس کروا دوں گی اور تمھاری فیملی کو بھی --

عنبر شاہ جہان کی بانہوں میں لیٹی ایک بار پھر شاہ کو اپنے رشتے کو سریس لینے کو کہتی ہے --

میری جان اس وقت ایسی باتیں مت کرو اچھے خاصے رومانس کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے تم پیار ہو میرا تم میری زندگی کا ایک حصہ ہو میں تمھیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں بس میں پاکستان سے اپنی ڈگری کمپلیٹ کر کے آ جاؤں اس کے بعد جیسا تم کہو گی میں ویسا ہی کروں گا --اب تو تم مجھے بس اپنے اندر سمو لو بہت اداس ہو گیا تھا تمھارے لیے اسی لیے اپنی سٹڈیز چھوڑ چھاڑ کر تم سے ملنے چلا آیا ۔

میری اداسی کو ختم کرنے کرو جام کوئی ایسا پلا کہ پھر کبھی پیاس نہ لگے --

اس نے سرشار ہوتے ہوئے عنبر کو خود میں دبوچ لیا ۔

تم چھوڑو مجھے تم اب بھی مجھے ٹال رہے ہو --

عنبر نے شاہ جہان کو خود سے دور کرتے ہوئے کہا ۔

خود اٹھ کر بیٹھ گئ --

اپنے بال سمیٹ کر پیچھے کیے --

موٹی موٹی کالی آنکھوں میں غصہ در آیا تھا --

شاہ جہان بھی اٹھ کر بیٹھ گیا --

اچھا ٹھیک ہے آئی پرامس تم جب بھی پاکستان آ رہی ہو میں لے آؤں گا اپنے ماما پاپا کو

--

اب تو ٹھیک ہے ناں خوش ہو جاؤ اب تو اب تو پاس آجاؤ ۔

شاہ جہان نے دوبارہ سے اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا اورا س کے بال پھر سے بکھیر دیئے ---

کالی سیاہ گھٹا جیسے گھنے بال عنبر کی کمر پہ پہرہ دینے لگے تھے ۔

عنبر خوش ہو کر اسکے قریب ہو گئ تھی ۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

تم اس گھر میں آئی کیوں ہو نورین طلعت ۔

اسما گل اپنے بیٹے کے ننھے سے زہن میں زہر گھول کر اسے سلا کر خود باہر چلی آئی تھی

اور ابھی نورین طلعت کے سر پہ کھڑی چلا رہی تھی --

نورین طلعت کوئی دبو سی عورت نہیں تھی ۔وہ پڑھی لکھی اور سمجھدار سلجھی ہوئی خاتون تھیں۔

مگر حالات کے مطابق اس وقت وہ خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی ۔۔

ایک چھوٹی سی لال گلابی گالوں والی بچی ماں کے پیچھے چھپ رہی تھی ۔۔۔

اسما گل کم از کم اس وقت یہ موقع نہیں ہے اس طرح کی باتیں کرنے کا ۔۔

میرے لیے میرے ہزبینڈ کی موت قیامت سے کم نہیں ہے ۔

اس وقت میرے اندر سکت نہیں ہے کہ میں اپنی بچی کی لے کر کوئی نیا ٹھکانہ کر سکوں

۔

بھائی صاحب آجائیں تو میں اپنی ماں کے گھر چلی جاؤں گی ۔۔۔

تم کیا سمجھتی ہو زمان تمھیں یہاں رہنے کی اجازت دے دیں گے وہ جانتے ہیں میرا دکھ اور میں اب مزید تمھیں۔ اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتی ۔۔

چلو نکلو یہاں سے ۔۔

اسما گل نے آگے بڑھ کر نورین طلعت کو بازوؤں سے پکڑ کر

دھکا دیا ---

نورین طلعت کو اس بے دردی کی توقع نہیں تھی وہ لڑکھڑا کر سامنے پڑے صوفے پہ جا گری ---

ننھی پری اپنی ماں کی طرف دوڑی --

میری ماں کو مت ماریں پلیز وہ معصومیت سے بولی --

اور اپنی ماں کے اوپر جا کر لیٹ گئی --

تم بھی ہٹو منحوس دونوں ماں بیٹی میری خوشیاں کھا

گئیں اور آج اپنا باپ اور اپنا شوہر بھی کھا گئ ہے --

میری بددعا لگی ہے تمھیں تم ساری زندگی اب اسی آگ میں جلو گی جس میں میں جلتی آئی ہوں ---

اسما گل نے آگے بڑھ کر میرال کو پکڑ کر دور اچھال دیا --

نورین طلعت تڑپ کر اٹھی تھی۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ بھابھی کم از کم اس معصوم کا تو خیال کریں ---

زمان حیدر اپنے چھوٹے بھائی کی تدفین کر کے گھر لوٹ آئے تھے --

وہ اس وقت بہت نڈھال تھے --

سات آٹھ سال سے بچھڑا بھائی اچانک یوں میت کی صورت اس سے ملے گا وہ یہ نہیں چاہتے تھے --

وہ اپنے بھائی سے ناراض ضرور تھے مگر اسے قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر چکے تھے ---

جو بھی تھا کم ازکم میں نے یہ نہیں چاہا تھا میرے ماں جائے میرے ساتھ یوں تو نہ کرتے وہ قبر پہ کتنی دیر بیٹھے ۔

روتے گڑگڑاتے رہے تھے ---بہت مشکل گھڑی ہوتی ہے کسی اپنے کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارنا اور پھر اس قبر کو بند کرنا اللہ ہی ہے جو اتنا حوصلہ بخش دیتا ہے --

محلے کے چند لوگ انھیں بہلا کر اپنے ساتھ لے آئے تھے ---

وہ اپنے گھر میں نڈھال سے انٹر ہوئے تو سامنے کا تماش دیکھ کر ان کے رگ وپے میں آگ سی بھڑک اٹھی --

اسما یہ کیاکر رہی ہو تم ابھی تو میرے ہاتھ اپنے بھائی کی قبر کی مٹی سے آتے ہیں اور تم

زمان حیدر جیسے ہی لان پار کر کے اندر آئے تھے اسما گل کے ہاتھوں میں نورین طلعت کی چوٹیا تھی --

میرال ڈری ہوئی اپنی ماں کے پیچھے کھڑی رو رہی تھی --

اسما گل کا ارادہ اسے دھکے دے کر گھر سے باہر نکالنا تھا --

سٹاپ اٹ اسما ۔

زمان حیدر لنگڑاتے ہوئے اسما کے پاس آئے۔

اسما نے نورین طلعت کے بال چھوڑ دیئے تھے۔

آپ سے کہا تھا بھائی صاحب مجھے نہ لے کر جائیں یہاں مگر آپ نے بھی میری نہیں سنی اتنا بڑا حادثے کے بعد یہ زلت ۔

نورین طلعت نے اپنے سر پہ دوپٹہ لیا اور منہ دوسری سائیڈ پہ کر لیا کیوں کہ وہ عدت میں بھی تھی ۔

زمان حیدر میری بات کامن کھول کر سن لیں ۔یہ عورت اس گھر میں کسی صورت نہیں رہ سکتی اگر آپ بیچ میں آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ۔۔۔

شازل بھی ڈر کر اٹھ گیا اور باہر چلا آیا تھا ۔۔۔

شازل کی چھوٹی گڑیا بھی اسکی ساتھ تھی ۔۔

جس سے شازل بے انتہا پیار کرتا تھا ۔۔

چلو نکلو میرے گھر سے ابھی اسما گل نے آگے بڑھ کر اسے اتنے زور کا دھکا دیا کہ وہ ایک بار پھر لڑکھڑا گئ تھی ۔۔

اسما گل اگر تم نے اب میری بات کی لاج نہ رکھی تو میں تمھیں طلاق دے دوں گا ۔۔۔

زمان حیدر سخت گیر انسان نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ہٹلر قسم کا شوہر تھا ۔۔

وہ ایک نرم مزاج شخص تھا اپنی ساری زندگی میں اس نے کبھی اپنی بچوں سے اونچی آواز میں بات نہیں کی مبادا کہ آج اسے چھوڑ دینے کی دھمکی دی تھی ۔۔

شازل نے آگے بڑھ کر میرال کو دھکا دیا تھا تم لوگ جاؤ یہاں سے کیوں میرے پاپا کو مجھ سے چھیننے آئے ہو ---

ماں کا پڑھایا ہوا سبق اس نے دوہرا دیا تھا --

میرال آصف کا سر ٹیبل کے کونے پہ جا لگا اور آنکھ کے اوپر سے خون کا پھوارا ابل پڑا تھا ---

نورین طلعت کی جان ہی نکل گئ تھی ---وہ اتنا خون دیکھ کر اپنے ہی اوسان خطا کر بیٹھی ---

زمان حیدر نے آگے بڑھ کر شازل کے منہ پہ تھپڑ مارا تھا --

تاکہ آج کی حرکت وہ آیئندہ کبھی نہ دوہرا س6 کے --

اسما گل نے رونا پیٹنا شروع کر دیا اور ان دونوں ماں بیٹی کو کوسنے لگی --

شازل ڈر کر ماں سے لپٹ گیا آج پہلی بار اسے اپنے پاپا سے نفرت سی محسوس ہوئی تھی اور اس کی وجہ وہ تھپڑ نہیں تھا بلکہ اپنی ماں کی کہی ہوئی وہ باتیں تھیں جو اس کے زہن میں چند گھنٹے پہلے ہی بٹھائی گئ تھیں --

وہ ماں کا شروع سے ہی لاڈلا تھا ---

اور زیادہ ماں کی ہی اشاروں پہ چلتا تھا--

آپ اس چڑیل کے لیے مجھے اور میرے بیٹے کو زلیل کر رہے ہیں مجھے طلاق دیں گے اپنی بیٹی کا ہی خیال کیا ہوتا

زمان حیدر مگر آپ کو تو شروع سے ہی یہ عورت پسند تھی جس نے آپ کو دھوکہ دیا --

بسسس کر جاؤ اسما گل بسسسس ---

زمان حیدر آگے بڑھے تھے میرال آصف کو اپنے کندھے سے لگایا ایک انجانا سا سکون اترا تھا ان کے رگ و پے میں ۔

صغریٰ اماں آپ نورین طلعت کو ان کے روم میں لے جائیں ان کو دوا دے کر سلا دیں میں میرال کی ڈریسنگ کر کے آتا ہوں ---

میرال کو وہ اپنے روم میں کے گئے اور وہی اس کی ڈریسنگ کی ---

شازل زمان کی نظر میں اس دن میرال آصف سب سے بڑی دشمن بن گئ تھی پہلی نفرت کی نگاہ میرال آصف ٹھہری تھی ---

اسما گل میری بات کان کھول کر سن لو وہ میرا اور میرے بھائی کا مسلہ تھا ۔۔۔
میں اب اس عورت کو تنہا لاوارث نہیں چھوڑ سکتا ۔۔
اس لیے وہ اب ہمیشہ یہی رہیں گی ۔۔۔
ایک رات میں ہی زمان حیدر نے اپنی ہی بیوی بچوں کو پرایا کر دیا تھا اور یہ اسما گل کو قطعی منظور نہیں تھا ۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اسما گل شروع سے ہی حسد میں مبتلا ایک بد دماغ عورت تھی ۔۔
اسما گل کا رشتہ بچپن سے ہی آصف علی حیدر سے طے تھا ۔
آصف حیدر کو جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھتے ہی سمجھا دیا گیا تھا کہ وہ کسی کی امانت ہے اور اسے ہر حال میں یہ نبھانا ہے ۔۔
اس وقت تو وہ خاموش ہو گیا کیوں کہ اس کے دل میں کوئی ایسی بات نہیں تھی ۔۔۔
مگر ایک دن اس کی زندگی بدل گئ پسند بدل گئ اور پھر رشتے بھی بدل گئے ۔۔۔

اسما گل آصف کی چاچا زاد کزن تھی ---
وہ لوگ ایک شادی میں شرکت کے لیے گئے ---
شادی دور پار کے رشتے داروں کی تھی مگر وہ سب انوائیٹ تھے اور کچھ سن باپ کے اصول بھی تھے کہ جہاں رشتے دار ہوں وہاں جانا چاہیے وہ امیر ہوں یا غریب ---کیوں کہ اللہ قطع تعلق کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ---
وہ بارات لے کر جس گھر ۔میں گئے تھے اسی دلہن کی بہن علی حیدر اور ان کی زوجہ حلیمہ خاتون کو وہ لڑکی پسند آگئ تھی اپنے بڑے بیٹے زمان حیدر کے لیے ---
مگر اس سے پہلے تقدیر کوئی اور فیصلہ کیے بیٹھی تھی۔

آصف حیدر پہلی نظر میں ہی اس کا دیوانہ ہو چکا تھا اور وہ چاہ کر بھی اسے نہ بھلا سکا اس کی بہن مہرین کی منتیں کر کے اس سے نمبر لیا اور یوں ان کے پیار کا آغاز شروع ہو گیا۔
نورین طلعت سے گفتگو کے بعد اس ک اور بھی قائل ہو گیا آصف --

♡♡♡♡♡♡♡♡

بارہ بجنے میں تین منٹ باقی تھے جب میرال آصف کو اپنی کھڑکی پہ کسی کے ہونے کا احساس ہوا ۔
لیکن اس وقت کون ہو سکتا ہے ۔

دروازہ کھولوں یا نہ کھولوں اس کے دماغ میں عجیب طرح کا وہم سا ہو رہا تھا مگر وہ پھر بھی اٹھ کر کھڑکی کے پاس آئی اور ہلکی سی کھڑکی کھول کر باہر دیکھنا چاہا ۔

مگر یوں ہی کھڑکی کھلی تھی شازل زمان کود کر اس کے روم میں آیا تھا ۔۔
اس سے پہلے کہ میرال چیخ مار کر لوگ اکھٹے کرتی شازل اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ چکا تھا ۔۔
گھڑی نے بارہ بجا دیئے تھے ۔

شازل نے کیک نکالا اس ہ موم بتی لگائی اور جلا کر میرال کے آگے کر دیا۔

Happy birthday to you happy birthday to dear meeral

شازل زمان نے اس کو سالگرہ وش کی ۔۔۔کیک کو ٹیبل پہ رکھ کر شازل نے اس کو ایک گفٹ اور بکے دیا ۔

میرال نے چپ چاپ چیزیں پکڑ لی تھیں ۔۔
شازل کو اس میں بدلاؤ نظر آیا۔

شازل کے دل نے ہارٹ بیٹ مس کی۔ وی بھی بری طرح ۔

♡♡♡♡♡

میرال آصف تم تو زرا بھی نہیں بدلی وہی کی وہی ہو ۔
اتنا بڑا عبایا منہ چھپائے جیسے کوئی مجرم --
تمھیں زرا بھی جینا نہیں آتا آج کے دور کی کیا ڈیمانڈز ہیں
ان سب کے باوجود بھی تمھارے ایٹی ٹیوڈ افففففف توبہ ۔

ابیحا سلطان سے شازل زمان کی بے رخی دیکھی نہیں گئ تھی وہ شازل سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی سو اس نے میرال کو نیچا دکھانے کا سوچا اور اوپر واک کے بہانے پہنچ گئ ---

میرال ٹیرس پہ کھڑی اپنے ہی خیالوں میں گم تھی --جب اس کے برابر ابیحا سلطان آکر کھڑی ہوئی تھی ---
ابیحا سلطان نے آتے ہی اس کے لباس اور پردے پہ چوٹ کی تھی ---
میرال استزایہ ہنسی ہنس دی ---

آپ میرے سے مخاطب ہیں ---؟

میرال نے زرا سی گردن موڑ کر ابیحا سلطان کو یوں دیکھا جیسے وہاں اس کے علاؤہ اور بھی موجود ہوں ---

واٹ ؟ میرال کیا تمھیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی کہ بڑوں سے بات کیسے کرتے ہیں۔

--

شکر ہے آپ نے یہ تو مانا کہ آپ مجھ سے بڑی ہیں ---

اور شازل بھی تم سے بڑا ہے ---

میرال نے اس پہ چوٹ کی تو ابحیا سلطان نے بھی اسے جتا دیا کہ شازل اس سے پندرہ سال بڑا ہے۔ --

یہ تو اپنی اپنی پسند کی بات ہوتی ہے مس ابحیا سلطان ۔

میں سادہ سی ہوں مگر کسی کی منظور نظر ہوں ۔سور تم آج کی الٹرا ماڈرن ہو مگر پھر بھی کسی کو بھائی نہیں ہو --

تم مجھ سے بکواس کرو گی ؟

ابیحا کو اس کی بات پسند نہیں آئی تھی ---

میرال اسے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ جتا گئ تھی جو وہ آج کل دیکھ رہی تھی ---

وہ دیکھ رہی تھی کہ اسما گل اور شازل زمان میں سرد جنگ چل رہی ہے ---

مگر ابھی کچھ بھی طے نہیں ہوا تھا ---

ابیحا سلطان نے اس کی کلائی مرڑوی ---

میرال نے دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ پہ بلا جھجھک چماٹ مار دی --

میں بھی جوش و جذبہ رکھتی ہوں ابیحا سلطان آئیندہ مجھ سے بچ کر رہنا ---

ابیحا کو اس سے یہ توقع نہیں تھی ---

اس نے اس کی کلائی ایک جھٹکے سے چھوڑی تھی اس کا مقصد ریٹرن تھپڑ کا تھا مگر

میرال نے وہاں سے قدم اپنے روم کی طرف بڑھا دیئے ---

میں۔ تمھیں دیکھ لوں گی میرال آصف تمھیں اس گھر سے دھکے دے کر نہیں نکلوایا تو میرا

نام ابیحا سلطان نہیں ---

میرال اس کی آواز پہ بس مسکرا کر رہ گئ ---

ابیحا جلتی ہوئی نیچے آئی تھی ---

مراد بابا اس بائیک کی چابی کس کے پاس ہے --؟

وہ لان میں چلی آئی اور مراد بابا سے جنون کی چابی کا پوچھا ---

بٹیا یہ بائیک میرال بیٹی کی ہے اور اس کی چابی بھی اسی کے پاس ہو گی ---

مراد بابا نے اسے بتا کر گیٹ کے پاس چیئر پہ جا بیٹھے --

ہیلو شازل --؟ ابیحا نے شازل کو کال ملائی ---

ہاں بولو ابیحا میں سن رہا ہوں ---

مجھے تمھارے آفس آنا ہے اور مجھے پک کر لو ---

ابیحا نے شازل کو حکم دیا ---

میں اس وقت بہت بزی ہوں تم یہاں آکر کیا کرو گی --

ہاں البتہ میں گاڑی بھیجوا دیتا ہوں تم شاپنگ وغیرہ کرنا چاہتی ہو تو کر لو ---

تم گاڑی بھیج دو میں دیکھ لوں گی ؟
ابیحا نے کال ڈسکنیٹ کر کے وہی ڈرائیور کا ویٹ کرنے لگی ---
آدھے گھنٹے بعد وہ شازل کے آفس میں تھی ۔

♡♡♡♡♡♡♡

میرال کافی ٹائم ہو گیا ہے تمھیں اب شاہ زین کو معاف کر دینا چاہیے نیکسٹ ویک ہمارے پیپرز ہیں اور اس کی سٹڈیز کا بہت حرج ہو رہا ہے --
شاہ زین کے دوستوں نے آج پھر میرال کو گھیر لیا تھا --
ساری کلاس ہی اس بات کی حامی تھی کہ شاہ زین کی ساری غلطیوں کے باوجود اس کے فیوچر کو مدنظر ضرور رکھنا چاہیے

--
میرال نے نہ چاہتے ہوئے بھی شاہ زین کی ضد مان لی تھی --
اسے سب کے سامنے کال کر کے بول دیا تھا کہ میں نے تمھیں معاف کیا ---

شاہ زین دو دن بعد ہی لوٹ آیا تھا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

تمھیں منع کیا تھا میں نے ابیحا کہ یہاں مت آنا ۔۔۔

شازل اسے دیکھ کر اچھا خاصا برہم ہوا تھا ۔۔۔

مجھے تم سے کچھ باتیں کلئیر کرنی تھیں ۔۔۔

ابحیا نے کہا ۔۔

میں گھر آ جاتا تو تب کر لیتی ۔۔۔

شازل نے بھی اسے ٹکا سا جواب دیا ۔۔۔

میری میٹنگ ہے آدھا گھنٹہ وقفہ لیا ہے۔۔

جو بھی کام ہے جلدی بولو شازل نے لٹھ مار انداز میں اس سے جان چھڑوانی چاہی ۔۔۔

شازل گھر آ کر تم نے کون سا ٹائم دینا ہے اس لیے یہاں چلی آئی ۔۔۔

تم جلدی میٹنگ ختم کرو پھر ہم ساتھ چلتے ہیں ۔۔۔

آج ساتھ گھومیں گے پھریں گے اور اپنا پرانا وقت دوہرائیں گے ---

ماما پاپا بھی آج رات میں گھر آ رہے ہی۔ ہمیں ساتھ دیکھیں گے تو بہت ہی خوش ہوں گے ---

انجیا نے شازل کی کسی بات کو اہمیت نہ دی ---

تم گھر جاؤ میں میٹنگ ختم کر کے وہی آتا ہوں

-

--

کلائنٹس باہر سے بی لونگ کرتے ہیں میری ان سے فرسٹ میٹنگ ہے ---

شازل نے اسے تفصیل بتا کر ٹالنا چاہا مگر وہ ناسور تھی کہاں ٹلنے والی تھی ---

اس نے شازل کی ایک نہ سنی اور منہ پھلا کر وہی بیٹھ گئ ---

شازل ہی اسے اگنور کرتا اٹھ گیا تھا کیوں کہ کلائنٹس آ چکے تھے ---

ابیحا سلطان کو آگے کیا کرنا تھا اس کا لائحہ عمل سوچنے لگی تھی ---
میٹنگ کافی لمبی ہوگئ تھی ابیحا سلطان بیٹھے بیٹھے نیو پلان بنا چکی تھی اور وہ اس پہ عمل کرنے والی تھی ---
ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ شازل ایک اجنبی کے ساتھ اندر کیبن میں انٹر ہوا ---
تم ابھی تک یہی ہو ----
شازل کو امید تھی کہ وہ جا چکی ہو گی مگر اسے وہی براجمان دیکھ کر پوچھ بھی لیا ---

ارے ابیحا یو ہیئر ؟ اونچے لمبے نوجوان نے ابیحا پہ سرسری نظر ڈالی مگر اس سے نظر دوبارہ ہٹا نہ سکا ---
بلکہ چونک گیا ---
شازل نے پہلے ابحیا کو اور پھر فیصل درانی کو دیکھا ---
کیا آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو ---
شازل نے فورا ہی پوچھ لیا ---

نن نن نہیں تووو ---

انجیا نے لڑکھڑاتے ہوئے کہا ---

مگر اس کے جھوٹ پہ فیصل درانی حیران ہوا ---

مجھے شاید مس ٹیک ہوئی ہے ایم سوری ۔ فیصل شرمندہ ہوا --

اور جان بوجھ کر وہ بھی خاموش ہو گیا ---

میں نے تمھیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا مس انیجا سلطان

اور تم یہاں ملو گی جو۔ سوچا نہ تھا ---

اب دیکھ لوں گا تمھیں تم کس طرح فیصل کو بہت کرتی ہو ---

فیصل نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سوچا --

فیصل کی نظر بار بار پھسل کر اس کی پنڈلیوں پہ اور ڈیپ گلے پہ جا رہی تھی ---

شازل کی نظر بھی فیصل کی نظر کے پیچھے ابیحا کے گلے تک گئ تھی اور وہ شرم سے پانی پانی ہو گیا ---

لاحول ولاقوۃ ---

شازل نے دل میں پڑھا ---

اگر میں اس عورت سے شادی کر لوں تو میری آنے والی نسل اس سے کیا سیکھ پائے گی --

اور ایک میری چاچی جان ہیں جنہوں نے اپنے شوہر مرحوم کے بعد بھی میرال کی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی --

.. یااللہ تو ہی میری مدد فرما

ٹک ٹک ---- فیصل درانی نے شازل کے آگے چٹکی بجائی --

اوں آں ۔۔شازل ہڑ بڑایا ۔۔
کچھ نہیں یار شازل پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا ۔۔
ٹھیک ہے ہم پھر کال پہ ڈسکس کرتے ہیں ابھی آپ اپنے خاص گیسٹ کو ٹائم دیئجے۔۔

فیصل مزاق میں بہت کچھ جتاتا کھڑا ہوا ۔۔
ٹھیک ہے درانی صاحب ہم بات کریں گے ۔۔۔
شازل نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے مصافحہ کیا ۔۔
دے فیصل نے ابیحا کی طرف آنکھ ونک کی اور باہر نکل گیا ۔۔

ابیحا جو بڑی ہشاش بشاش ہونے آئی تھی کلس کر رہ گئ ۔۔

اب چلیں ہم بھی نکلتے ہیں شازل نے بھی اپنی کیز اور والٹ نکالتے ہوئے کہا ۔۔۔
ہاں شیور۔۔۔۔۔

ابیحا بھی اٹھتے ہوئے بولی ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ہاں بھئی برخوردار اب کیا پلان ہے تمھارے سر پہ سہرا سجا دیا جائے اب تو بڑے گھبرو جوان ہو گئے ہو ماشاءاللہ بڑے ڈیل ڈول بھی نکال لیے ہیں ---

سلطان بیگ نے اپنے بھانجے سے بات چیت کا آغاز کیا --

شازل ابیحا کو لے کر ڈریکٹ گھر چلا آیا تھا ---

ابیحا سلطان فی لحال اسی میں خوش ہو گئ تھی --

میرال نے ان دونوں کو اوپر سے ہی اندر آتے دیکھا تھا ۔

وہ فوراً ہی نیچے چلی آئی ---

شازل آپ گھر جلدی آ گئے آج ؟ میرال آصف نے سلام کے بعد ڈائریکٹ شازل سے یوں سوال کیا

جیسے وہ روز یہ کام کرتی ہو ---

ہاں میں اور شازل آج ایک ساتھ شام سپینڈ کرنے والے ہیں --

اس لیے شازل آج جلدی آ گئے ---

کیوں شازل ابیحا سلطان نے شازل کو سلام کا جواب بھی پورا نہ کرنے دیا تھا ---

پہلے ہی بول پڑی تھی ---

یہ تو بہت اچھی بات ہے --میرال خوش ہوتے ہوئے بولی --

شازل آگر آپ آج تھوڑا جلدی آ ہی گئے ہیں تو پلیز مجھے مارکیٹ تک جانا ہے آپ لے چلیں گے مجھے پلیز ---

میرال نے شازل کے سامنے بڑی معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا --

میرال تم ڈرائیور کے سا--

تم تیار ہو کرآ جاؤ میں ابھی فریش ہو کر آتا ہوں ---

شازل زمان نے ابیحا کی بات پوری نہیں ہونے دی تھی --

اس سے پہلے ہی اسے ہاں بول گیا تھا ---

میرال کی خوشی اس وقت شازل کو ساتویں آسمان پہ لے گئ تھی --
وہ جو میرال کو تھکن کا بہانہ کر کے گھر آگیا تھا ابھی اس کی ساری تھکن دور ہو گئ تھی

شازل بھی اوپر چلا گیا تھا ---
جب کہ ابیحا سلطان اپنی پھوپھو کو شکایت لگانے چلی گئ تھی ---

تم بے فکر رہو ابیحی جان میں دیکھتی ہوں وہ کیسے جاتا ہے --
اسما گل نے اسے تسلی دی تھی ---

تم نورین کو میرے روم میں بلا لاؤ مگر تب جب میرال تیار ہو کر جب نیچے آئے تب --
اسما گل منہ سر لپیٹ کر بستر پہ پڑ گئ ۔

صغراں اماں نورین آنٹی کو پھوپھو بلا رہی ہیں اپنے روم میں ---

ابیحا نے میرال کو نیچے آتے دیکھا تو صغراں کو مخاطب کر کے بولی ---
نورین طلعت بھی اپنے روم جو کہ کچن کے ساتھ منسلک تھا سے نکلتی ہوئی نظر آئیں ---
صغراں اماں نے ان کو اسما کا پیغام دے دیا تھا --
جی بھابھی ----نورین طلعت نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا --

نورین آج صبح سے بلڈ پریشر ہائی ہو رہا ہے سر میں بھی شدید درد ہے تم جانتی ہو آج اتنے سالوں بعد میرے بھاوج اور بھائی آ رہے ہیں- -ن-
وہ کراہتے ہوئے بول رہی تھیں جیسے بہت ہی بیمار ہوں --

ان کے لیے صغراں کے ساتھ مل کر اچھے سے ڈنر کی تیاری کر لینا ساتھ میں شام کی چائے کا بھی انتظام کرنا ---
میری طبیعت صحیح ہوتی تو میں کبھی تمھیں زحمت نہ دیتی ---
اسما گل نے مبالغہ آرائی کی حد کرتے ہوئے کہا ---

جی بھابھی میں۔ ۔۔۔۔۔ کر

شازل بھی نیچے آ چکا تھا ۔۔۔ شازل کو دیکھتے ہی میرال جو باہر کھڑی تائی کی گفتگو سن رہی تھی فوراً اندر انٹر ہوئی ۔۔۔ نورین کی بات ادھورہ رہ گئ تھی ۔۔۔

ماما چلیں ہمیں دیر ہو رہی ہے ورنہ ڈاکٹر جلدی اٹھ جائے گا ۔۔

میرال نے اندر آتے ہی ما کو چلنے کو کہا ۔۔۔۔

مگر بیٹی یہاں ؟ نورین نے اپنی سادہ سی طبیعت کے مطابق اسما گل کی بیماری کو سوچتے ہوئے کچھ کہنا چاہا ۔۔

السلام علیکم بڑی ماما ۔۔۔

میرال نے بعد میں سلام بھی کر دیا ۔۔۔

شازل بھی اندر ہی چلا آیا ۔۔۔

السلام علیکم ماما ۔۔۔ کیا ہوا۔

شازل ماں کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا ۔۔۔

بس بیٹا تمھیں ماں کے پاس گھڑی دو گھڑی بیٹھنا کہاں نصیب ہوتا ہے --جو تجھے خبر ہو کہ تمھاری ماں کا حال میں ہے ---

ماما اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے- --

شازل چلو ورنہ ڈاکٹر اٹھ جائے گا اور ماما کی طبیعت صحیح نہیں رہتی ---

اچھا ماما میں آکر آپ سے ملتا ہوں ---

مگر شازل یہاں مہمان آ رہے ہیں تم کہاں جا رہے ہو بیٹا --

شازل کو اٹھتا دیکھ کر اسما گل کو اپنا پلان چوپٹ ہوتا ہوا دیکھائی دیا --

شازل آگر بڑی ماما آپ کو نہیں جانے دینا چاہتی تو پھر آپ مجھے چابی دے دیں میں خود ہی چلی جاتی ہوں ---

نہیں نہیں ماما کو کیا اعتراض ہو گا بھلا ---

شازل بھی جلدی سے بولا مبادا میرال پہلے والی ٹون میں آجائیے اور اسے ساتھ ہی نہ کے کر چلے --

وہ اس خدمت سے محروم نہیں ہونا چاہتا تھا ---

ماں کی طرف دیکھے بنا ہی وہ باہر نکل گیا تھا ---
اور وہ دونوں پھوپھو بھتیجی دیکھتی رہ گئ تھیں ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اس چھپکلی کے پر کچھ زیادہ ہی نکل آئے ہیں ---
آج ہی کترتی ہوں تم پریشان کیوں ہوتی ہو --
اسما گل نوٹنکی چھوڑ کر اٹھ کر باہر آگئ تھی بے بسی کی تصویر بنی وہ دیکھنے کے قابل لگ رہی تھیں --بلکہ قابل افسوس لگ رہی تھیں ۔
پھوپھو اگر آپ نے اس ناسور کا پہلے سے علاج کیا ہوتا تو آج اس کی نوبت ہی نہیں آنی تھی ---

جو نفرت کا بیج بچپن سے ہی شازل کے دل میں بویا تھا وہ آج محبت و ہمدردی میں کیسے بدل گیا ہے --

ابیحا سلطان چکر پہ چکر کاٹ رہی تھی ---

اور تلملاتی ہوئی اسما گل سے سوال کر رہی تھی۔ --

ابیحی جان ریلکس رہو آج تمھارے ممی پاپا آ رہے ہیں --

یہ آج جان نہیں چھڑوا سکے گا---

تم جانتی ہو وہ اپنی بہن سے کتنی محبت کرتا ہے ---

اور عنبر کسی صورت بھی میری بات نہیں ٹال سکتی --

اس کی آنکھوں میں میں نے پسندیدگی دیکھی ہے --روہان

اور اس کا کپل بیسٹ ہے ---

اسما گل نے ایک تیر سے دو شکار کھیلنے کا سوچا ---

اس کا شاطر دماغ بڑی تیزی سے چل رہا تھا --

ابیحا سلطان بھی کمننگی سے مسکرا دی ---
اس کی بھی س
اس کی سمجھ میں بھی کچھ نہ کچھ آ ہی گیا تھا ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

ماما مجھے مارکیٹ سے کچھ چیزیں خریدنی ہیں --

آج چلیں شیزی بھی ساتھ ہیں پھر کہاں یہ ہاتھ لگیں گے --

ان کی زندگی کا فیصلہ ہونے جا رہا ہے --
کیوں شیزی بھائی میرال آصف جب چھوٹی تھی تو ان کو شیزی بھائی بولتی تھی مگر ان کی پیٹھ پیچھے وہ اسے شازل زمان ہی بلاتی تھی اور جب سے وہ شعور کی دنیا میں آئی تھی اس نے بھائی کہنا ہی چھوڑ دیا تھا ---

اسے بس بھائی لفظ سے چڑ ہونے لگی تھی ---

میرال نے شازل زمان کو ایک عرصے بعد شیزی کہا تھا یہ اور بات تھی کہ اسے اس کا بھائی کہنا برا لگا تھا ---

وہ ہاسپٹل سے فری ہوئے وہ اپائنٹمنٹ خواہمخوہ میرال نے اپنی ماں کو وہاں سے نکالنے کے لیے تھی کیوں وہ جانتی تھی کہ آج بڑی ماما کے بھائی بھاوج آ رہے ہیں تو نورین طلعت کولہوں کی بیل کی طرح جتی رہیں گی --

اور اسما گل ان کو ایک منٹ نہیں بیٹھنے دے گی --

وہ جان بوجھ کر اب مارکیٹ جانا چاہا رہی تھی تاکہ وہ کھانے کے وقت کے بعد جائیں --- اور میرال کی سنگت کے ساتھ شازل بھول ہی گیا تھاکہ گھر پہ کوئی اس کا ویٹ کر رہا ہے --

میرال نے نہ صرف جی بھر کر شاپنگ کی بلکہ اپنے فیورٹ ریسٹورنٹ سے کھانا بھی کھایا -- اسما گل پہلے تو شازل کو موڈ بنا کر دیکھا رہی تھی یعنی ناراضگی دیکھا رہی تھی مگر نا چاہتے ہوئے اور بھائی سے

شرمندگی کی وجہ سے اسے کال کر ہی لی ---
مگر اس وقت تک شازل زمان گھر پہنچ چکا تھا --
وہ سب ان میں بیٹھے خوش گپیوں میں بزی تھے ---
ابیحا اپنے باپ کے کندھے کے ساتھ اپنے بے ہودہ ڈریس کے ساتھ موجود تھی ---
بغیر دو پٹے اور بغیر آستینوں کے ڈیپ گلہ میں گولڈن چین عجیب سا سحر پیدا کر رہی تھی
--
شازل تو اسے دیکھتا ہی نہیں تھا اب مگر میرال نے اسے غور سے دیکھا ---
ان سب کی نظر بھی میرال پہ گئ جو لدی پھندی ان کے ساتھ چلی آ رہی تھی --
ابیحا سلطان کو شازل کے ساتھ چلتی ہوئی میرال آصف
دنیا کی دشمن ترین عورت لگی --

السلام علیکم ؟ میرال آصف نے سلام میں پہلے کی تھی ۔

اسی طرح نورین طلعت اور شازل نے بھی سلام کیا مگر شازل کو تو انہوں نے اٹھ کر گلے لگا لیا مگر ان دونوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو میرال اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر اندر بڑھ گئی۔
شازل نے اس بات کو محسوس ضرور کیا مگر اگنور کر کے بیٹھ گیا۔۔۔
اس کو بھی آج کوئی نہ کوئی فیصلے کی امید تھی ۔۔

اور ان سب کی شکلیں ایسی بنی تھیں جیسے کہ شازل زمان ایک چابی کا گڈا ہو ۔

♡♡♡♡♡♡♡♡

تھینکس ٹو فار گیو می مس میرال آصف ۔۔۔
شاہ زین نے میرال کے سامنے جھکتے ہوئے کہا ۔۔
وہ بہت شرمندہ نظر آتا تھا ۔۔۔
اٹس اوکے شاہ زین ۔۔۔
میرال نے بس اتنا کہا اور قدم آگے بڑھا دیئے ۔۔

تیرا یہ غرور مٹی میں نہ ملایا تو نام شاہ زین نہیں --

شاہ زین کی آنکھوں نے دور تک میرال کا پیچھا کیا ---
پلان بی سٹارٹ ہو چکا تھا --
ہائے میرال ؟
شاہ زین لائیبریری میں کتابوں میں سر کھپاتی میرال کے سر پہ جا پہنچا ---
آج سے پہلے کسی نے شاہ زین احمد کو لائیبریری میں کبھی نہیں دیکھا تھا ---
شاہ زین نے ایک کتاب اٹھائی اور میرال کے برابر بیٹھا گیا --
کتاب کا ورق دیکھایا ---
وہ ایکچوئلی سٹڈیز کا حرج بہت ہو چکا ہے اس لیے اب سٹڈی پہ ہی توجہ دوں گا ---
میرال آصف نے ایک نظر شاہ زین کی ایکٹیویز پہ ڈالی اور اپنے نوٹس بنانے لگی ---
وہ کافی دیر اپنی سٹڈی میں مگن رہی ---
فاطمین آج یونی ورسٹی نہیں آئی تھی اس لیے بھی وہ زرا کام میں بزی ہو گئ تھی ---

اگلے دن ---

مس میرال مجھے آپ کی ہیلپ مل سکتی ہے مجھے کچھ نوٹس بنانے ہیں کیا آپ میرے ساتھ لائیبریری تک جا کر میرے ساتھ نوٹس بنا سکتی ہیں ---
آج ان کے کلاس پریڈز مس ہو گئے تھے کچھ تو شاہ زین
میرال کے پاس اس کی ہیلپ لینے چلا آیا ---

اوکے میں بھی وہی جا رہی ہوں ---
میرال نے اس کو انکار نہ کیا اور اس کے ساتھ اسائنمنٹ بنانے میں لگی رہی --
وہ نوٹ کر رہی تھی کہ جب سے شاہ زین نے اس سے معافی مانگی ہے وہ کافی بدلا بدلا سا ہے ---
اس لیے میرال اب اس سے ڈرتی نہیں تھی ---

اب تو روز ہی یہ معمول چل نکلا تھا میرال آصف جیسے ہی یونی ورسٹی انٹر ہوتی ---
شاہ زین اس کے ارد گرد منڈلاتا رہتا ---
اس کی ہر بات میں ہیلپ لینے لگا۔

فاطمین ایک بات کہوں ؟
میرال کافی دنوں سے کچھ سوچ رہی تھی --

ہوں ں ں ں۔؟
فاطمین نے برگر کو بائٹ کاٹتے ہوئے آنکھیں اوپر اٹھا کر میرال کی طرف دیکھا جو اسے کھوئی سی لگی تھی --
وہ دونوں کینٹین میں بیٹھی برگر اور پیپسی نوش کر رہی تھیں --
میرال نے بہت دنوں سے اپنے ہونٹوں پہ مچلتا سوال فاطمین سے کر دیا --

فاطمین نے لمبا سا اوں کیا --
شاہ زین اور اس کا گروپ کچھ مشکوک لگتے ہیں مجھے --

افففففف تمہاری مردوں سے نفرت کی وجہ سے ہر شخص پہ مشکوک لگتا ہے --
اب کیا کر دیا شاہ زین نے مجھے تو لگتا ہے وہ شخص تمھاری آنکھوں کا دیوانہ ہو گیا ہے

دیکھا نہیں ہے کیسے تمھارے آگے پیچھے گھومتا رہتا ہے -
فاطمہ بکواس بند کرو ---
میں سریس ہوں ---اور تم بھی سریس ہو جاؤ ---
میرال کو اچھا خاصا اس لڑکوں کی اندھی دیوانی پہ غصہ آیا تھا --
اسے ہر لڑکا ہی بے چارہ اور معصوم لگتا اور میرال کو ہر لڑکا ہی بیڈ کریکٹر لگتا ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اماں صغراں یہ سب گھر والے کہاں ہیں میری ماما کہاں ہیں --
شازل جیسے ہی گھر میں انٹر ہوا اسما گل اسے کہیں بھی دیکھائی نہ دی تو اس نے اپنی ماسی کام والی سے پوچھ لیا --
شیزی بیٹا وہ اپنی دوست کے ساتھ شاپنگ مال گئ ہیں --

اور چچی ؟

شازل نے ان کا بھی پوچھ لیا کیوں کہ وہ اس وقت کچن میں ہوتی تھی ---
شیزی وہ سامنے والے گھر قرآن خوانی ہے وہاں گئ ہیں --

آپ چلو میں آپ کو کپڑے نکال دوں اماں صغراں نے اس سے کہا ---
میں نکال لوں گا کپڑے آپ میرال کو میرے روم میں بھیج دیں مجھے اس سے کچھ کام ہے --

شازل زمان کے شیطانی دماغ نے فوری ہی اس موقع کا فائدہ اٹھایا۔۔

وہ تو ابھی اسکول سے واپس نہیں آئی بیٹا ۔۔۔

کیا وہ ابھی تک سکول سے واپس ہی نہیں آئی ۔۔۔
شازل نے ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا ۔۔۔
وہ آئے گی بھی نہیں اس کا آج پکا پکا بندوبست کر آیا ہوں ۔۔
شازل نے دل میں سوچا اور اپنے روم میں جانے لگا ۔۔۔

! السلام وعلیکم
اس کی پیٹھ پہ میرال آصف کی آواز گونجی تھی ۔۔
میرال نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا تھا ۔۔۔

ہمیشہ کی طرح ---
شازل نے غصہ اور نفرت کی ملی جلی کیفیت میں گھس کر میرال کو دیکھا ---

مگر اپنے ہی کلاس فیلو بہزاد کے ساتھ دیکھ کر اس کی نفرت اور بدلے کی آگ مزید بڑھ گئ
--
اپنے گال پہ پڑا ہوا وہ تھپڑ ایک بار پھر گونج اٹھا ---
وہ بھاگتا ہوا اپنے ت میں گیا تھا ---
میرال کو اس کا غصہ سمجھ نہیں آیا تھا --

اماں ماما کہاں ہیں ؟ میرال نے شازل کے اوپر جاتے ہی صغراں اماں سے پوچھا --

وہ سامنے گئ ہیں ---بیگم صاحبہ---جی

تم اس لڑکے کے ساتھ کیوں آئی ہو بیٹا تم تو شازل صاحب کے ساتھ گاڑی میں آتی ہو ---

اماں صغراں نے بھی تشویش سے پوچھا --

اماں یہ بہزاد جبران ہے ---
شیزی بھائی کلاس فیلو --آج شیزی بھا----ئ---

اماں وہ شیزی کو جلدی نکلنا تھا اس لیے وہ مجھے کہہ کر آ گئے تھے کہ می۔ انھیں گھر چھوڑ دوں ---

بہزاد جبران ایک سلجھی ماں کی تربیت کا چشم وچراغ تھا --
!قائدِ اعظم کے قول کے مطابق

تم مجھے پڑھی لکھی ماں دو میں تمھیں پڑھا لکھا پاکستان دوں گا --

کے مطابق ---تھا --
اس نے فوراً ہی بات سنبھال لی تھی --
میں اب چلتا ہوں میرال آصف --

بہزاد جبران کہتے ساتھ ہی چلا گیا تھا ۔ ---
میرال نے نہ تو اسے روکا تھا اور نہ ہی اسے تھینکس بولا تھا ۔
وہ بس حیران تھی کہ ---بہزاد نے جھوٹ کیوں بولا --کہ

شازل زمان اسے اس کی کلاس میں بند کر آیا تھا --
بہزاد اس کے پلان سے واقف ہونے کی صورت میں سکو میں ہی چھپ گیا تھا --اور پھر
میرال کو نکال کر یہاں گھر لے آیا تھا ---

--

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یہ شادی کسی صورت بھی نہیں ہو سکتی ماموں جان --

شازل نے ماموں کی بات سن کر اچھل پڑا تھا --
یہ بے جوڑ شادی یہ بے جوڑ گھٹ جوڑ مجھے نہیں جوڑنا --

شازل یہ کیا بکواس کر رہے ہو --

اسما گل بھی شازل کے سامنے آن کھڑی ہوئی --

ایک منٹ اسما اسے بولنے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ یہ کس سے مخاطب ہے ---

سلطان بیگ نے اسما کو بیچ سے ہٹ جانے کو کہا ---
تم صرف رشتہ فار نہیں ہو شازل اس بزنس کا ٪70 پارٹنر ہوں

اور تم اچھے سے جانتے ہو اگر تم نے میری بیٹی سے شادی نہ کی تو میں تمھاری بہن کو بھی اپنی بہو کبھی نہیں بناؤں گا ---

♡♡

آپ مجھے دھمکی مت دیں ماموں جان
یہ سب جو آپ آج تک میری ماں کے ساتھ کرتے آئے ہیں وہ میرے ساتھ نہیں کر سکتے ---
مجھے آپ کی بیٹی سے شادی نہیں کرنی تو نہیں کرنی اور رہی بات میرے بزنس کی تو وہ جیسے آپ نے اس میں چاچا جان کا حق مار کر جیسے اپنا نام درج کروایا ویسے ہی آپ کی آپ کی پارٹنر شپ ختم کر دوں گا ---

بسسسسسسسسسس حق والوں کو ان کا حق دے دوں

انففففففف۔

شازل زمان --

یہ مت بھولو کہ تم اپنی ماں کے بھائی سے بات کر رہے ہو --

اسما گل نے بیٹے کو ڈانٹا --

دیکھ لیا تم نے اسما یہ ہے تمھارا بیٹا یہ ہے میری محنت کا صلہ --

دس سال کا تھا یہ جب میں نے اس ڈوبتے ہوئے بزنس کو سنبھالا ----

شازل زمان دوسری سائیڈ پہ چہرہ

موڑ کر بیٹھ گیا ---

اسے آج اپنی ماں کی حمایت بہت بری لگی تھی --

یہ عیش کرتا رہا باہر جا کر بھی اور میں اپنے بیوی بچوں کو ٹائم نہیں دے پاتا تھا ---

سلطان احمد کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا اٹھا کر اسما کو جتا رہے تھے --

وہ احسان نہیں تھا ماموں وہ دولت کی لالچ تھی جس یتیم بچی کا آپ سب نے ما۔۔۔۔
بات ادھورہ رہ گئ تھی ۔۔اسما گل نے بیٹے کو دھکا دے کر باہر دھکیلا تھا ۔۔
وہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ نے ایک یتیم بچی کا مال کا ناحق فائیدہ اٹھایا اور اس کے مال پہ عیش کیے ۔۔
اسے پائی پائی کا محتاج کیا ۔۔۔
ابھی اور اسی وقت میری نظروں سے دور ہو جاؤ ۔۔
یہ ہے میری تربیت میں نے تمھارے لیے اپنی جوانی تیاگ دی ۔
ایک لنگڑے شخص کے ساتھ زندگی گزاری اور تم مجھے ہی آنکھیں دکھا رہے ہو ۔۔
شازل زمان تھوڑی دیر رکا تھا ماں کی طرف دیکھتا رہا مگر پھر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکل گیا ۔۔۔
سامنے میرال آصف دروازہ کھولے اپنے بیڈ پہ ویڈیو دیکھنے میں مگن تھی ۔۔۔
اس کی نظر شازل زمان پہ پڑی مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی ۔۔

شازل بھی اس وقت کسی کی بات سننے کے موڈ میں نہیں تھا وہ اپنے کمرے میں دروازہ دھڑ سے بند کرتا چلا گیا --

میرال آصف کو کچھ خیال آیا تو وہ اٹھ کر اس کے روم میں چلی آئی --
میرال نے تین سے چار بار دستک دی مگر جواب نہیں ملا تو دروازے کو پش کیا پش کرنے سے دروازہ کھل گیا تھا --
شازل اپنے جھولنے والی چیئر پہ بیٹھا زور زور سے جھول رہا تھا اس کی گردن اوپر تنی تھی --
اور اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا --
میرال کے دل کو پہلی بار کچھ ہوا تھا --
اس کو بے چینی سی ہوئی تھی--
وہ تھوڑا آگے بڑھی تھی ---
شیزی ؟

میرال نے آہستہ سے اسے پکارا ---

سب ٹھیک ہے ناں ---

شازل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا ---

میرال نے آگے بڑھ کر اس کے سامنے سنگل صوفہ کھینچ کر بیٹھی ---

سب ٹھیک ہے ناں ---

ہاں سب ٹھیک ہے شازل اس سے بس اتنی بات کہہ سکا --

اس کی طرف اس نے پھر بھی نہیں دیکھا--

میرال نے بھی وہاں سے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا --

وہ جانتی تھی کہ شازل کیوں پریشان ہے وہ تو اس کا تماشا دیکھنے آئی تھی --

وہ اسے مبارکباد دینے آئی تھی اس کے زخموں پہ نمک مرچ لگانے آئی تھی

-

مگر یہ کیا وہ تو اس کی حالت دیکھ کر ہی سن سی ہوگئ تھی -

اس کی زبان تالو سے چپک گئ تھی ---
گلے میں کانٹے اگ آئے تھے ---
وہ بوجھل دل کے ساتھ باہر نکلنے لگی --

میرو؟

شازل زمان نے بے چین سا ہو کر میرال کو اتنے ہی پیار سے پکارا جتنا وہ ہمیشہ سے پکارتا تھا --

سوائے بچن کے ان دس سالوں کو نکال کر ---

میرال نے پیچھے مڑے بغیر قدم روکے تھے --
شازل زمان نے جھولتی چیئر کو چھوڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا ---
میں گنہگار ہوں تمھارا مجھے معاف کر دو ---
شازل زمان نے میرال کے سامنے آکر اپنے ہاتھ جوڑ دیئے ۔

میرال کو شازل سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ یوں اس سے معافی مانگے گا ۔۔۔
میرال کی آنکھیں ڈبڈبائی تو وہ شازل زمان کے بندھے

ہاتھوں کو اگنور کرتی باہر نکل گئ ۔۔۔

شازل زمان بھی ایک بار پھر وہی بیٹھ گیا ۔۔۔

میرال کو نیچے سے اونچی اونچی آوازیں سنائی دیں ۔۔

شازل کو بھی کسی انہونی کا احساس ہوا ۔۔۔
وہ پھر سے اٹھ کر چلا آیا ۔۔۔

نکل بدذات میرے گھر سے میرا پہلا پیار مجھ سے تو نے چھینا میری خوشیاں تم نے برباد کر دیں اور اب تمھاری بیٹی میرا سہاگ کھا گئ ---

تم دونوں ماں بیٹی ڈائینیں ہو ڈائنیں ہو ۔

اب میرے بیٹے اور بیٹی کی خوشیوں کے پیچھے لگی ہو --

اسما گل مغلیات بکتی نورین طلعت کو گھسیٹ رہی تھی --

سلطان بیگ تماشائی بنا مسکرا رہا تھا ---

ان بہن بھائیوں نے شازل زمان کے پیچھے سوچی سمجھی سازش کے مطابق کام کر رہے تھے ---

شرم آنی چاہیے آپ سب کو اور آپ ماما شازل زمان پھرتی سے میرال سے پہلے نیچے پہنچا تھا --

پہلے اپنے ماموں پہ دھاڑا اور پھر اپنی ماں کے ہاتھ پکڑ لیے ۔آج بھی آپ ویسی کی ویسی ہیں ۔۔۔

شازل زمان نے اپنی ماں کو دھیمی مگر سخت آواز سے کہا ۔۔

تم آج اپنے باپ کی جگہ نہیں لو گے شازل ورنہ تم اپنی ماں کا مرا ہوا منہ دیکھو گے ۔۔۔

ماما بس کر دیں کیوں خود کو جہنم کا ایندھن بنا رہی ہیں ۔

ایک بیوہ عورت کو تمام عمر آپ نے زلیل کیا دل نہیں بھرا آپ کا ۔۔

اور آپ شازل نے ماں کے ہاتھ چھوڑ کر نورین طلعت کو میرال اور شازل نے مل کر اٹھایا تھا گھسیٹنے کی وجہ سے انھیں اچھی خاصی چوٹیں آئی تھیں سر میں الگ سے ٹھیسیں اٹھ رہی تھیں ۔۔۔

میرال آصف کی آنکھوں سے چھم چھم بارش برس رہی تھی ۔

وہ آج بھی وہی پانچ سال کی بچی تھی جو اس دن بھی ماں کے لیے کچھ نہ کر سکی اور آج بھی بے بس کھڑی تھی ۔۔

شازل واپس مڑا اور اپنے ماموں کے سامنے آن کھڑا ہوا --

آپ نکل جائیں میرے گھر سے آپ کی وجہ سے آج تک میری ماں میرے بابا ایک نارمل لائف نہیں گزار سکے --

زمان کو لگام دو شازل زمان ---

شازل کی بات نے پھر سے سلطان بیگ سلگایا ---

کتنی بے شرم اور ڈھیٹ عورت ہو تم اسما گل ایک بار پھر نورین طلعت کی طرف بڑھی مگر میرال ماں کے سامنے آگئ --

بسسسس تائی اب اور نہیں ----

تم روکو گی مجھے چھٹانک بھر کی چھپکلی تمھارے کچھ زیادہ ہی پر نکل آئے ہیں --

اسما گل نے میرال کی گردن دبوچ لی تھی ---

ماما آپ ہوش میں ہیں ---

شازل اپنے ماموں کے پاس سے ہٹ کر وہاں بھاگا --
صورت حال گھمبیر ہو گئ تھی ---
شازل زمان نے اپنی ماں کا اور ماموں کا یہ روپ پہلی دفعہ دیکھا تھا ---
شازل زمان ہاں یا ناں ---
میں یا یہ عورتیں تمھاری زندگی میں رہیں گی ---
اسما گل نے آخری پتہ کھیلا ----
سلطان بیگ نے پسٹل بہن کے حوالے کی تھی ---
اسما گل نے کنپٹی پہ پسٹل رکھ دی ---
شازل کے لیے سب راستے بند ہو گئے ---
وہ اپنی ماں اپنی جنت کے سامنے جھک گیا --

میرال اور چچی سے کہو یہاں سے چلی جائیں اس گھر سے چلی جائیں ---
تم لوگ کھڑے کھڑے میر منہ کیا دیکھ رہی ہو جاؤ نکلو یہاں سے ---

یہ حکم تھا مجبوری تھی یا پھر کوئی سازش یا وقت اک تقاضا ۔
شازل زمان نے چلا کر میرال اور چچی سے کہا ۔۔۔
شازل زمان یہ میرے باپ دادا کا گھر ہے یہاں سے مجھے کوئی نہیں نکال سکتا ۔۔۔
اب اس کا فیصلہ کور ۔۔۔۔۔۔ٹ

بات ادھورہ رہ گئ تھی۔۔۔
میرال تمھارا کھیل خ ہوا ۔۔۔
اسما گل نے نال میرال کے ماتھے کے سینٹر میں رکھ دی تھی ۔۔
نورین طلعت کی سانس صحیح میں اب بند ہوئی تھی ۔۔
اسما تمھیں اللہ کا واسطہ ہے میری بیٹی کو کچھ مت کرنا ۔۔

نورین طلعت نے اسما اسما گل کے آگے ہاتھ جوڑ دیے ۔۔

شازل زمان ماں کے پیروں سے اٹھ کر ماں کے سامنے کھڑا ہوا ۔
تم اگر بیچ میں آئے تو میں تمھیں سوچنے کا بھی اب موقع نہیں دوں گی شازل زمان ۔۔۔
اسما گل نے نال میرال کے ماتھے کے ساتھ پش کیا ۔۔
آپ مار دیں مجھے میں آپ کی ان گیڈر بھبھکیوں سے نہیں ڈرنے والی ۔۔
میرال نے دونوں ہاتھوں سے نال پکڑ کر گولی چلانے کا کہا ۔۔
چپ کرو تم میرال اپنا نہیں تو بوڑھی ماں کا خیال کر لو ۔۔
اس کی بات سن کر نورین طلعت نے بیٹی کو ڈانٹ دیا ۔۔

مت کریں آپ ان جلاد صفت انسانوں کی منتیں ۔۔۔
میرال چلائی ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

شازل میں تم سے لاسٹ بار پوچھ رہی ہوں تم میری بات کی لاج رکھو گے یا نہیں ۔۔۔

تم میری ہر بات مانو گے --
تمھیں ابیجا سے شادی کرنا ہو گی --

اسما گل میرال کے ماتھے پہ نال تانے اور بھی رعب سے بولی

-
ون -ٹو ------اسما گل نے گنتی شروع کی --

وہ ابھی دو گن کر شازل کی طرف دیکھنے لگی کہ وہ کب
ہاں کرتا ہے شازل دو قدم آگے بڑھا--

شازل تمھارا تیسرا قدم آگے بڑھا تو میرے ہاتھ سے تمھاری وجہ سے خون ہو جائیگا --

ماما آپ یوں نہیں کر سکتی ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں --

شازل ماں کے سامنے منمنایا ----

ٹھاہ ~~~~~~~~~~ ----
کی آواز آئی تو سب نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا --

سب سے پہلے یہ منظر دیکھنے کے لیے ابیحا نے آنکھیں
کھولیں --
نورین طلعت کے منہ سے دلدوز چیخ نکلی --
وہ زمین بوس ہوئی تھی--
ہر ایک اپنی جگہ سن رہ گیا تھا ۔
شازل زمان ہی وہ واحد تھا جس کی آنکھیں کان سب کھلا تھا--
میرال آصف نے نال کو پکڑ کر اوپر کر دیا --

اور ساتھ ہی بہت زور سے نیچے جھک کر کسی ماہر کراٹے باز کی طرح اپنی تائی کی طرف لات گھمائی تھی جو سیدھی اسما گل کے پیٹ میں لگی تھی --

شازل زمان اس کی بہادری اور پھرتی سے تو حیرت زدہ رہ گیا تھا --

مگر دوہری ہوتی اسما گل کی طرف بنا سوچے بھاگا تھا --

میرال آصف کے ہاتھ میں پسٹل آ چکی تھی --

وہ تماشا جو اسما گل نے لگایا تھا ---

میرال کے ہاتھ آگیا تھا ---

بازی پلٹ گئ تھی ---

شازل زمان نیچے جھکا ماں کو اٹھا رہا تھا جب اس کے سر پہ کسی ہارڈ چیز کو محسوس کیا تھا

میرال آصف نے پسٹل شازل زمان کے دماغ پہ رکھ دیا تھا --

اور آپ تینوں میرے ایک گننے سے پہلے ہی یہاں سے رفو چکر ہو جائیں ۔۔۔ورنہ شازل زمان کے بعد آپ کی بری ہو گی ۔۔

میرال کی آنکھوں میں شعلے نکل رہے تھے۔۔۔

شازل زمان جانتا تھا وہ جو کہتی ہے کر گزرتی ہے ۔۔

وہ شازل سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ اسے مار بھی سکتی ہے ۔۔

سب ساکن تھے ۔۔۔

سلطان بیگ اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف اشارہ کرتا گیٹ سے باہر نکلتا چلا گیا ۔۔۔

ارے کوئی روکو اس لڑکی کو یہ پاگل ہو گئ ہے ۔۔۔

میرا ایک ہی بیٹا ہے بھائی صاحب پلیز مت جائیں ۔۔۔

اسما گل بھائی کے پیچھے بھاگی اور پھر شازل زمان کے پاس آنے لگی ۔۔۔

وہی رک جائیں تائی ۔۔۔

بہت سے حساب باقی ہیں دونوں ماں بیٹے کی طرف میرے

کھڑے ہو جاؤ شازل زمان ۔۔۔

میرال نے نال کو آگے پش کیا اور شازل کھڑا ہو گیا۔ ۔

آپ دونوں نے مجھے اتنا تڑپایا ہے اتنا تڑپایا ہے کہ تم لوگوں کو گولی مار کر اتنی آسانی سے موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتی ۔۔

شازل زمان اسے اتنی دلچسپی اور محویت سے دیکھ رہا تھا

کہ اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا بچنے کا اس کے چہرے پہ ہلکی مسکراہٹ تھی ۔۔

جو میں نہیں کر پایا میرال وہ تم نے کر دیکھایا ۔۔ ویلڈن ۔

وہ دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے مسکرایا۔ ۔

اگر اسما گل اسے دیکھ لیتی تو وہ خود ہی بیٹے کو پاگل سمجھ بیٹھتی ۔۔۔

میرال میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے معاف کر دو

اور شازل کو بھی۔۔

دیکھو انسانوں سے ہی غلطیاں ہوتی ہیں ۔۔

اسما گل کو میرال کی انکھوں سے خوف آیا تھا ۔۔۔

وہ بے بسی سے گڑگڑائی تھیں ۔۔

چہ چہ چہ چہ چہ-- میرال نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا --
اس کی پوری توجہ پسٹل پہ تھی اور شازل کی پوری توجہ میرال پہ تھی ---
اسے وہ وقت یاد ایا تھا جب اس نے میرال کو سٹور روم میں پڑے صندوق میں بند کر دیا تھا --
وہ اندھیرے سے ڈرتی تھی --
مگر شازل کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی وہ اسے شیزی

بھائی مجھے بند مت کرو مجھے بند مت کرو کر رہی تھی --
مگر شازل کو اس وقت بس اسے سزا دینی تھی کہ وہ کیوں
اس کے کلاس فیلو کے ساتھ آئی تھی وہ وہاں اسکول میں اس کے سامنے کیوں نہیں گڑگڑائی تھی ---
بس بڑی امی اب سے آپ اکیلی رہیں گی اور تاحیات میرال کو یاد رکھیں گی ---
میں اب آپ سے اور کوئی بات نہیں کرنا چاہتی ---

میرال آصف نے دوسرے ہاتھ سے ٹائیگر کھینچا تھا ۔۔۔
نورین طلعت جو کب سے خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی جن کو یقین تھا کہ ان کی بیٹی کسی کا خون نہیں کر سکتی ۔
وہ بھی سکتے سے باہر آئی ۔۔

شازل زمان کے آگے آن کھڑی ہوئی تھی گولی شازل زمان کی بجائے نورین طلعت کے دل کے آس پاس لگی تھی ۔۔
چھوٹی امی ۔۔۔
شازل زمان کی ہی بانہوں میں گری نورین طلعت چند لمحوں بعد ہی بے ہوش ہو چکی تھی ۔۔
اسما گل گرتے گرتے بچی تھی۔۔
میرال آصف کے ہاتھ نیچے گرے تھے ۔۔۔
وہ تیزی سے بھاگ کر ماں کے اوپر آگری تھی ۔۔۔

شازل زمان ایک لمحے ساکت رہ گیا تھا ۔۔۔

سائیڈ پہ ہو جاؤ شازل نے چیخ کر سب کو سائڈ پہ کیا تھا نورین طلعت کو بازوؤں میں اٹھایا اور گاڑی کے اندر لٹا دیا ۔۔

میرال دوسری سائیڈ پہ بیٹھنے لگی مگر گیٹ سے باوردی پولیس اندر داخل ہوئی ۔۔۔

کون ہے وہ لڑکی اور یہاں کیا ہو رہا ہے ۔۔۔

ایس ایچ او نے اندر کی صورت حال کا جائزہ لیا ۔۔

سلطان بیگ بھی ان کے پیچھے ہی ظاہر ہوئے تھے۔

شازل صورت حال بھانپ گیا تھا ۔۔۔

اسما گل کو بھی ایک بار پھر موقع مل گیا تھا ۔۔

شازل زمان یہ سب کیا ہے یار ۔۔۔؟

ایس ایچ او غفران نے شازل زمان سے مصافحہ کیا اور گاڑی میں بیٹھتی میرال کو خون میں لت پت دیکھ کر پوچھا ۔۔

غفران بھائی اس وقت یہ موقع نہیں ہے بات چیت کا میرے سے گولی چلی ہے نال کو صاف کرتے ہوئے ۔۔

شازل نے یہ کہہ کر گاڑی سے چند قدم دور پڑے پسٹل کو اٹھا کر دونوں ہاتھوں میں یوں لیا کہ اس کے سارے فنگرز وہاں جم گئے اور اس نے غفران کے حوالے کر دیا پسٹل۔

ٹھیک ہے شازل تم ان کو جلدی سے ہاسپٹل لے جاؤ ہم بعد میں بات کر لیں گے بیٹ آف لک ۔۔

مگر میرال پیچھے سے نکل کر فرنٹ سیٹ پہ آ بیٹھی ۔۔

اس کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے اس کی آنکھوں میں باپ کی

موت کا منظر گھوم رہا تھا ۔۔

میرال ننھے سے ہاتھوں سے باپ کو اٹھا رہی تھی --

اور آج تک وہ جدائی کا خوف اس کی آنکھوں میں دوبارہ آن سمایا تھا --

میں کچھ نہیں ہونے دوں گی اپنی ماما کو ---ہٹ جاؤ اب میرے راستے سے ---

شازل زمان نے میرال کی چادر سے ان کا خون روک رکھا تھا --

میرال تم اس حالت میں گاڑی نہیں چلا سکو گی پیچھے آؤ جلدی سے ---

شازل نے فرنٹ ڈور کھول کر میرال کو باہر کھینچا

وہ پیچھے اکر بیٹھ گئ تھی --

اسما گل ایس ایچ او غفران کو چیخ چیخ کر بتا رہی تھی یہ لڑکی قاتل ہے یہ اپنی ماں کی قاتل ہے اسے جانے مت دو

میرا بیٹا بے قصور ہے --

میرا بیٹا جھوٹ بول رہا ہے ---

اسما گل اور سلطان بیگ بھی چیخ پڑے تھے ---

ان کے پاس سے گزرتی گاڑی سے سر باہر نکال کر شازل نے کہا --

گھر کی عورتوں کو تھانے بھیجتے ہوئے کچھ تو شرم کی ہوتی --
مگر گاڑی نہیں روکی تھی زن سے آگے بڑھ گیا --

پولیس کی نفری بھی ان کے پیچھے ہی جا چکی تھی ۔

غفران سیال کلاس فیلو اور دوست تھا شازل زمان کا --

اور جانتا تھا سارے معاملات کو اس لیے وہ چپ چاپ چلا گیا تھا ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

میں آ رہی ہوں ماما بس آپ پریشان نہ ہوں مجھے امید ہے کہ بھائی میری بات نہیں ٹالیں گے ---
اسما گل نے تھک ہار کر اپنی بیٹی عنبر زمان کو کال کی

تھی --
عنبر زمان بھائی کی شادی میں آنے کی تیاریاں کر رہی تھی

مگر گھر کی صورت حال کا سن کر اس کے بھی ہوش خطا

ہو گئے تھے ---
اس نے فوراً اپنی سیٹ بک کروائی تھی ---

اور پہلی فلائٹ سے ہی پاکستان آ رہی تھی --
اسما گل نڈھال سی صوفے پہ گر گئ تھی --
اگر یہ گولی میرے بیٹے کے سینے میں لگ جاتی تو میں تو جیتے جی مر جاتی
سلطان بیگ بہن کے سامنے ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے --

تم دعا کرو کہ نورین طلعت زندہ واپس نہ آئے --
وہ مر گئ تو میرال آصف کو سزا اور پھانسی میں دلاؤں گا --
اور اگر شازل اس کے بیچ میں آیا تو پھر بھی وہ ضمیر کی عدالت کے ہاتھوں روز مرے گی اور روز جیئے گی ---
اور میں اس کو اپنی جھاڑو پوچا کی ماسی رکھوں گا ۔
تم دیکھ لینا اسما اا نے آج میرے پہ سلطان بیگ کی بہن پہ اور پھر میرے پہ گن تانی ہے --
وہ کل کی چھوکری مجھے ڈرائے گی --

میرے سامنے آئے گی وہ تو اسما گل کل کو تمھیں بھی گھر سے باہر کھڑا کر دے گی ---
سلطان بیگ بہن کو اور بھی بھڑکانے لگے ---
میں اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہونے دوں گی --

اسما گل نے بھی ایک عزم کیا ۔۔

میں اب چلتا ہوں کل چکر لگاؤں گا جو بھی صورت حال ہو اگاہ کرتی رہینا ۔ سلطان بیگ نے اسما گل کے سر پہ ہاتھ رکھا اور اپنی پاکٹ سے سگار نکالتے باہر نکل گئے ۔۔

وہ مجھے ٹھکرائے گا ماما میں سوچ بھی نہیں سکتی ۔۔
ابیحا سلطان پاگلوں کی طرح گھر آکر اپنے کمرے کی ایک ایک چیز کو رہا نہیں کرنے میں لگی تھی ۔
عابدہ بیگ اس کی کمرے سے شور شرابا کی آواز سن کر
اوپر بھاگی تھی ۔۔۔
وہ ہر معاملے میں میرے سامنے آتی ہے ۔۔۔
وہ میری چیزوں کا مقابلہ تک نہیں کر سکتی جیسے ڈھنگ سے منہ دھونا نہیں آتا وہ میرے شازل کو اپنا بنائے گی ۔

اس کی تو کوئی اوقات ہی نہیں ہے ماما اسے شازل زمان نے یہ مان دیا ہے میں نے ہر بار شازل کی آنکھوں میں اس کی محبت دیکھی ہے ---

وہ شازل زمان جو کل تک اس کی شکل دیکھنا نہیں چاہتا تھا ---

آج جیسے بدل گیا وہ -- ۔ ابیحا سلطان ماں سے لپٹ کر پوچھنے لگی وہ بلکل ایک بچی لگ رہی تھی --

جیسے وہ بازار میں کھڑی ایک چھوٹے سے کھلونے کی ضد کر رہی ہو ---

ناں اسے خرید کر دے دے گی ابھی جیسے ۔

کیسے بدل گیا ماما --بس کر دو میرا بچہ اللہ نے اس کے دل کو پھیر دیا ہے ---

عابدہ بیگ اسے اتنا ہی کہہ سکی ۔

تم چلو نیچے میرے ساتھ رہو بس کر دو یہ پاگل پن کوئی کہے گا کہ تم آکسفورڈ یونیورسٹی کی ہولڈر ہو --

چھوڑ دو اس پاگل پن کو میں تمھارے پاپا کو آج تک نہ سمجھا سکی --

مگر تم میری اولاد ہو تم تو سمجھ جاؤ شازل تمھاری محبت نہیں ہے ضد ہے اور وہ خناس ہے جو بچپن سے ہی تمھارے پاپا تمھارے دماغ میں بھرتے آئے ہیں ---

عابدہ بیگ نے بیٹی کو بیڈ پہ بٹھایا اور اسے پیار سے سمجھانے لگیں ---

ماما آپ میری ماں ہیں یا دشمن ابیحا سلطان کو ماں کی بات بری لگی۔

ماں کبھی اپنے بچوں کی دشمن نہیں ہوتی ابیہی جان ۔

ماں نے پچکارتے ہوئے کہا --

رہنے دیں ماں آپ کو کیا پتہ کہ یہ دل لگی کیا ہوتی ہے --

ابیحا ماں سے دور ہوئی اور اٹھ گئ ۔

بیڈ سے --

ابیحا میری جان میری بچی -- ۔سلطان بیگ نے بھی کمرے میں قدم رکھے تھے --

اور کمرے کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گئے تھے کہ ابیحا سلطان کے اندر کیسی جنگ چل رہی ہے --

عابدہ بیگم تم ایک جاہل عورت ہو ہمیشہ کی طرح آج بھی وہی دقیانوسی خیالات وہی پرانی باتیں --

یہ جو تم نے بیس ہزار کا جوڑا پہنا ہے ناں یہ میری ہی محنت کا صلہ ہے ---

سلطان بیگ عابدہ بیگ کی باتیں سن چکے تھے --

اور وہ ابیحا کا سارا غصہ عابدہ بیگ پہ نکالنے لگے ---

سلطان بیگ میں نے کچھ غلط نہیں کہا اور یہ جس کو آپ محنت کہہ رہے ہیں یہ ایک حرام راستے سے کمائی ہوئی دولت ہے۔

عابدہ بیگ بھی بیڈ سے کھڑی ہو گئیں--

جس یتیم بچی کو آپ ابھی موت کی کشمکش میں چھوڑ آئے ہیں اسی کی یہ دولت ہے اسی کا حق ہے --

چٹاخ -- -کی آواز آئی عابدہ بیگ کا منہ دوسری طرف گھوم گیا --

پاپا یہ کیا کر رہے ہیں آپ ایک جوان بچی اپنی ماں کی انسلٹ نہ دیکھ سکی آگے بڑھ کر ماں کے سامنے آگئ۔ ۔

مجھے مار کر میرا تو منہ بند کروا لو گے سلطان بیگ مگر اللہ کی لاٹھی بہت بے آواز ہے ۔۔۔ تب کوئی نہیں بچا سکے گا آپ کو نہ آپ نہ یہ دولت اور نہ ہی آپ کی اولاد یاد رکھئے گا ۔۔

عابدہ بیگ ابیحا سلطان کے پیچھے سے ہٹ کر سامنے آئی اور ان کو وارننگ دے کر منہ پہ ہاتھ رکھتی اپنی سسکیاں دباتی نیچے اتر گئیں ۔۔۔

سلطان بیگ نے۔۔

اونہہ کہہ کر بیٹی کی طرف دیکھا زندگی کے تیس سال اس جاہل عورت کے ساتھ میں نے تمھاری اور رویان کی وجہ سے کاٹے ہیں ۔۔

تم تو میرا ایک بیٹا ہی ثابت ہوئی ہو مگر روہان زہنی معذور نہ ہوتا تو شاید میں کچھ اور سوچ لیتا ۔۔

پاپا آپ نے ماما کو مارنا نہیں تھا ۔۔

ابیحا کو ابھی بھی ماں کی انسلٹ فیل ہو رہی تھی۔ ۔۔

وہ سلطان بیگ کے سینے سے لگ کر رو دی --

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡۔

سرپرائز --

تم یہاں عنبر ---

شاہ جہان نے اپنی بانہیں وا کرتے ہوئے عنبر کو ساتھ لگایا اور ساتھ ہی اسے حیرت سے پوچھا۔

تمھیں خبر ہو تو ہی ناں میری --شاہ ورنہ تمھیں پتہ تھا کہ میں اگلے مہینے ویسے ہی آنے والی تھی ---

تبھی تو حیران ہوں کہ ایک مہینہ پہلے کیسے آگئ تم --

شاہ عنبر کو اپنے ساتھ لگاتا ملازمین کی پرواہ کیے بنا ہی اندر لے گیا ۔۔۔

وہ اس وقت ود آؤٹ شرٹ میں پودوں کو پانی دینے میں بزی تھا ۔۔۔

آؤ بیٹھو ۔۔۔۔ عنبر ۔۔

شاہ جہان نے اسے صوفے بٹھایا ۔

میں شرٹ پہن کر آتا ہوں ۔۔۔

وہ کہہ کر اندر چلا گیا ۔۔

عنبر اس کے عالیشان گھر کو دیکھنے لگی ۔۔۔

غفور چاچا یہجوس میں ڈال کر لے آؤ ۔۔۔۔

وہ غفور چاچا کو کچن میں کچھ پکڑاتا ڈرائینگ روم میں چلا آیا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡..

چوبیس گھنٹے ہو گئے ہیں میرال آصف یوں کی توں گھاس پہ سجدے کی حالت میں بیٹھی سن اپنی ماں کی صحت کی دعا مانگ رہی ہے --
شازل زمان کہیں بار باہر آآکر اسے دیکھ دیکھ کر واپس آئی ۔ سی یو ۔ کے باہر کھڑا ہو جاتا ---
نورین طلعت اندر موت و زندگی کی کشمکش میں مشینوں کے زیر اثر ہیں ---
شازل زمان میرال کے سامنے جا کر اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا جب کہ میرال ماں کو اس حالت میں نہیں دیکھ پا رہی ---

چھوٹے صاحب چھوٹے صاحب --
غفور چاچا بھاگتا ہوا آیا ----
کیا ہوا تم تو جوس لا رہے تھے ---

وہ بیٹا بڑے صاحب اور بیگم صاحبہ آگئ ہیں --

واٹ ؟ شاہ جہان ایک دم کھڑا ہوا تھا ---

عنبر جلدی اٹھو ---

شاہ جہان نے عنبر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا ---

کیا ہو گیا شاہ تمھارے ماما پاپا ہیں میں ان سے مل بھی لوں گی ---

اور ہمارے درمیان ڈیسائیڈ بھی ہو چکا ہے کہ میں پاکستان

آؤں گی تو تم بھی اپنے پیرنیٹس کو لے کر آؤ گے ---

عنبر عنبر عنبر --وہ تیزی سے اس کے ساتھ بیٹھ گیا ---صوفے پہ --

پلیز پھر سب کچھ بتا دوں گا ---
عنبر نہ سمجھی کے عالم میں اٹھی شاہ جہان نے اسے بیک دروازے سے نکال دیا ---
اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا ---اور شکر ادا کیا --

السلام و علیکم؟ برخوردار احمد خاں نے اندر آتے ہی سلام

کیا تھا ان کے پیچھے مسسز احمد خاں بھی داخل ہوئیں --
آج رات ایک فیملی ڈنر کے لیے آ رہی ہے ---
اس لیے ہم دونوں جلدی آ گئے --
شاہ زین کوئی کوتاہی کوئی غفلت نہ ہونے پائے ---

احمد خاں صوفے پہ بیٹھتے ہی شاہ زین کے ساتھ شروع ہو گئے تھے --
بلکل ایسے ہی جیسا ان کا ہمیشہ سے رویہ تھا --

ایمن خاں بھی بلکل اپنے شوہر کی کاپی پیسٹ تھیں ۔

تو کوئی نیا شکار لائے ہیں آپ دونوں میرے لیے ماما پاپا ۔۔

شاہ زین نے قدرے دھیمی مگر طنزیہ لہجے میں کہا ۔۔۔

واٹ ؟ احمد خان نے ٹانگ سے ٹانگ نیچے ہٹائی ۔۔۔

یہ سب کچھ ہم تمھارے لیے کر رہے ہیں شاہ زین احمد ۔

یہ بنگلہ یہ نیو نیو برانڈڈ گاڑیاں بینک بیلنس بزنس ہم ساتھ تو نہیں لے جائیں گے ۔۔۔

ایمن خاں نے بیٹے کے پاس بیٹھتے ہوئے زرا نرم لہجہ اختیار کیا ۔۔

مت کریں اور جمع بس کر دیں پچیس کا ہو ہوگیا ہوں میں

مگر ان سالوں میں کبھی آپ دونوں نے مجھ پہ توجہ دی ۔۔

شو پیس بنا کر رکھا ہے آپ دونوں نے مجھے ۔۔

نہ اپنی مرضی سے جی سکتا ہوں اور نہ ہی مر سکتا ہوں ۔۔

کیا کریں گے آپ دونوں اتنی دولت شاہ زین اپنی ماں کے ہاتھوں سے سے اپنا ہاتھ کھینچ کر کھڑا ہوا ۔

اور باتیں سناتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا ---

اسے اپنے پلان چوپٹ ہونے پہ غصہ تھا اور اب ان کی پلاننگ ---

وہ چڑ گیا --

کیا بنے گا اس لڑکے کا -؟ ایم- خاں نے اسے جاتا دیکھ کر اپنا سر پیٹ لیا --

تم اس فیملی کو بلا لو میں خود سنبھال لوں گی سب کچھ

ایمن خان نے اپنے ہزبینڈ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی --

شاہ زین کپڑے بدلتا باہر نکل گیا تھا ---

🎈🎈🎈♡🎈♡🎈♡🎈♡🎈-

میرو ؟

شازل زمان کب سے میرو کے برابر آن کھڑا ہوا تھا --

اور میرو کب سے اپنی گود میں دعا والے ہاتھ گرائے سر جھکائے بیٹھی تھی --چوبیس گھنٹے ہو گئے تھے اسے یوں ہی دعا کی حالت میں بیٹھے وہ کبھی سجدے میں گڑگڑاتی تو کبھی دعا کے لیے گھنٹوں ہاتھ اٹھا لیتی --

آنے جانے والے اس کی زہنی حالت پہ افسوس کر رہے تھے --

ملگجا سا لان کا سوٹ --

اور اس پہ بھی خون جم چکا تھا ---

شاید اب سمیل بھی آ رہی تھی --مگر بلیک چادر ہونے کی وجہ سے کسی اور کو خون نظر نہیں آ رہا تھا ---

میرو ؟

شازل زمان اپنی پینٹ کے پائنچے فولڈ کرتا گٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا تھا --

میرو ؟ تیسری بار شازل زمان نے اسے آواز دی تو میرال آصف نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں صدیوں کی مسافت تھی ---

شازل زمان آن آنکھوں میں کب کا ڈوب چکا تھا مگر اب فنا ہونے جا رہا تھا --

شازل زمان دل نہیں بھرا ---

سکون نہیں ملا اب بھی مجھے برباد کر کے پھر بھی یہاں موجود ہو ---

کتنے بے شرم ہو ناں تم میری ماں کو گولی تمھاری وجہ سے لگی کاش وہاں تم پڑے ہوتے ---

میرال نے اس کی طرف اشارہ کیا ---

میرال اننف پلیز اٹھو یہاں سے چچی جان کو ہوش آگیا ہے ۔

شی از فائن !الحمد اللہ ---

سچ !میرال چلا کر اٹھی پھر فوراً اندر بھاگ گئ وہ اچانک

سب کچھ بھول گئ تھی کہ وہ شازل زمان کے دل پہ ایک بار پھر پتھر دھر آئی ہے --

شازل زمان بھی بوجھل قدموں کے ساتھ اٹھ کر اس کے پیچھے چلا گیا ---

ماما اہم سوری ماما ---میرال ماں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں سے لگا رہی تھی تو کبھی ہونٹوں سے --

میرال مت رو میرا بچہ نورین طلعت نے بیٹی کی آنکھوں سے آنسوں صاف کیے جس ہاتھ کو میرال چوم رہی تھی بار بار --
شازل زمان بھی دروازے پہ ایستادہ کھڑا اس کی ماں سے محبت کو دیکھ رہا تھا ۔
یااللہ اس لڑکی کی قسمت میں خوشیاں لکھ دے ---

شازل زمان نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور دل ہی دل میں اس کی خوشیوں کی دعا مانگ ڈالی --

میرال میری بچی مجھ سے ایک وعدہ کرو --
نورین طلعت کی آنکھوں سے بھی پانی کی آبشاریں بہنے لگیں --
میرال نے ماں کی آنکھوں کے اسی مقام پہ اپنے لب رکھ دیئے --
آپ کہو ماما میں آپ کی ہر بات مانوں گی ۔
میرال کا لہجہ بھی بھیگا ہوا اور آواز بیٹھی ہوئی تھی

رو رو کر اس کا حلق خشک ہو گیا تھا ۔۔۔

شازل زمان چاہا کر بھی اس کے پاس نہ جا سکا تھا

کیوں کہ اس کو ایک ہی بات پریشان کر رہی تھی ۔۔

کہ میرال اس سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ اس نے وہ گولی اسے مآرنے کے لیے چلائی تھی ۔۔

وہ گولی گھائل تو اس کی چچی کو کر گئ تھی مگر اصل میں اس کے دل کے آر پار ہو گئ تھی

۔

تم مجھ سے وعدہ کرو آئندہ کبھی تم غصہ نہیں کرو گی ۔

اگر یہ گولی شازل بیٹے کو لگ جاتی تو جانتی ہو ایک مظبوط سہارا چھن جاتا تمھارے بابا کے جانے کے بعد ہمیں شازل کے پاپا نے سنبھالا کیا بھائی جان نے تمھیں احساس ہونے دیا کہ تم بن باپ کی بچی ہو تمھاری ہر خواہش پوری کی ۔۔

تمھیں اس اسکول میں ڈالا جس میں ان کے اپنے بچے پڑھتے تھے۔۔

تمھیں الگ سے گاڑی لے کر دی ۔۔۔

ڈرائیور الگ سے رکھ کر دیا ---

تمھاری تائی کی مخلافت کی ---ان کی انکھوں میں وہ منظر گھوم گھوم گیا ---

مگر انہوں نے خیالات کو جھٹک دیا ۔

ان کی سانس ایک دم اکھڑنے لگی ---

شازل جو کب سے کھڑا اپنے ہی خیالوں میں گم تھا ---

بھاگ کر اندر آیا --

چچی جان پلیز آپ ریسٹ کریں یہ باتیں تو گھر جا کر بھی ہو سکتی ہیں ۔

ماما پلیز آپ ابھی کچھ مت بولیں شازل بھاگتا ہوا باہر نکلا اور ڈاکٹر کو بلا لایا --

آپ باہر جائیں پلیز ---ڈاکٹر نے کہا اور ان کے منہ پہ ماسک لگا دیا ۔

میرال ایک بار پھر ہچکیوں میں رو رہی تھی ---

اٹس اوکے شازل زمان ۔ڈاکٹر نے شازل کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا --

ایکچوئلی زیادہ بولنے کی وجہ سے ان کی ہارٹ بیٹ اور تنفس پھول گیا تھا ---

شی از فائن ---بس ان کو تھوڑا آرام کرنے دو ۔

ڈاکٹر نے تسلی دی اور باہر نکل گیا ---

شازل زمان بھی باہر چلا ایا نورین طلعت سو گئ تھیں دواؤں کے زیر اثر۔

چچی ٹھیک ہیں اب میرال الحمدللہ --

شازل نے آتے ہی میرال کو تسلی دی ۔ زرا فاصلے پہ کھڑے ہوکر ---

شکریہ شازل زمان ---

میرال نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا ---

یہ میرا فرض تھا میرال ۔ویسے بھی وہ تو میری محسن ہیں اب ۔

شازل زمان نے اگلا جملہ بھی بول دیا ---

اس کے لیے تمھیں میرا احسان مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے --

اگر احسان کرنا ہی ہے تو اپنے آپ پہ کرو کہیں باہر چلو کھانا کھا کر آتے ہیں کیونکہ تم نے کل رات سے کبھی نہیں کھایا ---

تمھیں میری اتنی فکر کیوں رہنے لگی ہے اب شازل زمان ۔

کیوں بار بار آ جاتے ہو مجھ سے ہمدردی جتانے ۔؟

میں جس عمر میں یتیم ہوئی تب تو آپ نے مجھ سے ہمدرفی نہیں کی رب تو نہیں دیکھایا اپنا پن کبھی مجھے روڈ پہ چھوڑ دیا ۔

کبھی سٹور روم میں بند کر دیا ۔۔

کبھی میرے گاڑی کے ٹائر پینچر کر دیئے اسکول کے ٹائم پہ ۔۔

میری نوٹس بک عین کلاس ٹائم پہ پھاڑ دیں ۔۔۔

کہاں کہاں نہیں بے عزت کروایا مجھے ۔۔ شازل زمان آپ نے ۔

میں بچی تھی مگر میرا حافظ بلا کا ہے آج بھی سب یاد ہے آپ بھول گئے ہیں تو میں یاد کروا دیتی ہوں ۔۔۔

پلیز آپ لوگ آہستہ بولیں یہ ہاسپٹل ہے ۔۔

ایک نرس نے ان کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کو دھیمی آواز میں کہا ۔۔

میرال بہت برا ہوں ناں میں بہت برا سلوک کیا میں نے تمھارے ساتھ۔ ۔

شازل زمان نے میرال کے کندھے پہ ہاتھ رکھا ۔۔۔

اچھا آپ میرے منہ سے اور کیا سننا چاہتے ہیں جائیں یہاں سے مجھے نہ کل آپ کی کسی ہمدردی کی ضرورت تھی اور نہ ہی آج ہے ---

آپ مجھ پہ آخری احسان کر دیں شازل زمان میرے سامنے بھی نت آیا کرو ---

میرال آصف نے شازل زمان کو منہ کے زاویے بگاڑ کر اور دانت پیستے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑتے کہا---

ٹھیک ہے میرال آصف آج کے بعد تم میری شکل کبھی نہیں دیکھو گی ---

یہ لو یہ چابی ہے گاڑی کی اور یہ اے ٹی ایم کارڈ --

اور یہ کچھ کیش ہے اپنے پاس رکھو --

اور جو دل میں آتا ہے کرو آج کے بعد ہم اجنبی بھی ہیں اور

ایک دوسرے کے دشمن بھی --

دیکھتے ہیں میرال آصف اس دشمنی کو کیسے نبھاتی ہیں --

شازل زمان کا لہجہ بھیگ گیا وہ ضبط کرتا باہر نکل گیا --

میرال آصف بھی اس پہ آخری نظر ڈالتی ایمرجنسی وارڈ کی جانب بڑھ گئ --

یہ آخری گر ہے میرال آصف میرے پاس جو میں تمھیں سکھانا چاہتا ہوں ---
شازل زمان نے گیٹ کراس کرتے ہوئے تصور میں میرال سے کہا ---
اور باہر نکل گیا ---
کہاں تھے تم تمھیں اپنی ماں کی کیفیت کا پتہ نہیں ہے ۔
تم اس عورت اور اس کی بیٹی کی تابعداری میں لگے رہے ہو
شازل جس نے تمھاری ماں کی زندگی برباد کی --
مجھے افسوس ہے کہ میں نے تم پہ اپنی جوانی برباد کی ۔
خون تو تم بھی ایک ہی ہو --
آصف کمال کا خون زمان کمال کا خون کیسے میرا ہو سکتا ہے --
شازل جیسے ہی گھر میں انٹر ہوا اسما گل کی نو ٹنکیاں سٹارٹ ہو گئ تھیں --

ماما میں اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں ---
چوبیس سے اٹھائیس گھنٹے بعد گھر آیا ہوں بیٹے کے کسی درد کی فکر نہیں ہے آپ کو
--اپنے نام نہاد اس بدلے کی بہت فکر ہے ---
یہ نہیں پوچھا بیٹے نے کچھ کھایا یا نہیں سویا یا نہیں ---
بس آپ ایک ماں ہیں اور اسی کا فایدہ اٹھایا اپ نے ہمیشہ
اور بھی وہی کر رہی ہیں آپ ے مفاد کے لیے اپنی انا کے لیے ۔
آج بھی آپ اس عورت کے لیے زہر اگل رہی ہیں جس نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اپنے دل پہ گولی کھانے کی کوشش کی مگر آپ کو سمجھانا بے کار ہے آپ اپنے لیے جیتے آئی ہیں۔
اور چچی دوسروں کے لیے یہ ہی فرق ہے آپ دو عورتوں میں آپ دو رشتوں میں ---
اسما گل کو اور بھی مرچیں لگ رہی تھیں شازل زمان کے منہ سے نورین طلعت کی تعریف سن کر ۔
واہ بیٹا واہ خوب کہی تم نے بھی وہ اور بھی افسردہ ہوئیں ۔

مگر شازل زمان ان کے کسی بھی جواب آنے بغیر ہی وہاں سے اوپر چلا گیا تھا ۔۔۔
اسے بہت سے کام کرنے تھے اسے بہت سی تیاریاں کرنی تھیں ۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

امان اللہ ایک کام لگا رہا ہوں تمھارے زمہ اس کام کو بہت اچھے طریقے سے کرنا ۔۔۔
شازل زمان اپنے روم کی ونڈو میں کھڑا میرال کے بند کمرے کی بند کھڑکیوں کے سامنے پڑے دبیز پردوں کو دیکھتے ہوئے امان اللہ کو کال ملا کر کہا ۔۔
امان اللہ آفس میں بیٹھے کسی کام میں مگن شازل زمان کا فون سننے لگا ۔۔
سب ٹھیک تو ہے ناں شازل ۔؟

امان اللہ نے فائل ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے پوچھا ۔
امان اللہ تیرے یار کی زندگی میں اب کبھی سکون نہیں آ سکتا کبھی خوش نہیں رہ پائے گا

۔۔۔

مگر پھر بھی اپنا فرض نبھائے گا ۔اپنے بابا سے کیا وعدہ نبھاؤں گا ۔

شازل جیسے دیواروں سے باتیں کر رہا تھا۔ ۔

اماں اللہ کو شازل کے لہجے سے تشویش ہوئی ۔۔

میں تھانے جا رہا ہوں امان اللہ ۔۔

شازل نے بات کو بدلتے ہوئے کہا ۔۔۔

تھانے ؟

امان اللہ کو حیرت ہوئی ۔۔۔

گھر میں جھگڑا ہو گیا تھا شازل نے ساری سٹوری سنا دی۔

پھر چچی کو گولی لگ گئی ۔شازل خاموش ہوا۔

واٹ سب ٹھیک ہے ناں ۔امان اللہ نے پوچھا ۔۔

ہا۔ سب ٹھیک ہے چچی جان ٹھیک ہیں بٹ ہاسپٹل میں ہیں آج رات ان کے پاس چلا جا ۔۔

مگر میرال کو خبر نہیں ہونی چاہیئے کہ میں نے بھیجا ہے کہہ دینا کہ چچی جان کا پتہ کرنے چلا آیا ۔

شازل کہہ کر خاموش ہوا ۔۔

چل یہ تو ٹھیک ہو گیا مگر یہ تو بتا تو تھانے کیوں جا رہا ہے ۔۔

امان اللہ کی سوئی وہی اٹکی تھی ۔۔۔

امان اللہ ماموں جان غفران سیال پہ کیس کرنے پہ دباؤ ڈال رہے ہیں ۔۔

وہ بھی میرال کے خلاف اور میرال کی عزت مجھے اتنی ہی پیاری ہے جتنی عنبر زمان کی ہے ۔۔۔

اس لیے میں وہاں آیا ایس پی غفران سیالوی کو سمجھانے جا رہا ہوں ۔۔

شازل نے ڈٹیل بتائی ۔۔۔

اچھا اپنا خیال رکھنا شازل مجھے ہر بات سے آگاہ کرتے رہنا ۔۔

امان اللہ نے اسے دل سے کہا اور خود فائلز سمیٹ کر ڈراز میں رکھیں ۔
اور باہر نکل آیا چابی لے کر ۔۔۔
شازل بھی نہا کر فریش ہوا اور وہ بھی پھر فوراً تھانے نکل گیا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

!السلام وعلیکم
جیسے ہیں بھائی آپ غفران نے شازل کو آٹھ کر سلام کیا اور اس کی خیرت دریافت کی ۔۔
چچی جان کیسی ہیں۔؟
سچ ٹھیک ہے ناں شازل برو ۔؟
ایس ایچ او شازل کی خاموشی دیکھ کر تشویش سے پوچھنے لگا ۔۔۔
سب ٹھیک ہے غفران بھائی ۔شازل نے کہا ۔
آپ سناؤ ارجنٹ بلوایا ہے ۔

شازل تمھارے ماموں جان نے اوپر جا کر ایپلیکیشن لگائی ہے ۔ڈی۔ایس ۔پی ایس پی ۔او کے پاس پہنچ گیا ہے ۔

ان کا مقصد آپ کی کزن کو سزا دلوانی ہے ---

ایس ایچ او غفران اپنی چیئر کی ٹیک چھوڑ کر آگے ہوا ۔

میری جاب کے بھی پیچھے پڑ گئے ہیں ۔

وہ کہہ کر خاموش ہو گیا ---

شازل انھیں بڑے غور سے سن رہا تھا --

اب کیا کرنا چاہیے -- ؟ غفران نے پوچھا --

غفران اس پسٹل پہ نشان میری فنگرز کے ہیں اس لیے وہ کیسے ثابت کر پائیں گے کہ یہ گولی میرال نے چلائی ہے --

شازل کے چہرے پہ بلا کا سکون تھا --

شازل زمان میں تمھیں کالج کے زمانے سے جانتا ہوں ۔ ۔تمھاری فیملی کو بھی جانتا ہوں اور پولیس میں بھرتی ہونے کے بعد تو مجھے ہر ایک فیمس شخص کے علاؤہ غریب مزدور کی بھی خبر ہوتی ہے ---

ایس ایچ او غفران تھوڑی دیر کے لیے رکا --

میں دوست بھی ہوں اس لیے ایک اچھا مشورہ دینا چاہتا ہوں --

آپ کے ماموں کو بہت اچھے سے جانتا ہوں --

اس لیے بھی بات کر رہا ہوں ۔غفران سیال بہت پیار سے شازل کو سمجھا رہے تھے ۔

شازل ٹیبل پہ ہاتھ رکھے آپس میں انگلیاں پھنسائے غفران کو بغور سمجھ رہے تھے۔ --

وہ کسی کروٹ بھی نہیں بیٹھیں گے۔ ۔

میں جانتا ہوں غفران ڈئیر اس کا کوئی حل ہے تو بتاؤ -- شازل نے تھکے سے لہجے میں پوچھا ---

اس کا حل یہ ہے کہ تم میرال کو اسی ڈیٹ پہ باہر بھیجوا چکے ہو --
یعنی میرال اس سے دو دن پہلے آئی سٹڈی کے لیے ایبروڈ چلی گئ ہے ---
یہاں میں سب سنبھال لوں گا --
غفران نے شازل کو تسلی بھی دی ---
شازل نے اب بھی کوئی رسپانس نہیں دیا تھا بس ہاں میں گردن ہلا رہے تھے۔ --
وہ سوچ۔ رہا تھا کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا --

یہ تو ہے میرال کو سیو کرنے کے لیے --
رہی تمھاری بات تو تم اپنی ضمانت کروا لو میں ایک ایف آئی آر کاٹ دیتا ہوں مگر وہ رجسٹریشن نہیں ہو گی ۔
اس سے پہلے تم ضمانت لے لو ---
غفران نے اسے مزید ڈٹیل بتائی ---

شازل کے دماغ بھی یہ بات آ چکی تھی اور اب اسے اس پہ عمل کرنا تھا کیسے بھی کر کے اس کے ڈاکومنٹس جمع کرنے تھے اور تین دن پہلے کی ڈیٹ ڈلوانی تھی ---
وہ کھڑا ہوا اور غفران سے مصافحہ کرتا باہر نکل آیا ---

♡♡♡♡♡♡♡♡

سلطان بیگ صاحب گیم چل رہی ہے یہاں تو گیم ---

گل خان نے شازل زمان کے نکلتے ہی سلطان بیگ کو کال ملائی تھی ---
اور ساری بات حرف بائی حرف سلطان بیگ کے گوش گزار کر دی تھی ---
ٹھیک ہے گل خان تم فون رکھو تم بس وہاں کی ہر بات یوں ہی مجھے بتاتے رہنا باقی میں دیکھ لوں گا --
سلطان بیگ نے گل خان کو یہاں چند دن پہلے ہی بھرتی

کروایا تھا ورنہ سب ہی غفران سیالوی کے وفادار اور حق

پہ ڈٹے رہنے والے تھے۔ ۔
سلطان بیگ نے مسکراتے ہوئے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا ۔
وہ اپنے بیڈ روم میں کوئی فیچر فلم دیکھ رہے تھے ۔

انہوں نے فلم سے توجہ ہٹا کر فوراً اپنے موبائل سے ایک نمبر سرچ کیا اور اسے ڈائل کرنے لگے ۔۔
طحہ خاکوانی خبر کو نشر کر دو کل یہ خبر ہر طرف دھویں بارود کی طرح پھیل جانی چاہیے ۔۔۔
ٹھیک ہے باس میں آپ کی کال کا ہی منتظر تھا ۔۔۔
طحٰہ خاکوانی نے سلطان بیگ کی آواز سنتے ہی ہاں میں جواب دیا ۔۔
چند منٹ بعد نیوز چینل پہ بڑے بڑے حروف میں خبر نشر ہو چکی تھی ۔۔۔
تھانے تک ہی بات رہ جاتی تو اچھا تھا بھانجے شازل زمان ۔

تمھیں میرے پاس آنا چاہیے تھا تمھیں میری بات ماننا چاہیے تھی مگر تم تو میرے ساتھ ہی گیم کھیلنے لگے۔

ابھی تم بچے ہو برخوردار میں تمھارا ماما ہوں تم میرے مامے نہیں ہو ---

سلطان بیگ نے تصور کرتے ہوئے شازل زمان کو مخاطب کیا۔

ور لائٹ آف کر کے مسکراتے ہوئے سو گئے ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بلاک الیون بی میں گھریلو جھگڑا پہ بیٹی نے اپنے آشنا کے ساتھ مل کر ماں کو قتل کرنے کی کوشش --

ہمارے نمائندے نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ بلاک الیون بی ۔

میں ماں بیٹی کا آپس میں جھگڑا --

جس پہ بیٹی نے اپنے عاشق کی پسٹل نکلا کر ماں پہ گی چلا دی ---

ابھی ان ک نام راز میں رکھا جا رہا ہے ۔۔۔۔بہت سارے ثبوت ان کے خلاف ہیں مگر اس کا آشنا اور اس کے ساتھی ایس ایچ او غفران سیال سیالوی بھی شامل موقع پہ پہنچنے کے بعد بھی ملزمہ اور ملزم دونوں فرار ہیں ۔۔

صاحب صاحب آپ نے نیوز چینل زیڈ۔ایکس ۔وائے دیکھا ہے۔ ۔اس پہ آپ کی نیوز چل رہی ہے ۔۔

غفران ابھی گھر ہی پہنچا تھا کہ ٹی وی کے شوقین

کک رضوان نے خبر سن کر فوراً ہی یہ خبر غفران جو بتائی ۔۔

غفران نے ٹی وی لاونج میں آتے ہی نیوز پہ دھیان دیا تو وہاں واقعی ہی وہ خبر چل رہی تھی ۔۔

سلطان بیگ نے اس کو بھی بیچ میں گھسیٹ لیا تھا ۔۔

کتنا گھٹیا ہے یہ سلطان بیگ ۔۔۔

ایک یتیم بچی کے پیچھے پڑ گیا ہے اپنی آخرت کو بھول کر اسے اپنا مفاد چاہیے ۔۔

ایس ایچ او غفران نے سوچتے ہوئے اپنی ٹھوڑی پہ ہاتھ پھیرا --
اور پھر موبائل نکلا کر شازل زمان کا نمبر ڈائل کر دیا --

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بیٹا تم آدھی رات کو کہاں جا رہے ہو --
اسما گل نے بیٹے کو باہر نکلتے ہوئے اور گاڑی کی آواز سن کر باہر آگئ تھیں ۔
بابا گیٹ کھولو شازل زمان نے ماں کو اگنور کرتے ہوئے --
چوکیدار سے گیٹ کھولنے کو کہا ---
کیا ہوا ماما آپ اتنا اونچا کیوں بول رہی ہیں اور یہ بھائی گاڑی میں بیٹھ کر کہاں جا رہے ہیں وہ بھی رات کے اس پہر چار بجے ---؟
عنبر بھی نائٹ سوٹ میں ہی باہر نکل آئی --
یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے ناجانے کیا جادو ٹونا کر دیا ہے ان دونوں ماں بیٹی نے مجھے جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا اس نے ---

بھائی بہت غصے میں تھے ماما سب خیر تو ہے ---

عنبر نے پھر سے تشویش سے پوچھا --
تم سو جاؤ بیٹا میں جانتی ہوں یہ کہا گیا ہو گا --
ٹو۔وی پہ نیوز دیکھی ہو گی پتہ نہیں میرال کی خبر کسی نے ٹی۔وی پہ چلا دی ہے --
اسما گل سب جانتے ہوئے بھی انجان بنتے ہوئے بولیں --
اور عنبر کو مطمئن کرتی اپنے کمرے میں جا کر سلطان بیگ
کو کال کرنے لگی --

بھائی جان شازل نکل چکا ہے لگتا ہے بہت غصے میں ہے --
اور آپ کے پاس ہی آ رہا ہے آب آپ کی زمہ داری ہے کہ آپ اس سے ہر بات منوا کر
ہی بھیجیں --
اسما گل خاموش ہوئیں۔

تو سلطان بیگ کی آواز ابھری ۔

تم فکر نہ کرو اس بار بازی پلٹ جائے گی اس بار جو بساط
تمھارے بھائی نے بچھائی ہے اس سے نہ صرف ان دونوں ماں بیٹی سے چھٹکارا ملے گا
--
شازل زمان بھی اپنے اشاروں پہ ناچے گا --
قہقہ------لگاتے ہوئے سلطان بیگ۔
اسما گل --جیسے ابھی سے جشن منا رہے تھے --
آگیا ہے تمھارا بیٹا اسما اب کال پہ ہی رہو
آپ چاہتے کیا ہیں آخر شازل زمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔
تو آ ہی گئے تم آخر کار برخوردار۔
سلطان بیگ چئیر دروازے کی سمت گھماتے ہوئے بولے
۔آپ ایک معصوم لڑکی کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں ۔

چند سکوں کی وجہ سے ۔شازل نے ماتھے پہ ٹ ٹ ں غ صے سے کہا ۔

آواز نیچی رکھو شازل زمان اس وقت تم اپنے گھر نہیں میرے گھر میں کھڑے ہو ۔۔

سلطان بیگ نے بھی شازل کو دھاڑ کر جتایا ۔۔

اس وقت سلطان بیگ کسی سلطنت کا بادشاہ بنا ہوا تھا ۔۔

اور شازل جیسے اس کا ایک مزارعہ ہو ۔۔

آپ کیا چاہتے ہیں آپ مجھے یہ بتا دیں ۔۔شازل دروازے پہ ہی ایستادہ کھڑا بلیک نائٹ سوٹ میں کسی لٹی پٹی نگری

کا ہیرو لگ رہا تھا ۔۔

اس کے ماتھے پہ شکنیں تھیں چہرے پہ افسردگی ۔بے بسی بے اعتنائی ۔لبوں پہ ضبط کے بندھن تھے ۔

تم واقعی نہیں جانتے شازل زمان کہ میں کیا چاہتا ہوں ۔۔

سلطان بیگ نے جھولتے ہوئے کرسی کے دونوں ہاتھوں پہ ہاتھ رکھ کر کرسی کو جھولنے سے روکا۔۔

کرسی کسی شور شرابے کے بغیر رک گئ تھی۔ ۔۔

سلطان بیگ نے شازل زمان کو سامنے سنگل صوفہ پہ بیٹھنے کو کہا ۔۔

سلطان بیگ نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا سگار سلگایا ۔۔

شازل کو بھی اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ سگار کو نہیں شازل زمان کو سلگا رہے ہوں۔

شازل نے سامنے کے دو بٹن کھول لیے شرٹ کے اس کا ایسی کی خنک۔ میں بھی دم گھٹ رہا تھا ۔

میری بیٹی دو دن سے کمرے سے باہر نہیں نکلی شازل تمھارے انکار کی وجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا ہے ۔۔

اور ۔میرے دل کا کیا ہے ماموں جان

شازل نے خود کو پیش کیا کہ شاید ان کو احساس ہو جائے کہ وہ بھی ایک انسان ہے ۔۔ کوئی مشین نہیں مگر وہ اماموں تھے اس کے بابا نہیں جو اس کا درد بھی محسوس کر لیتے اس کی خوشی کو بھی دیکھ لیتے ۔۔

سلطان بیگ استہزایہ ہنسی ہنسے --
اس میں کس چیز کی کمی ہے شازل وہ پڑھی لکھی آج کے زمانے کی بولڈ لڑکی ہے تمھیں اس کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے تمھیں کبھی اس سے شرمندگی نہیں ہو گی --

اونہہ -
شازل نے بھی منہ بگاڑ کر اونہہ کیا --

آپ سے کیا گلہ ماں کو ہی میری خوشیاں عزیز نہیں تو --
شازل زمان نے دکھی دل سے سوچا --
ٹھیک ہے ماموں آپ کو مجھے قربانی کا بکرا بنانا ہے تو میری بھی ایک شرط آپ کو ماننا ہو گی --
شازل نے کرسی کی ٹیک لگاتے ہوئے کہا --
اس وقت بھی تم شرطوں کی باتیں کر رہے ہو شازل -؟

سلطان بیگ نے بھی تیوری چڑھا کر شازل زمان کو کچھ جتایا ۔۔

آپ مجھے حد سے زیادہ تکلیف دے رہے ہیں ماموں حضور ۔

شازل نے کہا ۔

تم جو بھی سمجھو ۔۔

ٹائم بہت ہو گیا ہے مجھے کچھ کام بھی کرنے ہیں صبح اور ابھی آرام بھی کرنا ہے ۔

سلطان بیگ نے اسے جتایا کہ وہ مزید وقت برباد کر رہا ہے ۔

ٹھیک ہے ماموں آپ کو میری جب کوئی بات ہی نہیں سننی

تو پھر میں چلتا ہوں ۔۔

شازل نے صوفے کے ہتھے پہ زور دیا اور اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھا۔ ۔

میرے پاس تمھارے لیے ایک اور سرپرائز ہے شازل زمان ۔

سلطان بیگ مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے بولے۔ ۔

شازل کی پیٹھ تھی ان کی جانب شازل نے پلٹ کر دیکھا۔

سلطان بیگ نے سی سی ٹی وی کی فوٹیج چلا دی --
جو انہوں نے اپنے گھر سے باہر لگوائے تھے --
اور یہ سلطان بیگ ہی کام تھا جو اس نے خفیہ کیمرے لگوا رکھے تھے تاکہ وہ آنے جانے والوں پہ نظر رکھ سکیں ۔
اسی کی بدولت آج ان کو وہ کیمرے کی آنکھ سے بنائی ویڈیو جس میں میرال آصف گولی چلا رہی تھی --
شازل زمان اس کے پیچھے کھڑا اپنی چچی کی طرف بڑھا ۔
اس کے بعد جو ویڈیو ایڈیٹ کی گئ تھی اس نے شازل زمان کے پیروں تلے سے زمین نکال دی تھی --
میرال کے برابر کھڑا ایک نقاب پوش لڑکا بلکل کندھے سے کندھا ملائے کھڑا تھا ---
اور یہ وہ سازش تھی جو سلطان بیگ اور اس کی ماں نے کی تھی --
شازل زمان کی مٹھیاں بھینچ گئ تھیں --
اس نے جبڑے اتنے زور سے بھینچے کہ اس کا غصہ باہر نہ نکل سکے ۔

اب بھی وقت ہے شازل زمان اس دہلیز سے نکلنے سے پہلے سوچ لو --
تمھاری ایک ہاں اس بے قصور کو بے عزت ہونے سے بچا لے گی --
اگر یہ ویڈیو وائرل ہو گئ تو ساری زندگی ماں کی دہلیز پہ بوڑھی ہو جائے گی --
فیوچر تو اس کا پہلے بھی نہیں ہے کوئی رہتا سہتا بھی جاتا رہ گا --
شازل کا دماغ شائی۔ شائیں کر رہا تھا۔ ۔

اس کا دل جیسے بند ہو گیا ہو اس نے بس اتنا کہا کہ ٹھیک ہے آپ کریں شادی کی
تیاریاں مگر اس سے پہلے یہ سب آپ کو میرے حوالے کرنا ہو گا ۔ ۔
شازل نے کہہ کر قدم باہر بڑھائے تھے اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا تھا۔ ۔
اس کے دماغ میں جھکڑ چل رہے تھے ---
چھ مہینے ہوئے ہیں مجھے یہاں ماما اور آپ نے میرا جینا دوبھر کر دیا ہے --
میرال آصف کیوں نہ نفرت کرے آپ سے مجھ سے آپ نے اس کے ساتھ سترہ سال
کیا سلوک کیا ہوگا --؟

شازل زمان گاڑی سپیڈ میں ڈال دی تھی اس کی سوئی اپنی خوشیوں سے نکل کر میرال کی عزت پہ اٹک گی

تھی ۔

مجھے معاف کر دینا میرو میں تمھیں دنیا سے لڑنا پھر بھی نہ سمجھا سکا ۔۔

۔میں اپنی ہی پلان میں فیل ہو گیا دنیا تو بہت دور تھی ہم سے ۔

ہم دونوں تو اپنے ہی رشتوں سے مات کھا گئے ۔۔

میں سمجھتا تھا میری ماں کا دل دکھا ہے اس کے لیے وہ زرا سی ہائپر ہو جاتی ہیں مگر وہ تو شعلہ بنا کر بیٹھی ہیں ۔

جس میں وہ میرال کو ہی نہیں شازل زمان کو بھی بھسم کرنے سے باز نہیں آئیں گی ۔۔

مجھے معاف کر دینا پلیز میرو میں تمھارے بغیر جی نہیں سکتا ۔۔

مگر تمھارے ساتھ بھی نہیں جی سکتا ۔۔

شازل زمان ایک مضبوط مرد لمبی چوڑی چھاتی ۔

چھ فٹ سے نکلتا قد گول خوبصورت چہرہ سنہرے بال ۔

گندمی مائل سہنری جلد۔
ہیزل آنکھیں لمبی پلکیں وہ کسی مصر کی شہزادی سے کم نہ لگتا تھا ۔۔
دھیما مگر رعب دار لہجہ نفیس لبوں کے اوپر براؤن تل
اور پھر گھنی مونچھیں ترچھی ناک ۔۔
اسے اللہ نے واقعی فرصت سے بنایا تھا ۔۔۔
اتنا شاندار مرد بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا ۔۔
اسے عشق تھا میرال کی معصومیت سے ۔۔
اسے عشق تھا میرال کے وجود سے ۔۔
اسے عشق تھا اس کی روح سے ۔۔
وہ میرال کی روح پاکیزہ رکھتے رکھتے اپنی روح کھو بیٹھا تھا ۔۔
اپنی سدھ بدھ کھو بیٹھا تھا شازل زمان یا پھر میرال آصف کے آنسوؤ کا حساب دینے کا وقت آگیا تھا ۔
اسما گل کو سبق سکھانے کا لمحہ آن پہنچا تھا ۔۔۔

شازل زمان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا تھا وہ لٹا پٹا

بس میرال آصف میرال کو پکار رہا تھا --

کہ ایک ٹرک جو سامنے سے نکلتے ہوئے موڑ کاٹ رہا تھا --

شازل زمان کی آنکھوں سے اوجھل تھا شاید کہ شازل زمان کی گاڑی اپنی پوری سپیڈ کے ساتھ اس ٹرک کے نیچے جا گھسی تھی --

اور پھر سب ہی دھندلا گیا تھا ---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

امان اللہ بھائی آپ یہاں ؟

صبح ہوئی تو میرال آصف اپنے لیے ناشتہ لینے کینٹین جا رہی تھی --

نورین طلعت کے لیے پرہیزی کھانا آگیا تھا میرال ان کو کھلا کر فری ہو گئ تھی --

میرال کو یکدم بے چینی ہوئی تھی اس کے پورے بدن میں کپکپاہٹ شروع ہو گئ تو وہ اس کیفیت کو نہ سمجھ پائی اس نے فوراً یہ سوچا کہ اس نے رات کو بھی کچھ نہیں کھایا اسی لیے اس کی شوگر لو ہو گئ ہے تبھی وہ کینٹین کی جانب بھاگی تھی --

سامنے سے اسے امان اللہ سوٹڈ بوٹڈ نظر آیا تھا ---

اسے دیکھ کر وہ اسی کی طرف چلا آیا ---

میرال نے حیرت سے اس سے پوچھا تھا ---

جی میرال میں آنٹی کا حال احوال لینے آیا تھا --

امان اللہ نے شازل زمان کے الفاظ اپنی زبان سے دوہرائے تھے --

کیسی ہیں اب آنٹی --؟

امان اللہ نے بتاتے ساتھ ہی پوچھ لیا --

تاکہ میرال اس سے مزید کوئی سوال نہ پوچھ سکے --

جی اس طرف ہیں وہ ٹھیک ہیں الحمدللہ اپنی تسبیح کر رہی ہیں آپ دیکھ لیں دس بجے تک شاید ڈسچارج کر دیں ان کو --

میرال نے تفصیل بتائی --

کیوں نہ شازل زمان جیسا مرد ایسی لڑکی پہ اپنی جان دے ۔

جو بظاہری حسن کے ساتھ ساتھ اندر بھی ہے پناہ حسن لیے ہوئے ہو --

اللہ تعالیٰ اس جوڑہ کو اس دنیا میں بھی ملا دے اور آخرت میں بھی ساتھ رہیں امین --

امان اللہ نے دل سے مگر دل میں ہی اس کے لیے دعا کی --

کس طرف ہے روم ان کا ۔امان اللہ نے ایک بار پھر پزل ہو کر پوچھا تھا --

میرال کے خوبصورت لہجے میں تھوڑی دیر کے لیے وہ بھی کھو گیا تھا --

اور پھر اپنے خیالات کو جھٹکتا وہ دوسری طرف مڑ گیا جہاں میرال آصف اشارہ کر گئ تھی

--

کتنے دن ہو گئے ہیں کاشان میرال آصف یونیورسٹی نہیں آئی ۔؟۔

ابھی تو ماما پاپا بھی گھر آ گئے ہیں ---

اپنا بدلہ جوں کا توں رکھا ہے یار ---

اور ہاں سن یار میرے ممی پاپا نے میرے لیے پھر سے کوئی رشتہ دیکھ لیا ہے ---؟

دو دو چار کرنے میں لگے ہیں آج بھی وہ دونوں مجھے کسی بھی اینگل سے نہیں لگتا کہ

میرے پیرنیٹس ہیں --

شاہ زین گھ سے نکل کر کاشان کے پاس آیا تھا۔ --

اور کب سے چپ بیٹھا تھا مگر کاشان اس کا جگری یار تھا

اس سے وہ کچھ نہیں چھپا پاتا تھا --

ٹینشن مت لے یار اس بار بھی لڑکی کو موقع نہیں دیں گے

کہ وہ تیرے لیے ہاں بھرے --

اچھا تو یہ بتا کہ کب سے تو میرال میں اتنا انٹرسٹ لینے لگا ہے ۔

کاشان نے شاہ زین کی بات کو مزاق میں اڑایا اور وہ شاہ زین کا دھیان بٹانا چاہا رہا تھا --

اسی لیے اس نے بات کا رخ میرال کی جانب موڑ دیا تھا --

کیا کہہ رہا ہے انٹرسٹ کون لے رہا ہے --

شاہ زین نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔ ۔

تو اور کون کاشان نے اس کے گلے میں بازوؤ ڈالتے ہوئے کسی لاڈلی محبوبہ کی طرح کہا ۔
نہیں یار میرال اور میں بہت الگ طبیعت کے بندے ہیں ۔۔
وہ ایک سادہ سی جزباتی لڑکی ہے اور میں ٹھہرا آوارہ پنچھی ۔۔
اس کا اور میرا کیا جوڑ ۔۔۔شاہ زہن کا لہجہ بدلہ ہوا لگا کاشان کو ۔۔
شاہ زین ایک آئیڈیا ہے میرے پاس ۔
مگر تو وعدہ کر ناراض نہیں ہو گا ۔۔
اتنا گھٹیا آئیڈیا ہے کیا ؟
شاہ زین بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا ۔۔۔
شاہ زین یار تجھے شادی تو کرنی ہے آج نہیں تو کل اور تو جیسے چاہتا ہے ناں کہ لڑکی سادہ سی ہو گھریلو ہو ۔
غریب ہو مگر خوددار ہو سمجھدار ہو ۔۔

گھر اور شوہر کو دیکھے اور پھر بچوں کی فیلنگز دیکھے --

ان کا خیال رکھے --

کاشان نے شاہ زین کی ساری خواہش اسے باور کروائیں --

کہیں تیرا اشارہ اس میرال کی طرف تو نہیں ہے ؟

شاہ زین بھی کاشان کی بات سن کر سمجھ گیا --

تو یہ آئیڈیا ہے تیرا ۔

اور میرال کو تو سادہ لوح سیدھی سادھی گھریلو لڑکی سمجھ رہا ہے --

شاہ زین نے کاشان کی خاموشی میں چھپی ہاں کو محسوس کیا اور پھر میرال پہ تبصرہ کرنے لگا --

ہاں تو اس میں وہ ساری باتیں موجود تو ہیں ---کاشان نے اس کے طنز کو نظر انداز کیا --

تو نے شاید اس کی اکڑ نہیں دیکھی اس کا غرور نہیں دیکھا ۔

اس کا کزن تھا وہ شازل زمان اس کے چچا جی بیٹی ہے یہ --اور وہ سنا ہے اس پہ یوں سایہ فگن رہتا ہے جیسے چھتری اور اس کی سٹیک --

مثال تو کوئی اچھی دے دو یار --

کاشان نے اس کی مثال سن کر ہنسی اڑائی --

شاہ زین نے کاشان کے کندھے پہ ہاتھ مارا ---

تو ابھی بچہ ہے اور یہ بچوں والے آئیڈیاز اپنے پاس رکھ --

شاہ زین نے اس کو شرمندہ کرنا چاہا --

پہلے سن تو لے پورا شاہ زین ۔

کاشان نے اپنا آئیڈیا فلاپ ہوتے دیکھا تو اس نے پھر دہائی دی --

اچھا چل سنا--

شاہ زین نے کاشان کا منہ بنتے دیکھا تو پھر حامی بھر لی --

اس سے شادی کے لیے انکل آنٹی تو راضی نہیں ہوں گے ۔

ہم اسے اغواہ کر لیتے ہیں ایک رات اپنے پاس رکھیں گے ۔
مان گئ تو ٹھیک ورنہ اپنا بدلہ پورا کریں گے اور پھر اس کو
چھوڑ دیں گے یونیورسٹی بھی نہیں۔ سکے گی زندگی بھر اور ہمیں یاد بھی رکھے گی ---
تمھاری اس کی شکل دیکھنے کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔
اور شازل زمان سے بھی بدلہ پورا ہو جائیگا ---
کاشان ایک اور پلان تیار کر کے بیٹھا ہوا تھا --
یار انکل کی کال ہے --
کاشان کی بات پوری ہوئی تو شاہ زین کے کچھ بولنے سے پہلے احمد خان کی کال آگئ ---

کاشان تم میرے پاپا سے کہہ دو کہ میں نہیں آؤں گا اور میں اپنی مرضی سے جینا چاہتا ہوں ۔
میں موٹیسری کا وہ بچہ نہیں ہوں جسے یہ اپنی مرضی سے چلائیں گے ۔

مجھے اپنے ہی پروں پہ اڑنا ہے اب مجھے اپنی ہی دنیا بنانی ہے الگ تھلگ ۔
کسی کی نہیں ماننی تم تیاری کرو آج ایڈوینچر ہو گا ایڈوینچر بڑے دن ہو گئے ہیں کوئی نیو شغل نہیں لگایا
شازین نے کال ڈسکنیکٹ ہوتے ہی کاشان سے کہا
دونوں کا پروگرام وہاں سے بھی کھسکنے کا تھا۔
احمد خان فئ آس لگا کر بیٹھے تھے مگر یہاں شازین اپنے چند اور دوستوں کے ساتھ کچھ اور ہی پلان بنا کر بیٹھا تھا ۔

♡♡♡♡♡♡♡۔

میرال آصف کو چار دن ہو گئے تھے ہاسپیٹل اسے جس کی چیز کی ضرورت ہوتی تھی وہ بازار سے لے لیتی تھی ۔

امان اللہ وہاں دیکھ بھال کے لیے تو آیا تھا مگر اسی دن صبح ایکسیڈینٹ ہوگیا شازل زمان کی ٹریٹمنٹ فوراً شروع کر دی گئ تھی ۔۔

مگر سب کو اطلاع شام کے ڈھلتے سائے کے ساتھ ملی تھی ۔

اسما گل بیٹے کی حالت دیکھ کر بے ہوش ہو گئ تھیں ۔

شازل زمان کے سر سے سینے تک بے تحاشا چوٹیں آئی تھیں ۔

اس کی حالت کریٹیکل تھی ڈاکٹرز ففٹی پرسینٹ بھی پر امید نہیں تھے۔

عنبر زمان پہلے ہی بہت ٹوٹی ہوئی تھی اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر اس کے بھی اوسان خطا ہوگئے تھے ۔۔

سلطان بیگ اور ابیحا بھی سنتے ہی بھاگے چلے آئے تھے ۔

مگر سلطان بیگ بھی شازل کی حالت دیکھ کر ڈگمگا گئے تھے ۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرال بیٹا چھ دن سے زیادہ ہو گئے ہیں شازل نے پھر چکر ہی نہیں لگایا ا ۔کہیں تمھاری دوبارہ اس سے لڑائی تو نہیں ہوئی ۔۔

نورین طلعت شازل کو بیٹوں سے بڑھ کر چاہتی تھیں کیوں نہ چاہتیں شازل نے ابروڈ جا کر بھی ان ماں بیٹی کا خیال رکھا تھا ۔۔

کبھی اسے بیوگی کا احساس نہیں ہونے دیا تھا ۔

مگر میرال اسے آج تک نہ سمجھ سکی تھی ۔وہ آج بھی اپنے بچپن کے قصے ہی نہ بھول پائی تھی ۔۔

انسان ہے ناں کسی کے ایک دکھ کے بدلے ساری نیکیاں بھول جاتا ہے ۔

مگر میرال کی نظر میں شازل زمان کی کوئی ایک نیکی بھی نہیں تھی ۔۔

میرال کی نظر میں اسما گل اور ان کی اولاد ان کا دوسرا روپ تھا ۔

کاہن کھو گئ میں نے کچھ پوچھا ہے --

میرال کو وہ وعدہ یاد آ گیا جو شازل اس سے کر کے گیا تھا ۔

اس کے سامنے نہ آنے کا وعدہ اس سے دور جانے کا وعدہ ۔

مگر وہ کچھ دنوں سے بے چین رہنے لگی تھی --

مگر اس کیفیت کا اسے اندازہ نہ تھا --

ماما ان کا نمبر سوئچ آف جا رہا ہے --

میرال کسی بک کا مطالعہ کرتی کئ کھو گئ تھی نورین طلعت کی آواز پہ بھی نہ جب دھیان دیا تو نورین طلعت نے سائیڈ ٹیبل بجائی --

میرال نے چونک کر ماں کو دیکھا اور پھر ان کی بات سن کر شازل کا نمبر ڈائل کرنے لگی مگر موبائل سوئچ آف جا رہا تھا ۔

نورین طلعت کو اور بھی تشویش ہوئی --

ایک بار پھر ٹرائی کرو --

میرال نے ماں کا دل رکھنے کے لئے کئ بار نمبر ڈائل کیا ۔

مگر ہر بار وہی ایک جواب آپ کا مطلوبہ نمبر اس وقت بند ہے ۔برائے مہربانی دوبارہ کوشش کریں ۔

ماما نہیں لگ رہی ان کی کال ۔۔۔

میرال نے ماں کو لاؤڈ اسپیکر پہ ڈال کر کال سنا دی ۔

میرال بیٹا میرا دل کچھ دنوں سے بہت گھبرا رہا ہے تم ایسا کرو گھر کے نمبر پر کال کرو ۔

نورین طلعت آٹھ کر بیٹھتی ہوئی بولیں ۔۔

اچھا ماما آپ پریشان نہ ہوں ۔میں کرتی ہوں وہاں کال ۔۔

میرال نے ماں کو تسلی دی اور گھر کے نمبر پر کال کرنے لگی ایک دو بیل کے بعد کسی ملازمہ نے فون اٹھا لیا تھا جو اسے بتایا گیا وہ اس کے لئے کافی تھا۔

میرال بیٹا شازل زمان کا تو ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے وہ چار دن سے ہاسپٹل میں ہے ۔

سننے میں آرہا ہے کہ ان کی حالت صحیح نہیں ہے پلیز بیٹا تم بھی ان کے لیے دعا کرو اللہ یتیم کی دعائیں قبول کرتا ہے ۔

اللہ پاک ان کو صحت و تندرستی عطا کرے آمین ثم آمین کہہ کر فون بند کر دیا میرال وہی کرسی پہ ٹیک لگا کر بیٹھ گئ کچھ لمحے تو اسے یقین ہی نہیں آیا تھا ۔۔

اس کی بدلتی رنگت نورین طلعت کو پریشان کر رہی تھی ۔۔

کیا ہوا ہے میرال مجھے بتاؤ جلدی ۔

کچھ نہیں ماما میرال آصف کو خود کو کمپوز کرنا پڑا کیوں کہ سٹریس ان کے لیے بہتر نہیں تھا ان کا بی۔پی شوٹ ہو رہا تھا ۔۔

اگر بی۔پی کنٹرول نہ رہے گا تو نورین طلعت کے سٹیچز سے خون رسنے لگے گا اور پھر بہت مشکل ہو جائے گا پیشنٹ کو بچانا میرال انھیں گھر لے جانا چاہتی تھی مگر ڈاکٹر نے اسے جب ڈیٹیل سمجھائی تو میرال آصف خوف سے نورین طلعت کو گھر نہ لے جا سکی

ابھی بھی اس کے کانوں میں ڈاکٹر کی بات گونج رہی تھی کہ ان کو کوئی سٹریس نہیں دینا

--

میرال اپنی ماں کے پیچھے آکر بیٹھ گئ اور ان کو اپنے ساتھ لگا کر بیٹھ گئ ---

ماما ان کے کندھے پہ اپنا سر رکھتے ہوئے --

شازل چند دنوں کے لیے عنبر کو لینے گئے ہیں --

آپ کو پتہ تو ہے وہ عنبر سے کتنی محبت کرتے ہیں --

میرال بس اتنا ہی ماں سے جھوٹ بول سکی اسے لگا کہ اگر وہ کچھ اور بولے گی تو اس کا رندھ جائیگا اس کی آواز بھیگ گئ تو نورین طلعت کو سب بتانا پڑے گا --

ماما آپ کے کھانے کا ٹائم ہو رہا ہے آپ کچھ کھا لیں دو دن تک گھر چلیں گی تب تک شازل بھی آ جائے گا--

سو پلیز زیادہ ٹینشن مت لیں ۔ میرال نے ماں کا ماتھا آگے جھک کر چوما ۔

میرال آصف بہت پیار آ رہا ہے ماں پہ ؟

نورین طلعت بھی بیٹی کو مزید ساتھ لگاتے ہوئے اسے چھیڑنے لگیں ۔۔میرال کامیاب ہوگئ تھی ان کا دھیان بٹانے میں ۔۔

تم میری کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھی عنبر !۔

شاہ زین نے چھوٹتے ہی یہ ہی سوال کیا ۔۔
میں کچھ دنوں سے ہاسپیٹل میں ہوں میرے بھائی کا ایکسیڈینٹ ہوا ہے ان کی کنڈیشن ٹھیک نہیں ہے ۔۔
عنبر زمان نے کچھ سچ بتایا اور کچھ جان بوجھ کر اس سے
چھپا لیا ۔۔۔

عنبر زمان کو بھی کچھ عجیب سا لگا تھا شاہ زین کا اسے یوں چھپ کر نکالنا ۔۔۔
وہ ماڈرن لزم فیملی سے تعلق رکھنے والا خاندان تھا پھر کیوں اس ریلیشن کو سامنے نہیں لا سکا تھا یہ سوچ کر عنبر زمان خاموش تھی اور کوئی فیصلہ کرنے والی تھی مگر شازل کے ایکسیڈینٹ نے سب کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ۔
وہ شام بہت اداس تھی ۔۔۔
عنبر زمان گھر میں اکیلی ملازمین کے ساتھ تھیں ۔۔
اس کا دل دماغ اپنے بھائی پہ ہی فوکس تھا ۔
وہ شام بھی کیسی شام اتری تھی یا پھر ان پہ ایک اور پہاڑ بن کر اتری تھی ۔۔۔
شام کے ڈھلتے سائے کے ساتھ صبح کے کھلے تازہ پھول اس وقت مرجھا رہے تھے ۔
اور رات کو پھوٹنے والے پھول اپنی چھب دکھا رہے تھے ۔۔
عنبر زمان کیاریوں میں جھانک رہی تھی ۔۔
اسے کائنات کے رنگوں میں سب سے حسین رنگ کھلتے ہوئے پھولوں کے لگتے تھے ۔۔

عنبر کو آئے ہوئے کافی دن ہو گئے تھے ۔ ۔اس کے دل میں ایک بار بھی خیال نہیں آیا تھا کہ وہ اپنی چھوٹی چچی اور اور اپنی اکلوتی چچا زاد کزن سے حال احوال پوچھا آتی ۔۔
وہ تو بس اس بات پہ ہی دکھی تھی کہ میرال نے اس کی ماں اسما گل اور اس کے بھائی کو مارنے کی کوشش کی ہے
جس کی اسے سزا ملی ہے ۔۔۔
کہ گولی اس کی ماں کو لگی ۔۔۔
یہ زمانے کی ریت ہی تو ہے اگر ہمارے ساتھ کوئی برا کرے تو اور اس کے ساتھ فوراً کچھ برا ہو جائے تو ہم یہی ناں لیتے ہیں کہ یہ اس کے کرموں کا نتیجہ ہے۔
مگر جو وہ ساری زندگی کرتے پھرتے ہیں ان کا انھیں کوئی احساس ہی نہیں ہوتا ۔۔

عنبر زمان اپنے بھائی کے ساتھ بچپن کے اس سنہرے دور میں کھوئی ہوئی تھی ۔۔۔
جس میں وہ ایک دوسرے کے ساتھ یہاں وہاں ادھر ادھر ہر جگہ منڈلاتے پھرتے رہے تھے ۔۔۔

اور آج وہ بھائی موت اور زندگی کی کشمکش تھا۔
ہر بیل پہ عنبر کی سانس اٹک جاتی --
ناجانے کیا خبر ہو ---ڈاکٹرز زیادہ پرامید بھی نہیں تھے --

موبائل کی ہلکی سی بپ ہوئی تو عنبر اپنے خیالات سے چونکی تھی --
آر یو عنبر زمان ؟
ایک نرس کی سریلی سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی --
عنبر زمان کی سانس بند ہوئی تھی --

آپ کی مدر اسما گل کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے --
شی از ناٹ بیٹر --
نرس نے ایک سانس میں ہی عنبر کی جان نکالی تھی۔
عنبر کانپتے جسم کے ساتھ چیئر سے لڑکھڑا کر اٹھی تھی --

اور مزید پوچھنے کی یا بات کرنے کی اس میں بلکل بھی ہمت نہیں تھی ---
وہ بھاگتے ہوئے گیٹ سے باہر نکلی تھی --
اس وقت اس کی پوزیشن میرال سے کم نہ تھی --
درد ملا تو درد ہوا تھا عنبر کو بھی ---اسے اس وقت بس اپنی ماں اور بھائی کی پرواہ تھی
--
باقی وہ سب بھول گئ تھی مگر اس کے لیے ماں تک پہنچنا نصیب ہی نہیں ہوا تھا --
چند نقاب پوش لڑکوں نے اسے راستے سے ہی گاڑی سے اتار لیا تھا --

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احمد خان پارٹی تو خوب رہی مگر اپنے صاحب زادے سے نہیں ملوایا ہمیں ----
ملک صاحب بیٹے سے بھی ملوا دیں گے کیوں فکر کرتے ہیں۔

آپ پہلے ہمارے نیو پارٹنر سلطان بیگ سے تو ملیے --

یہ وہ شاہکار ہیں جنہوں نے چند سالوں میں اپنے بزنس کو آسمان کی بلندیوں پہ پہنچایا ہے --

اور آج کل الیکشن کی تیاریوں میں بے انتہا بزی ہیں۔ ۔

احمد خان ملک کو ساتھ لے کر اس ٹیبل کے پاس چلے آئے جہاں سلطان بیگ اپنی بیٹی کے ساتھ محو گفتگو تھے --

آیئے خان صاحب کچھ ٹائم ہمیں بھی دے دیجیے--

سلطان بیگ نے ان کے ساتھ مزاق کرتے ہوئے کہا --

الیکشنز کی تیاریاں زوروں پہ تھیں ---

اس کی وجہ سے سارے ہی آج کل ایک ساتھ پارٹیز میں پائے جاتے تھے ---

سلطان بیگ اپنا کام دکھا کر پارٹی بدل چکے تھے --

شاید رشتے بھی بدلنے والے تھے یا بدل ہی چکے تھے --

احمد خان کی نظر ابیحا سلطان پہ تھیں ---

اپنے ہونہار بیٹے کے لیے تاکہ اس بزنس ٹائیکون سے رشتہ جوڑ کر اپنے کیریئر کو وسیع تر بنائے جائے --

اور سلطان بیگ کے ساتھ نام اور بھی اونچا ہو جائے گا ۔

اور اب تو وہ الیکشن لڑنے جا رہا تھا --

جس کا مطلب تھا کہ ملک اس کے ہاتھ آنے والا تھا --

سارے دولت کے پجاری اس کے آگے پیچھے گھوم رہے تھے --

سلطان بیگ کیسی لگی آپ کو پارٹی سب کچھ صحیح رہا ناں ؟

احمد خان صدا کے شوخے باور شوقین مزاج شخص کو اپنی تعریف لازمی چاہیے ہوتی تھی دنیا دیکھاوا اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ---

احمد خان اچھی رہی پارٹی مگر ایک گڑبڑ ہو گئ ہے ---

میرے بھانجے شازل زمان جو کہ میرا بزنس پارٹنر بھی ہے --

کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے ---

میڈیا کو اس بات کی بھنک بھی نہیں پڑھنی چاہیے کہ
بھانجا موت کے منہ ہے گھائل پڑا ہے اور میں یہاں الیکشنز کی تیاریاں کر رہا ہوں ---
کیوں فکر کرتے ہو سلطان بیگ بلکل ایسا ہی ہوگا جیسے آپ چاہیں گے ---
احمد خان نے سلطان بیگ کی بات مکمل ہونے کے بعد کہا--
اب ہم چلتے ہیں
کافی رات ہو گئ ہے ---
سلطان بیگ پارٹی سے نکل آئے اور گھر کی طرف جانے لگے --
پاپا ابیجا سلطان نے اپنے پاپا کو پکارا تو انہوں نے بھی بیٹی کی طرف نگاہ اٹھائی --
پاپا آپ مجھے ہاسپٹل چھوڑ دیں میں کچھ وقت شازل کے ساتھ بتانا چاہتی ہوں انھیں دیکھنا چاہتی ہوں کتنے دن ہو گئے ہیں میں ہاسپٹل نہیں جا سکی اور آپ بھی مجھے اپنی پارٹیز میں گھسیٹتے پھرتے ہیں ---
سلطان بیگ نے بیٹی کو بغور دیکھا ---
انجی جان ٹھیک ہے میں تمھیں ہاسپیٹل چھوڑ دیتا ہوں ۔

رہی بات پارٹیز پہ ساتھ کے جانے کی تو یہ سب تمھیں ہی سنبھالنا ہے لوگوں سے تمھارا تعارف اب اور بھی ضروری ہو گیا ہے ---

سلطان بیگ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولے اور پھر گاڑی کا رخ ہاسپٹل کی جانب موڑ دیا --

تم یہاں سے چلی جاؤ میں اندر گیا تو میڈیا میرے پیچھے پڑ جائیگا اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی نیا قصہ شروع ہو جائے ۔

اوکے پاپا --- میں یہی سے چلی جاتی ہوں --

ابیحا سلطان اپنا قیمتی شارٹ ڈریس سنبھالتی باہر نکل گئ --

سلطان بیگ نے اسے جب اندر جاتے دیکھا تو

ایک نمبر ڈائل کیا اور پھر موبائل سائیڈ پہ رکھتے ویٹ کرنے لگے --

جی سلطان بیگ اس وقت آپ یہاں کیا کر رہے ہیں- -؟

ڈاکٹر حمید کیانی سلطان بیگ کی گاڑی میں بیٹھتے ہی ۔

حیران کن انداز میں بولے۔ --

کام کا کوئی وقت نہیں ہوتا ڈاکٹر --

سلطان بیگ نے فلسفہ جھاڑا ---

کام ہوا یا نہیں ---

؟

سلطان بیگ نے پوچھا --

ففٹی پرسینٹ کام ہو گیا ہے سلطان بیگ صاحب --

یہ رہے وہ کاغزات جس پہ میں نے شازل کے سائین لے لیے ہیں ---

اب پریشانی کی بات نہیں ہے کہ وہ مرے یا جیئے۔

ڈاکٹر حمید کیانی نے بے حسی سے کہا --

وہ بچنا تو نہیں چاہیے باقی اس کی زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے --

ہم تم کیا کرسکتے ہیں ڈاکٹر ---

سلطان بیگ نے بھی بے حسی سے ہی جواب دیا --

جیسے وہ شازل زمان ہی ان کا سب سے بڑا دشمن ہو۔۔

شازل زمان بچ بھی گیا تو اس کے بہت سے حصے ناکارہ ہو گئے ہیں وہ اب اصل حالت میں نہیں واپس آئے گا۔۔

ڈاکٹر حمید نے بھی جواب دیا اور ڈور کھول کر باہر نکل آیا تاکہ کوئی دیکھ نہ لے۔۔۔

سلطان بیگ بھی گاڑی وہاں سے بھگا لے گئے۔۔

ایک تیر سے دو شکار کھیلے تھے سلطان بیگ نے مگر جب اللہ نہ چاہے تو کچھ بھی برا نہیں ہو سکتا۔۔

♡♡♡♡♡♡

آپ نے اپائنٹمنٹ لیا ہے کیا میم ؟

ایک سوٹڈ بوٹڈ ملازم اس دیو ہائیکل فیٹ کے آگے کھڑا

اسما گل سے سلطان بیگ اور ابیحا سلطان سے اپائنٹمنٹ کی بات کر رہا تھا وہ تو اپنا فرض نبھا رہا اس کی ڈیوٹی کا حصہ تھا یہ سب کچھ کرنا۔۔

مگر اسما گل نے اسی دھڑلے کے ساتھ اس گیٹ کیپر کو کھری کھری سنا دی جو اسما گل کا خاصا ہوا کرتا تھا۔۔

کیا تمھاری کوئی بہن ہے ؟ اسما گل نے عمران گیٹ کیپر سے سے پوچھا ۔۔

جی ہے میری بہن مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں وہ سادہ لوح نہیں تھا مگر جان بوجھ کر اسما گل سے پوچھ لیا ۔۔

کیا تم اپنی بہن سے ملنے جاتے ہو ؟

اسما گل نے ایک اور سوال کیا ۔۔

جی بلکل جاتا ہوں ہماری بہن ہے وہ کیوں نہیں جائیگا مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں میم ۔۔۔؟

عمران کو بھی غصہ آگیا ۔۔

تم اس سے جانے سے پہلے اپائنٹمنٹ لیتے ہو ۔۔؟؟؟؟

اسما گل نے اس کی بات کو اگنور کر کے پھر ایک سوال پوچھا ۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں میم کوئی اپنی بہن سے ملنے کے لیے اپائنٹمنٹ کیوں لے گا ۔۔۔
عمران گیٹ کیپر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا ۔۔

لگتا ہے وقت آگیا ہے اسما سے ملنے کا ۔۔۔
سلطان بیگ کی نظر گیٹ پہ بحث کرتی اسما گل پہ پڑی ۔
ابیحا سلطان اور سلطان بیگ کچھ سیاسی ڈسکشن کر رہے تھے ۔۔۔
جب اچانک سلطان کی نظر کمپوٹر پہ پڑی اور سامنے کھڑی لیڈی پہ پڑی تو انہوں نے ابیحا سے کہا۔

یس ڈیڈی اب پھوپھو سے اب بات کر لینی چاہیے خود تو ان کا اپنا کوئی دماغ ہے ہی نہیں کہ استعمال کر لیں ۔۔
ابیحا سلطان اپنی فائلز پہ جھکی کام میں مصروف ہی بولی ۔۔

آنے دیں ان کو اندر عمران ۔
سلطان بیگ نے انٹر کام پہ کہا اور خود کو ہر صورت حال کے لیے تیار کرنے لگے ۔۔
اسما گل اسی کروفر اور غرور کے ساتھ گردن اکڑائے ۔

چلی آ رہی تھیں۔۔۔
فرسٹ فلور پہ پہنچنے تک ان کا سانس اچھا خاصا پھول گیا تھا۔۔
وہ خود کو پر سکون کرتی اندر داخل ہوئی ۔۔۔

سلطان بیگ انجان بنے یوں ہی کام میں بزی رہے اور ابیحا سلطان بھی تو ان کی بیٹی تھی ان کا عکس اور فوٹو کاپی ۔
ایک ہی مٹی سے گوندھا ہوا خمیر ضمیر بس اتنا سا فرق تھا وہ بیٹی تھی وہ باپ تھا ۔۔
لیکن ایک سے بڑھ کر ایک تھے دونوں باپ بیٹی ۔۔
السلام و علیکم بھائی جان ؟

اسما گل نے چند لمحے دونوں پہ نظر ڈالی اور پھر آگے بڑھ کر سلام کیا۔

ارے اسما تم ؟
سلطان بیگ نے چئیر کو زرا پیچھے کھسکاتے ہوئے کہا۔
ان کے چہرے سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ چہرے پہ زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر بیٹھے ہیں ---
پھوپھو کیسی ہیں آپ ابیحا سلطان کو بھی مجبوراً اٹھنا پڑ گیا تھا ---
دونوں باپ بیٹی زبردستی اسما گل سے مل رہے تھے --
اسما کو گلٹی فیل ہوا تھا مگر وہ اگنور کر گئ۔

نیچے لاونج میں چل کر بیٹھو اسما اب آگئ ہو تو ڈنر کر کے جانا ---
سلطان بیگ نے غیروں کی طرح صلح ماری --
کہاں وہ زبردستی اپنے بھائی کو کھانے پہ روکتی تھی --

اور روکتی کیا تھی وہ تو شروع سے رہتا ہی وہی تھا
تقریباً بیس گھنٹے چار گھنٹے باہر یا گھر گزار لیے تو گزار لیے --
اسما گل سے بڑا تھا مگر آوارہ مزاج اور لاپچی طبع انسان تھا --
اسما گل بھائی کی محبت میں ہی گم رہی نہ بچوں کو اپنا بننا سکھا سکی اور نہ ہی اپنے پرائے میں تمیز سکھا سکی --
بچوں نے جو سیکھا کتابوں سے سیکھا لوگوں سے سیکھا

ٹیچرز سے سیکھا اور ان کی کامیابی کی وجہ ان کے خون میں شامل محنت لگن اور شعور کے ذرات تھے --
تبھی وہ شازل زمان ایم ۔بی ۔اے ۔فنانس کی ڈگری لے کر آنی کمپنی میں واپس آیا تھا مگر تب تک کمپنی کے سیون ٹی فائیو پرسنٹ شئیرز سلطان بیگ نے لے لیے اور تھرٹی پرسینٹ میرال کے نام تھے تبھی بچ گئے تھے مگر پراپرٹی
بنگہ جو ٹین ایج کے بعد شازل زمان کے نام منتقل ہوا تھا

سلطان بیگ وہ بھی ہتھیا چکا تھا --
اور آج وہ سلطان بیگ اور اس کی بیٹی ملک کے وزیراعلی بن بیٹھے تھے --
اور وہ فرعون رشتے داروں کو دھوکہ دے گیا تھا وہ بھی سگی بہن کو --

اسما گل نیچے آکر بیٹھ گئ تھی۔
بھابھی نے آج بھی اتنی ہی عزت دی تھی جتنی وہ ہمیشہ دیتی آئی تھیں ---
کل تک ان کی خدمات اسما گل اپنا حق سمجھ کر لیتی تھی ۔
مگر آج اسے جیسے سب کچھ بدلہ بدلہ نظر آرہا تھا ۔

کافی دیر بعد سلطان بیگ اور ابیحا سلطان نیچے آتے دیکھائی دیے --

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عنبر آپی ؟

میرال جیسے ہی گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف مڑی تھی ۔

اسے عنبر زمان کے ساتھ چند اوباش لڑکوں کے ساتھ الجھتے پایا ۔۔

چند نقاب پوش لڑکے بائیک پہ بٹھانے کی کوشش کر رہے تھے ۔۔

عنبر نے ایک نمبر ڈائل کیا اور اس کے ساتھ ہی گاڑی سے اس بائیک کو ٹکر مار دی ۔۔

بائیک چلانے والا لڑکا فوراً دور جا گرا ۔۔

اس کے پیچھے بیٹھانے والے دو لڑکے بھی یکدم بوکھلا گئے ۔۔

اور یکدم عنبر کو چھوڑ کر پیچھے ہٹے ۔۔

پلیز مجھے بچا لو ۔۔

عنبر گاڑی کے بونٹ پہ آن گری اور فورا سنبھل کر گاڑی کی

طرف بڑھی گاڑی چلانے والے نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔۔
عنبر زمان بے دھیانی میں گاڑی میں بیٹھی تھی ۔

گاڑی ٹرن کرتے ہوئے میرال کی نظر شاہ زین کی اس بائیک پہ پڑی جو وہ ریس میں اپنے ساتھ لایا تھا۔۔
میرال کو حیرت کا جھٹکا بڑے زور سے لگا تھا۔ ۔
چھ لڑکوں کے اس گروپ نے میرال کی گاڑی کو گھیر لیا۔۔

میرال نے دروازے کے شیشے اوپر چڑھا لیے اور اندر سے لاک کر لیا۔۔

میرال نے گاڑی کو ایک جھٹکا دیا تھا۔۔

اور گاڑی زن سے وہاں سے نکلی تھی ---
عنبر زمان اس کی پھرتی پہ ششدر رہ گئ تھی --
بائیکس نے بہت دور تک ان کا پیچھا کیا تھا --

ایس ایچ او صاحب جب تک آپ کی پولیس یہاں اس ایریا میں پہنچے گی تب تک ہم دو لڑکیاں اوپر پہنچ چکی ہوں گی --

میرال نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کر کے سپیکر پہ ڈال دیا موبائل اور ایس ایچ او غفران سیالوی کو کھری کھری سنا دیں --

عنبر زمان کی قسمت اچھی تھی کہ آج ایک بار پھر میرال کی وجہ سے بچ گئ تھی --
غفران نے قہقہہ لگایا ---
تم تو شازل زمان کی شیرنی کزن ہو تم اگر اوپر بھی گئ تو

کافی لوگوں و ساتھ لے جاؤ گی ---

غفران سیالوی نے ہنستے ہوئے میرال کس جواب دیا --

لڑکے میرے ہاتھ میں ہیں ---
تمھارے اور عنبر کے حوالے کر دوں یا پھر اپنے ساتھ ڈنر پہ لے جاؤں --
غفران نے میرال سے کہا ---
آپ ہی خدمت کریں ان کی --اوکے مس میرال آصف --
جیسا آپ چاہیں گی --
غفران سیالوی نے کہہ کر کال ڈسکنیٹ کر دی ---
میرال نے عنبر زمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یاہو کہا اور ہائی فائی کیا ---
میرال ؟

عنبر زمان نے میرال آصف کو بہت آہستہ مگر بھری ہوئی آواز میں پکارا ۔۔

۔🎈🎈🎈🎈🎈🎈🎈

آپ جانتے ہیں بھائی صاحب میں یہاں کیوں آئی ہوں ۔۔

اسما گل نے کافی دیر ویٹ کے بعد اپنی بات شروع کی ۔
اسما اب میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتا ۔۔
تم جانتی ہو کہ شازل نے ہمیں کتنا بے عزت کر کے گھر سے نکالا تھا۔۔
اس کے باوجود بھی میں اس رشتے پہ ڈٹا رہا مگر ۔۔
اب میرے ہاتھ میں یہ بازی نہیں ہے ۔۔۔
انجی جان جو ڈیسین لے گی میں وہی کروں گا آپ کے سامنے بیٹھی ہیں آپ ان کی رائے لے لیں ۔۔۔

سلطان بیگ نے کچھ جتا بھی دیا اور بیٹی کے آگے بھی سرخرو ہو گیا اور اسما گل کے سامنے بھی اپنی بات
رکھ لی ---
انجی جان بھلا کیوں فیصلہ کرے گی اتنی سی تھی جب سے اس کے دل کی خواہش کا پتہ ہے مجھے --
اسما گل نے زمین سے تین فٹ ہاتھ اوپر کر کے ابیحا سلطان کی طرف اشارہ کیا --

ابیحا سلطان اپنے سینے پہ ہاتھ باندھے ٹکٹکی باندھے

اسما گل کی بات کو نظر انداز کر رہی تھی مگر بظاہر غور سے سن رہی تھی --

وہ تو اس پہ جان دیتی ہے اس سے محبت کرتی ہے --

اسما گل نے پرانی محبت کو یاد کرواتے ہوئے ابیحا سلطان
سے کہا --

پھوپھو جان آپ جانتی ہیں کہ آج کی صورت حال اور اس وقت میں بہت فرق ہے ---
میں آج اپنا ایک میعار بنا چکی ہوں --
اس ملک کی دوسری وزیراعلی ہوں -----

کوئی سٹینڈرڈ ہے میرا میں ایک اندھے شخص کی خدمت
میں سارا سارا دن اور ساری ساری رات اس کی بیساکھی بن کر تو نہیں گزار سکتی ---
میں بہت آگے نکل چکی ہوں بہتر ہے کہ آپ شازل کے جیسی ہی ڈھونڈ کر اس کی
شادی کروا دیں --
یا پھر کسی یتیم لاوارث بچی کے ساتھ کروا دیں ---

اسما گل کے دل کو چیرنے کے لیے ایک لفظ کافی تھا ۔۔

"اندھے"

وہ یہ سب چھ ماہ پہلے جان چکی تھی مگر خونی رشتے کی ایک اس تھی جو آج ٹوٹ گئ تھی

۔۔

بس اسما آب سن لیا ناں میں تو کل بھی یہی چاہتا تھا کہ بچے ہی
آپس میں سارے فیصلے کریں اور آج کا فیصلہ جو بھی ہوا اچھا ہوا ۔۔

اسما گل نے اٹھتے ہوئے آنسو صاف کیے ٹھنڈی آہ بھری اور

اور کسی کو بھی دیکھے بنا لاونج پار کر گئ ۔۔

سلطان بیگ نے بیٹی کو شاباش کا سائین دیا ۔
اور دونوں جیت سے مسکرا دیئے ۔۔

♡♡♡

آ گئی ہیں آپ ماما ؟

عنبر نے لاونج میں داخل ہوتے ہی اسما گل کی حالت دیکھی ۔

اور اٹھتے ہوئے ماں سے نا چاہیتے ہوئے بھی وہ سوال کر ڈالا

جس کا جواب وہ بھی الریڈی جانتی تھی ۔۔

مجھے اکیلے رہنا ہے کچھ دیر عنبر ۔۔

مجھے کوئی بھی ڈسٹرب نہ کرے اسما نے بیٹی پہ ایک نگاہ ڈالی اور اندر چلی گئ ---
شازل زمان ماں کی پس مردہ آواز سن کر مسکرا دیا --
جو وہ بیس سالوں میں ماں کو نہ دیکھا سکا وہ اس کی آنکھوں کے اندھیرے نے سمجھا دی تھی --

بہت بہت مبارک ہو ئ زندگی کی شازل زمان --
میرال آصف عنبر زمان کو لے کر ہاسپٹل پہنچی --
عنبر زمان اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی --
اسما گل کو انجائنا کا ہارٹ اٹیک ہوا تھا جو معمولی نوعیت کا تھا --
عنبر کو ماں کو دیکھ کر کافی تسلی ہوئی تھی --
وہ ماں کے ہی پاس رک گئ تھی --

مگر میرال تائی کو دور سے ہی دیکھ کر واپس پلٹنے لگی تھی ۔

میرال ؟

امان اللہ نیازی نے اسے آواز دی تھی ۔۔

میرال نے اپنا نام سن کر پلٹ کر دیکھا ۔

امان اللہ بھائی آپ ؟

میرال وہی رک گئ ۔۔۔

امان اللہ چند قدم آگے چل کر اس کے قریب چلا آیا ۔

شازل زمان اس طرف ایڈمٹ ہیں ۔۔

امان اللہ نے اپنے الٹے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا ۔۔

اوہ اچھا ؟

میرال نے انجان بنتے ہوئے کہا اسے شرمندگی سی محسوس ہوئی تھی کہ وہ ہاسپٹل آنے کے باوجود بھی شازل کو ملے بغیر جا رہی تھی --

عیادت کرنا تو مسلمان کا فرض ہے --

اس نے دل ہی دل میں شرمندہ ہوتے ہوئے سوچا۔

شکریہ بھائی میں ان کا ہی پوچھنے ریسیپشن پہ جا رہی تھی ۔

میرال نے جلدی سے بہانہ گھڑا --

آؤ میں لے چلتا ہوں ---

امان اللہ نے کہا اور اس کے ساتھ چلنے لگا --

اب کیسی طبعیت ہے شازل کی بائی دا وے --

اتنے دنوں کے حادثے کے بعد آج پہلی بار میرال نے شازل کی طبیعت کا پوچھا تھا --

کیا واقعی تمھیں اس کی پرواہ ہے میرال ؟

امان اللہ نے بہت دنوں سے لبوں پہ آئی بات میرال سے پوچھنے کا فیصلہ کر لیا --

امان اللہ بہت دنوں سے یہ ہی دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا شازل جس سے عشق کرتا ہے کیا میرال کو بھی اس میں کوئی انٹرسٹ ہے یا نہیں --

کیوں کہ جب سے وہ ہاسپٹل میں تھا شازل زمان نے اس سے پہلا سوال ہی یہی کیا تھا --

کیا میرال مجھے دیکھنے آئی تھی ؟ امان اللہ ۔

اور وہ اس شخص کی بے بسی پہ دنگ رہ گیا تھا --

تب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کی محبت کے لیے میرال سے لڑے گا اسے جتائے گا سب کچھ مگر --

ڈاکٹرز نے جب اس کے آپریشن کے بعد اسے خبر سنائی تھی۔

وہ سب ہ بھاری تھی --

شازل زمان کی آنکھیں ڈیمیج ہوئی ہیں غفران ۔
اس دن غفران سیالوی اور امان اللہ نیازی دونوں ہاسپٹل میں موجود تھے۔۔
جب ڈاکٹرز نے آنکھوں کے آپریشن کا بول دیا ۔

آپریشن کامیاب نہیں رہا تھا۔
شازل زمان کی آنکھوں میں کانچ کی کرچیاں چھبھنے سے اور خون ضائع ہونے سے آنکھیں اندھیری ہوگئ تھی ۔۔

اسما گل کو ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے یہ بات بتانے سے منع کیا گیا تھا۔
عنبر زمان کے لیے بھی یہ خبر کسی دھماکے سے کم نہ تھی ۔

مگر یہ زخم اللہ کے دیئے ہوئے تھے ۔یا پھر کسی اپنے کی

کوتاہیوں کی سزا تھی یہ برداشت کرنے تھے ان کو ۔

سو وہ بھی برداشت کر گئ --
شازل زمان کو جب یہ پتہ چلا کہ وہ اب دیکھ نہیں سکتا تو اس کے لبوں پہ ایک زخمی سی زندگی سے بیزار مسکراہٹ نمودار ہوئی اور پھر شازل زمان نڈھال ہو گیا
اس کے جسم سے جیسے روح نکلنے والی ہو --
وہ اس زخمی پرندے کی طرح بلکل بھی نہیں تڑپا تھا ۔
جو زمین پہ گرتے ہی پھڑپھڑانے لگتا ہے --
اسے بس ایک چپ لگ گئ تھی ۔
ایسی چپ جس کی کوئی چابی نہ تھی ---
تین ماہ تک ڈاکٹرز اس کی آنکھوں کیلئے کوشاں رہے مگر
جب کوئی بھی امید نہ ملی تو ڈسچارج کر دیا گیا۔

تین ماہ گھر میں بھی شازل زمان نے دنیا سے کٹ کر گزارے تھے --
اسما گل نے اسے باہر نکالنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود رہا سب --
وہ ایک امید کے ساتھ تین بار سلطان بیگ کے گھر جا چکی تھی مگر ہر بار سلطان بیگ اسے نہ ملتا ۔

اور جب ملا تو اسما گل نے سوچا کہ کاش نہ ہی ملتا تا حیات --
وہ ،اندھے ، لفظ ہی ہل کر رہ گئ تھی ---

امان اللہ نے اس کے بعد سب کچھ اللہ پہ چھوڑ دیا --

وہ میرال کو اس لیے بھی نہ کچھ بتا سکا کہ شازل زمان نے اسے اپنا بھرم رکھنے کی قسم دی تھی --
میرال اس کے روم میں داخل ہوئی تھی --

شازل زمان اپنی آنکھوں پہ بازو رکھے سیدھا لیٹا ہوا تھا ۔

اس کے اوپر اب چادر تھی ۔۔
کچھ وائرسز اب بھی شازل کے بدن کے گرد لپٹی تھیں ۔۔

!بہت دیر کر دی مہرباں آتے آتے ۔۔۔

شازل کی زبان سے بس یہ ہی مصرا پڑھا گیا تھا شاید ۔۔
کوئی اور موقع ہوتا تو شاید وہ زبردستی بھی میرال آصف کو سنا دیتا ۔۔۔

مگر یہ ایک گلہ تھا جو آپ و آپ ہی شازل زمان کے لبوں پہ آن مچلا تھا ۔۔

امان اللہ اسے دروازے پہ چھوڑ کر واپس مڑ گیا تھا ۔۔

میرال سے کیا ہوا سوال ادھورا رہ گیا تھا ۔۔

تم اب واپس آ سکتے ہو مزمل شیخ ۔۔

اپنا کام ادھورا تو رہا مگر بہترین رہا ۔

میں تو چاہتا تھا کہ وہ زندگی ہی کھو بیٹھے مگر
وہ اندھا ہو گیا ہے یہ بھی بہت ہے اس کے لیے ساری زندگی

اندھیری قبر میں رہ گا ۔۔چلا تھا میرے سے پنگا لینے ۔۔

سلطان بیگ نے راکنگ چئیر پہ جھولتے ہوئے کہا --

ان کے سامنے صوفے پہ ان کے کرائم پارٹنر احمد خان بھی بیٹھے تھے --

سلطان بیگ نے ہنستے ہوئے موبائل ڈسکنیٹ کر دیا --
یہ کس کی بات ہو رہی تھی بیگ صاحب --؟

احمد خان اپنی ٹانگ دوسری ٹانگ پہ رکھتے ہوئے
سلطان بیگ سے پوچھنے لگے --
تمھیں بتایا تو تھا خان --
شازل زمان کچھ زیادہ ہی میرے سامنے بول رہا تھا --

میری بیٹی کو ٹھکرا کر اس دو ٹکے کی میرال آصف ۔آصف حیدر کی بیٹی پہ مہربان تھا --

اپنی بیٹی بھی تو بہت جزباتی ہو رہی تھی ناں بیگ صاحب --

احمد خان نے بیچ میں ایک اور لقمہ دیا --
تبھی تو مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑا اپنی اکلوتی بیٹی کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا --
اس لیے اس کا ایکسیڈنٹ کروایا اور مروانا چاہتا تھا
مگر اس کی زندگی لمبی تھی اس لیے بچ گیا --

مگر جو اس کے ساتھ ہوا وہ بھی بے حد اچھا ہوا --

اس طرح خود ہی اتر گیا وہ انجی جان کے دل سے --

باہر چائے لاتی مسسز سلطان بیگ کے ہاتھ ہی نہیں پورا جسم کپکپایا تھا --

چائے کی ٹرے تھر تھر کانپ اٹھی تھی کپ سلپ ہو کر زمین بوس ہوئے تھے --

سلطان بیگ نے پیچھے مڑ کر دیکھا دروازے میں کھڑی بیگم پہ اچٹتی نظر ڈالی --

جاہل عورت یہاں کیا کر رہی ہو --
چائے کسی ملازمہ کے ہاتھ بھی بھیجوا سکتی تھی --

مگر تمھیں میری ٹوہ میں رہنا ہے تم بھلا کیوں کسی اور کو بھیجتی --

سلطان بیگ نے دانت میچتے ہوئے اسے باہر نکالا --
آپ اتنے گھٹیا ہو سکتے ہیں سلطان بیگ کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی ایک بیٹی کا دل رکھنے کے لیے ایک بیٹی کا دل توڑ دیا --

وہ بھی تو اس گھر کی ہی بیٹی تھی ---

میرے سامنے زبان مت چلاؤ الفت --

الفت بیگ چلائیں تو سلطان بیگ نے آگے بڑھ کر تھپڑ مارنا چاہا --

بیگ صاحب جانے بھی دیجیئے ---

بھابھی کی طبیعت کا تو آپ کو پتہ ہی ہے ---

احمد خان نے خوشامدی لہجے میں کہا --

اس عورت سے کہو یہاں سے چلی جائے ورنہ میں کچھ کر بیٹھوں گا ۔

احمدخان کے باہر آنے پہ سلطان بیگ نے اور بھی چلا کر کہا ۔

اور ہاں ایک اور بات الفت بیگ کے قدم سلطان بیگ کی آواز پہ رکے ۔

آگر تم نے یہ بات ادھر سے ادھر لگانے کی کوشش بھی کی تو اس عمر میں تمھارا,منہ کالا کرتے مجھے دیر نہیں لگے گی۔

سلطان بیگ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی الفت بیگ کو بے عزت کرنے میں ۔وہ آنسوؤں کو ضبط کرتی نیچے سے نیچے زینہ بائی زینہ اترتی چلی گئی ۔
سلطان بیگ دوبارہ اپنی نشست پہ جا بیٹھے۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یہاں آفس بنے گا کیونکہ کہ یہ ایئرپورٹ کے قریب ہے اور مین روڈ پہ ہے اس سے بیسٹ جگہ نہیں ہو سکتی ۔
چلیں پھر کریں ابتدا ۔
یہ نقشہ پکڑیں اور آج ہی گھر خالی کروا کر اس پہ کل سے کام شروع کروا دو ۔۔

آجائیں میرے ساتھ ۔فالو می ۔۔

ابیھا سلطان چند آفیسرز کے ساتھ زمان ھاوس کے سامنے موجود تھی ۔

اس کے ہاتھ میں اپنا نیو آفس بنانے کے لیے الگ الگ نقشے تھے ۔

جو ابیھا نے خاص باہر سے منگوائے تھے ۔۔

اس کے ساتھ اپنا لائر اور چند الگ الگ کمپنیز کے ویل ایکسپیرینس

انجینئرز بھی تھے ۔۔

اپنے اسٹینٹ رضا کے ساتھ بڑے مغرورانہ انداز میں چلتی ہوئی آ رہی تھی ۔۔

میرال آصف نوٹس لیے کتابوں میں مگن تھی ۔۔

ان چھ مہینوں میں کچھ نہیں بدلا تھا تو وہ تھی میرال آصف
وہ سب سے الگ تھلگ اپنی زندگی میں مگن تھی ۔۔

اسے افسوس تھا کہ شازل زمان گھر کا ہو ، ، گیا تھا ۔

سارا کام امان اللہ کے ہاتھ میں تھا اور آج بھی امان اللہ شازل زمان کے
آفس فائلز لائے اور کچھ نوٹس بھی ۔۔

سلطان بیگ نے سارے شئرز اپنے بزنس پارٹنر احمد خان کے ساتھ منتقل کر دیئے
ہیں۔۔

امان اللہ بہت چیپ نکلا یہ شخص ہمیں روڈ پہ لا کر چھوڑدیا ہے ۔

اور یہ سب کچھ ایک عورت کے انتقام اور بے وقوفی نے کیا ہے ۔۔

اور اس گھر کی بھاگ دوڑ ایک پرائے مرد کے ہاتھ میں دے کر اس کا

نتیجہ ہمارے سامنے ہے ۔۔

اور اب میرال بھی اسی ڈگر پہ نکل پڑی ہے مگر میں اسے ایسا نہیں ہونے دوں گا ۔۔

شازل زمان آج بھی اسی جھولنے والی چیئر پہ اپنے کالے چشمے لگائے

کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے --

امان اللہ ان کے برابر ہی چئیر گھسیٹ کر بیٹھ گیا تھا ۔

شازل زمان سے بہت سے راز امان اللہ نے اس کے بھی چھپا لیے تھے۔

کہ وہ ایک سانحہ سے گزر رہا ہے مزید صدمہ اس کے لیے ٹھیک نہیں تھا --
شازل ایک درد سے مسکرایا تھا --

میرے بھائی ۔امان اللہ کو اس کی مسکراہٹ ایک قیامت کی طرح لگی تھی --

امان اللہ نے اپنا دایاں ہاتھ شازل زمان کے رائٹ شولڈر پہ رکھ کر دبایا --

امان اللہ !شازل نے بھی اپنا بایاں ہاتھ امان اللہ کے ہاتھ پہ رکھا --

جو اس کے کندھے پہ تھا--

اب وہ وقت آگیا ہے --امان اللہ کہ میرال پہ کی ہوئی سختی اس کو

سکھایا ہوا ہر وار امان برقرار استعمال میں لایا جائے --

آج ایک راز سے پردہ اٹھانے لگا ہوں امان اللہ ۔یہ راز پہلے صرف میرا

تھا مگر آج تمھیں بتا کر اپنے راز کا شریک بنا رہا ہوں مجھے تم پہ

بھروسہ خود کے جیسا ہے --

میرال آصف میری محبت ہی نہیں میری حیات ہے --

اسے زندگی کے ہر دکھ سے دور رکھنے کا میرے پاس ایک ہی حل تھا --

اور وہ تھا اس خوبصورت معاشرے سے بچانا اور اپنی لڑائی آپ لڑنا۔

میں نے اپنی ماں کا جب اس کے ساتھ رویہ دیکھا تو میں اس کی

ڈھال بننے کے بجائے اس کا سایہ بن گیا جو اس کے ساتھ ساتھ تو

رہتا مگر اسکی کوئی مدد نہیں کرتا --

اس کے دائیں بائیں رہتا مگر اسے تھامتا نہیں تھا ۔۔

اسے گرتے دیکھ کر اسے اٹھنے کی ہمت دیتا تھا اٹھاتا نہیں تھا ۔۔

شازل نے اپنی سٹیک ٹٹولی اور اس جگہ ونڈو میں جا کھڑا ہوا۔۔

امان اللہ بھی چپ چاپ اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا ۔۔

شازل نے اپنی بات وہی سے شروع کی ۔۔

جہاں سے سلسلہ ٹوٹا تھا ۔۔

یہ میرال آصف اپنی لائف میں جب سے آئی ہے ہر چیز گڑ بڑ ہو رہی ہے --
اس کی وجہ سے ہم یہاں ان سلاخوں کے پیچھے ہیں --
کاشان اور آکاش بار بار بڑ بڑا رہے تھے --
شاہ زین بس خاموشی سے دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھا تھا

کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کے دل و دماغ میں کیا چل رہا ہے ۔
اسے زرا سا ڈر اپنے باپ کا بھی تھا کیوں کہ وہ اس پارٹی میں جانے کی بجائے مسلسل مستیوں میں لگا تھا --

بار بار آنے والی احمد خان کی کالز کا آنسر بھی نہیں کر رہا تھا ۔

اور اب احمد خان کا غصہ عروج پہ ہو گا --
ہاں بھئی نوجوانوں بڑی مستی چڑھی ہوئی ہے ۔

؟

غفران سیالوی ابھی ابھی تھانے میں انٹر ہوئے تھے ۔

وہ ان کو بند کرنے کے بعد باہر چلے گئے تھے ۔ان کی ابھی انٹری ہوئی تو وہ سیدھا ان چھ لڑکوں کے گروپ کے پاس چلے آئے ۔۔

تم جانتے نہیں ہو ایس۔ایچ۔او ۔؟

کہ ہم کن کے بچے ہیں ۔سب سے پہلی آکاش نے کی تھی ۔
بہت بڑی غلطی کر دی ایس ایچ او ۔
ہمارا قصور کیا ہے ۔۔
ہم مستیاں کر رہے تھے اور وہ تو ہر کوئی کرتا ہے ناں ۔۔

سب ایک ایک کر کے کچھ نہ کچھ بول رہا تھا --

غفران نے کان کے اندر انگلی ٹھونس کر کھجایا ۔

جیسے ان کے کان واقعی پک گئے ہوں ان کی آوازوں سے --
سب کچھ نہ کچھ بول رہے تھے --

مگر شاہ زین نہ جانے کیوں آج خاموش تھا --

شاہ زین تو کیوں نہیں کچھ بول رہا --؟

ایک دوست نے اس کا کندھا جنجھوڑہ ۔

اے آفیسر زیادہ سوال جواب کیوں کر رہا ہے --

جتنی تیری اوقات اتنی ہی بات کر --

شاہ زین سب دوستوں کو پیچھے دھکیلتا سلاخوں کے پاس کھڑے غفران کو بڑے دبدبے اور حقارت سے کہا --

غفران نے قہقہہ لگایا وہ جانتا۔ تھا کہ یہ لڑکا اس وقت ہوش میں نہیں ہے --

گل خان ان سب کو جانے دو --

جی صاحب --

غفران نے کچھ سوچ کر انھیں جانے کا آرڈر دیا --

اور کانسٹیبل کو اشارہ کر کے اپنے کیبن میں آ گیا--

دیکھا پھر ایس ایچ او کیسے ڈر گیا--

شاہ زین کچھ اور ہی سمجھ بیٹھا تھا۔
وہ کچھ زیادہ ہی شیر ہوا۔

جبکہ غفران کے پاس میرال کی کال آئی تھی ۔

غفران صاحب میں نے ان کی کمپلین نہیں لکھوانی ۔۔

یہ سب لڑکے سٹوڈنٹس اور میرے کلاس فیلوز ہیں ۔

۔اور میں ہرگز ان کا فیوچر خراب نہیں کر سکتی ۔۔
سو پلیز آپ ان کو ڈرا کر چھوڑ دیں ۔۔

غفران کو پہلے تو بہت عجیب لگا ۔

مگر پھر اس نے بھی میرال کی بات مانتے ہوئے انھیں چھوڑ دیا۔

حالانکہ کہ غفران سیال جانتا تھا کہ یہ کس نسل کی پیداوار ہے --
مگر پھر بھی وہ میرال کا نام رکھ گیا۔
اپنا پہلا اصول توڑ دیا --

فرید چاچا دروازہ کھولیں --

ابیجا سلطان نے اتنے ہی حق کے ساتھ فرید چاچا)گیٹ کیپر(

کو حکم دیا جتنا وہ بچپن سے لے کر اب تک کرتی آئی تھی۔
فرید چاچا نے گیٹ کھول دیا --

ابیجا سلطان بڑے دھڑلے کے ساتھ اندر انٹر ہوئی ۔۔

ایکسوزمی ۔؟
میرال نے جھکا ہوا سر اٹھا کر دیکھا ۔۔

ابیجا سلطان پہ نظر پڑی ۔قلم کی نوک کو ٹھوڑی پہ رکھا ۔۔

علامہ اقبال کی طرح ۔۔۔مگر کہا کچھ بھی نہیں بس مسکرا دی ۔۔
رسی جل گئ مگر بل ابھی بھی باقی ہیں ۔۔

ابیجا سلطان نے مثال بھی اپنی مرضی کی دی ۔۔

میں چھوٹے لوگوں کی چھوٹی سوچ سے ہمیشہ دور رہی ہوں --

میرال نے اسے پہلے والے بھی کچھ حساب لوٹائے تھے --
ابیحا سلطان سمجھ رہی تھی وہ آج میرال سے ملے گی تو اس کو شکستہ دیکھے گی تو اسے کتنی خوشی ہو گی --

مگر شاید ابھی اسے پتہ نہیں تھا کہ الٹا وہ ہی بے عزت ہونے والی ہے ۔

میم اس گھر کے اونر کو بلائیں ۔؟ وکیل شیخ سکندر نے
ابیحا کا اشارہ ملنے پہ میرال سے کہا --
جی ضرور --
میرال وہاں سے ہٹنا چاہتی تھی اس لیے اس نے بحث کیے بنا ہی چیئر چھوڑ دی اور اوپر کی جانب بڑھ گئ --

♡♡♡

اس کے قدم عین دروازے کے بیچ رک گئے --
میں نے اسے سٹور روم میں بند کر دیا مگر وہ چپ چاپ بیٹھنے والی یا ڈرنے والی نہیں تھی

سٹور روم میں ایک چھوٹی سائز کی ونڈو تھی جس سے وہ کود گئ --
اور اس کے سر پہ چوٹ لگی میری بد قسمتی تھی کہ اوپر سے بابا آ گئے --

بابا نے ایک نظر خون میں لت پت میرال کو دیکھا اور پھر سٹور روم کی جانب نگاہ اٹھائی

--

میں پردے سے دیکھ رہا تھا بلکل یہی اسی جگہ کھڑا تھا ۔

ماضی اس کے سامنے آن کھڑا تھا۔۔

♡♡♡

ڈاکٹر ہمایوں جلدی سے میری بچی کو چیک کریں یہ زینہ سے گر گئ ہے ۔۔

زمان حیدر نے کلینک میں انٹر ہوتے ہی سامنے سے آتے ڈاکٹر ہمایوں کو آواز دی ۔۔
ڈاکٹر ہمایوں نے معائنہ کے بعد ڈریسنگ کر کے ان کو تسلی دی کہ وہ بچی بروقت علاج ملنے پہ ٹھیک ہو جائے گی ۔

بس تھوڑا اسے ٹینشن سے اور مزید چوٹ نہ لگے اس کا دھیان رکھنا ہوگا ۔۔
ورنہ ان کی دماغی حالت خراب ہو سکتی ہے ۔۔
ہمایوں نے تسلی سے بات سمجھائی وہ دوست بھی تھے اور کلاس فیلوز بھی ۔
زمان حیدر نے گہری سانس بھری ۔۔

یااللہ تیرا شکر ہے میں اپنے بھائی کو کیا منہ دیکھاتا اس کی یتیم بچی کو نہ سنبھال سکا ۔۔

ہمایوں ؟ حیدر زمان نے ڈاکٹر ہمایوں سے کہا ۔۔

تم میرال کا دھیان رکھنا میں اس کی ماما کو یہی بلا لیتا ہوں ۔
کیوں کہ ابھی اس کو ابزرویشن میں رکھنا ضروری تھا ۔۔

مجھے ایک کام ہے ۔۔

میں شاید لیٹ واپس آؤں ۔

حیدر زمان ڈاکٹر ہمایوں سے مصافحہ کرتے میرال کو ایک نظر دیکھتے موبائل کان سے لگاتے باہر نکل گئے ۔۔

پہلی کال انہوں نے نورین طلعت کو کی۔
اور دوسری کال انہوں نے اپنے قابل بھروسہ دوست کو کی تھی ۔

السلام علیکم !زمان حیدر مجتبیٰ حسن سیال کے گھر داخل ہوئے تو مجتبیٰ حسن نے زمان حیدر کے گلے ملتے ہوئے سلام کیا۔
بڑے دنوں بعد چکر لگایا ہے میرے یار نے؟ کہاں بزی تھا ۔

! مجتبیٰ نے بیٹھتے ہوئے پوچھا

بزی تو بہت رہا ہوں مجتبیٰ شاید اسی لیے رشتے کھو بیٹھا ہوں --

زمان حیدر افسردہ نظر آ رہے تھے --

سب ٹھیک ہے ناں زمان میرے یار --؟

مجتبیٰ بھی پریشان ہوا --
تمھاری بھابھی نے پہلے تو مجھے بہت تنگ کیا ہے جو کہ تم جانتے ہو --

زمان حیدر نے بات شروع کی --
تم جانتے ہو سارے قصے کو --
اس نے اپنے ٹھکرائے جانے کی تزلیل کو آج تک انا کا مسلہ بنایا ہوا ہے --

میرے ساتھ اس نے جو کیا میں سہہ گیا پی گیا ہوں میں ان زہریلے الفاظوں کو --
اپنی اولاد کی خاطر مگر اب وہ میرے بچوں کی شخصیت
بگاڑ رہی ہے ان کو مجرم بنا رہی ہے --

ان کے ضمیر کو مار رہی ہے اور تو اور ان کی تربیت ہی

شیطان کے جیسی کر رہی ہے --

زمان حیدر نے شروع سے لے کر ساری کہانی مجتبیٰ کے گوش گزار کر دی --
مجتبیٰ بھی سوچ میں پڑ گئے --

میں جانتا ہوں زمان کہ بھابھی نے اس رات کو آج تک نہیں بھولایا --
مجتبیٰ نے بھی بیس سال پہلے کی اس کہانی کو یاد کیا۔
جو آصف حیدر کر گزرے تھے --

اسے اچھے سے یاد تھا کہ کیسے آصف حیدر کے نام کی انگوٹھی پہنے کتنے خواب سجائے یوں گے اسما گل نے --

مگر آصف حیدر ان کی مشترکہ کلاس فیلو نورین طلعت کو دل دے بیٹھا تھا --
حیدر علی آصف کے والد زبان کے پکے تھے --

اپنی من مانی کرنے والے اولاد سے زیادہ اپنے اصولوں کے
پابند تھے --
اسما گل اور نورین طلعت فرینڈز کے ساتھ ساتھ نیبرز بھی تھیں --

آصف نے اپنی منگنی پہ ہی نورین طلعت کو دیکھا تھا ۔

اور پھر وہ منگنی بھول گیا ۔انگوٹھی پہنائے بغیر واپس آگیا ۔

حیدر علی نے بات سنبھال لی کہ ہمارے ہاں نکاح سے پہلے
لڑکا لڑکی کے گھر نہیں جاتا --
اسما گل ان کے فیملی فرینڈ کی بیٹی تھی --

حیدر علی رنگ پہنا کر گھر آ گئے تھے -- زمان حیدر اور آصف حیدر کی والدہ حیات نہیں تھیں --

اس لیے ان کی کم ہی سنی جاتی تھی ---زمان حیدر بڑا ہونے کے ناتے صابر شاکر اور سلجھے ہوئے انسان تھے ۔

مگر آصف حیدر اپنے باپ حیدر علی کی کاپی تھے --

ان کی طرح اپنی بات کے پکے اپنی من مانی کرنے والے

اپنے لیے جینے والے اور اپنے ہی دل کی سنتے تھے ۔۔

اسما گل سے شادی پہ اسے پہلے ہی اعتراض تھا ۔
مگر وجہ زمان حیدر بھی تھے ۔۔

زمان حیدر کی ایکسیڈینٹ میں ٹانگ چلی گئ تھی ۔۔

جس کی وجہ سے وہ لنگڑا کر چلتے تھے ۔۔

آصف حیدر زمان حیدر کے زیادہ قریب تھے ۔۔

اور زمان حیدر سے بے حد پیار کرتا تھا ۔۔

ایک دن حیدر علی اور ان کے دوست سب جمع تھے --

باتوں باتوں میں شادی کی باتیں چھڑ گئیں --

حیدر علی زمان حیدر کے لیے بہت پریشان رہتے تھے --

محمود بیگ کی دو بیٹیاں تھیں ---
سب دوستوں نے محمود بیگ کی جانب دیکھا --

کیوں محمود صاحب رشتے داری نہ ہو جائے اپنے یار

حیدر علی کے ساتھ تمھاری بھی دو بیٹیاں ہیں اور

اور ان کے بھی دو بیٹے ہیں ---

ادھر ان کی بھی ماں نہیں ہے ان کی بھی ماں نہیں ہے ۔
ایک دوست نے محمود سے بات چھیڑ دی --
اور یوں ان دو بھائیوں کا رشتہ ان سے پوچھے بنا ہو گیا --

حیدر علی طے کر کے رشتہ بیٹوں کو بتا دیا زمان خاموش رہا مگر آصف بگڑ گیا --

زمان حیدر کا رشتہ اسما گل کے ساتھ جب کہ رعنا گل کا رشتہ آصف کے ساتھ طے تھا
--
مگر کہانی الٹ گئ اسما گل لاڈلی بیٹی تھی اور رعنا گل۔
اس سے زیادہ نک چڑھی ۔

اسما گل کو آصف علی پسند آیا جب کہ رعنا کو پہلے سے ہی کوئی پسند تھا ۔۔
محمود بیگ اس میں کچھ بھی نہ کر سکتے تھے کہ انہوں

نے تینوں بچوں کو حد سے زیادہ ڈھیل دے دی تھی ۔۔

تینوں اپنے باپ کی ایک نہ سنتے تھے اپنی من مانی کرنے والے تھے ۔۔

سلطان بیگ نے بہنوں کو کہہ رکھا تھا وہ میرے کام میں

مداخلت نہ کریں اور میں ان کے کاموں میں نہیں کروں گا ۔

آوارہ مزاج کا آوارہ پنچھی تھا وہ ۔۔

یہ بیسویں صدی ہے۔ پاپا ہم انیس سو سینتالیس میں نہیں کہ آپ کسی جانور کی طرح ہمارا سودا کر آئے ہیں --

آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہ میں ایک لنگڑے شخص سے شادی کروں گی --
یہ اسما گل تھی --
دونوں اپنے باپ کے آمنے سامنے بیٹھی بحث مباحثے میں لگی تھیں --
محمود بیگ کو آج احساس ہوا تھا کہ اس نے اپنے بچوں کو

آزادی دے کر خود کو ہی دو کوڑی کا کر دیا ہے --

میں زبان دے آیا ہوں بیٹی اب کس منہ سے انکار کروں --؟

پاپا اسما گل ان کے پاس صوفے پہ آ بیٹھی جبکہ رعنا سامنے

والے صوفے پہ براجمان رہی ۔

رعنا گل ٹانگ پہ ٹانگ رکھے چیونگم چبانے میں لگی تھی
محمود بیگ ایک بے بس باپ کی طرح سر جھکائے ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہے
تھے ۔۔.
مگر سب بے سود تھا ۔۔

آصف تم اگر میری بات نہیں مانو گے تو میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے ۔

آصف حیدر اپنے باپ کے سامنے ڈٹ گیا تھا ۔۔۔

بات سنتے ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے ۔
مگر باپ کی بیک پہ گرج دار آواز سن کر رک گیا ۔۔

مگر زمین پہ طے کیے جانے والے رشتہ کی کوئی اوقات نہیں تھی عرش بریں پہ کیا ہوا رشتہ طے ہونے والا تھا۔۔
آصف نے قدم واپسی موڑ لیے تھے زمان حیدر نے بھی بھائی کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے ۔۔

بھائی آپ جانتے ہیں کہ میں اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتا ہوں مگر بابا جان کسی کی سننا ہی نہیں چاہتے ۔۔
آصف میری جان میرے بھائی تمھیں کوئی پسند تھی تو تم مجھے بتاتے میں پہلے ہی بابا جان سے بات کر کے سنبھال لیتا مگر اب تم جانتے ہو کہ وہ زبان دے کر آئے ہیں ۔
وہ اپنی جان دے دیں گے مگر زبان سے نہیں مکریں گے ۔
زمان حیدر آصف حیدر کو اپنے روم میں لائے تھے ۔۔

اور انھیں سمجھا رہے تھے مگر آصف بہت بپھرا ہوا تھا ۔۔

مگر باپ کو بھی جانتا تھا اگر انہوں نے کہا تھا کہ وہ مر جائیں گے تو اس کا مطلب تھا کہ وہ مر جائیں گے ۔۔

اور یہ اسما گل کا رشتہ وہ بچپن سے ہی طے کر چکے تھے

مگر وہ باتیں ان دو عورتوں کے ساتھ ہی دفن ہو گئ تھیں ۔

جن کے درمیان یہ بات چیت طے ہوئی تھی مزاق مستیوں میں ۔۔
اسما گل کی والدہ فاطمہ بیگ اور آصف حیدر کی والدہ نور جہاں کے درمیان ہوئی تھی مگر وہ دونوں دوستیں بہت

کم عمری میں ہی داغ مفارقت دے گئ تھیں --
انھیں اپنے اپنے لائف پارٹنر جو بتانے کا موقع نہیں ملا تھا
اپنے ساتھ ہی اس راز کو لے گئ تھیں --
آصف حیدر نے اپنے بھائی کی گود میں سر رکھا اور وہی سو گیا --

وہ ایسا ہی تھا مخلص نڈر باہمت باحیا نوجوان اور رشتوں کا احساس کرنے والا --
جتنا بھی اداس ہوتا کسی کو پریشان کیے بنا ہی پھرا کرتا ۔
خود سے لڑتا رہتا یا پھر چپ چاپ اپنے روم میں آکر سو جاتا ۔

اسے کوئی پسند نہ تھی ورنہ وہ بھی کبھی پیچھے نہ ہٹتا
اسی لیے وہ خاموش ہو گیا --

میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں بابا اور میں شادی بھی اسی سے کروں گی --
رعنا گل یہ کہتے ہوئے ٹھک ٹھک کرتی اوپر جانے لگی مگر

محمود بیگ کی گونج دار آواز اسے نیچے لے آئی--

تو پھر اس کو بلاؤ اور اس کے ساتھ اس گھر سے رخصت ہو کر ہمیشہ کے لیے دفع ہو جاؤ
--

محمود بیگ کی آواز نے اس کے قدم برف کے کر دیئے --وہ ایک مجسمہ کی طرح رکی اور
پھر تیزی سے اوپر بھاگ گئ --
وہ بہت دیر تک روتی رہی اور پھر کچھ سوچ کر موبائل اٹھایا --اور نمبر ڈائل کیا --
ایک بار کیا کال نہیں ریسیو ہوئی دو بار تین بار کئ بار
کال نہ ریسیو ہوئی تو اس نے موبائل کو پٹخ دیا --

اور چھت کو گھورتی رہی --

صبح آصف اور زمان کو آنا تھا دونوں ایک دوسرے کو دیکھ لیتے --

اور اس کے پاس آج کی ہی رات تھی --

محمود بیگ نے بس ایک رات کا ہی اسے ٹائم دیا تھا --

مگر اس کا کنٹیکٹ نہ ہو سکا --

اور صبح ہو گئ --

رعنا گل سامنے آئی تو بس بے بسی کے ساتھ اور اسما گل نے

زمان حیدر کے سامنے کہہ دیا کہ وہ شادی زمان سے نہیں آصف سے کرے گی --

علی حیدر تو جیسے ان کی سب ماننے کو تیار بیٹھے تھے فوراً مان گئے اور منگنی کا دن طے ہو گیا --

مگر آصف کے دل میں اسما گل کی یہ بات جیسے خنجر بن کر لگی ۔
یہ بات وہ الگ سے کرتی یا پھر اپنے والد سے کرتی
مگر اتنی دیدہ دلیری سے زمان حیدر کا دل توڑ گئ کہ آصف کے دل میں جگہ سے پہلے ہی اتر گئ --
اور آصف نے بھی غصہ سے وہ جگہ چھوڑ دی --
زمان حیدر بڑا ہونے کے ناطے سب ہی گیا --
ورنہ دل تو اس کا بھی ٹوٹا تھا کہ اس کے سامنے ایک لڑکی نے اس کی ٹانگ کی وجہ سے ریجیکٹ کر دیا وہ بھی اتنی آسانی سے اس کے منہ پہ ہی --
آصف کو خود غرض رشتے پسند ہی نہ تھے --

زمان حیدر کی نظر میں آصف نے پڑھ لیا تھا کہ وہ اسما گل کو ہی اپنی شریک حیات مان چکا تھا مگر اس کی ہٹ دھرمی پہ خاموش ہو گیا اسے بھی تو اپنا پردہ منظور تھا --

بھائی آپ جو مرضی کہہ لیں میں اسما سے اب شادی نہیں کروں گا تو نہیں کروں گا --

زمان حیدر اسے سمجھا بجھا کر منگنی میں تو لے گئے مگر وہاں نورین طلعت موجود تھی --

حسین پری۔ کتابی گول مٹول چہرہ صاف
موٹے موٹے نین نقش آصف پہلی ہی نظر میں اس کی خوبصورتی سے زیادہ اس کے
سریس اور سلجھے ہوئے سبھاؤ سے ایمپریس ہو گیا --
اور اپنی ہی منگنی والے دن وہاں سے چلا گیا ---
مگر اس کی وجہ اس کی پسند نہیں تھی ---

رعنا گل تھی --
نورین طلعت کو دیکھ کر آصف اپنے حواس کھو رہا تھا ۔

خود کو کمپوز کرنے کے لیے باہر لان میں نکل آیا مگر ایک کونے میں ایک آواز سنائی دی تو وہ اسی طرف چلا آیا ---

میں خود کشی کر سکتی ہوں طلحہ مگر کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی ایک ہفتے سے تم مجھے ٹال رہے ہو آج میری منگنی ہے تمھیں اگر میری پرواہ ہے تو مجھے ابھی اور اسی وقت لے جاؤ --

میں نے سب تیاری کر لی ہے بس تم آ جاؤ --تو ہم چلیں سب فنکشن میں بزی ہیں --کسی کو شک بھی نہیں ہوگا --

ہاں ہاں میں نے سارا زیور بھی کے لیا ہے اور کیش بھی دس لاکھ ہیں میری پاس -- طلحہٰ شاید اس کے پیسوں میں دلچسپی رکھتا تھا --

رعنا گل کی آواز موبائل فون کے اس پار تو اچھی طرح پہنچ گئ تھی مگر اس کے پیچھے کھڑے آصف حیدر نے بھی سن لی تھی اور نہ صرف سنی تھی اس کے دل کے بھی آر پار ہو گئ تھی --

دونوں بہنوں کو کیا میرا بھائی مزاق لگتا ہے ---

آصف حیدر نے رعنا گل کو کھینچ کر ایک تھپڑ رسید کیا اور

لان سے باہر نکلتا چلا گیا --

یہ سب کچھ اس کے علاؤہ کسی نے دیکھا تھا تو وہ تھی نورین طلعت --

وہ احساس سے بھرپور شخص نورین طلعت کو بھی اچھا لگا مگر وہ اسی کی منگنی میں آئی تھی اسی لیے اس نے اپنا دھیان ہی نہیں دیا تھا --

آصف حیدر سامنے کھڑی نورین طلعت کو دیکھ کر ان دیکھا کر کے جا چکے تھے مگر وہ بہت کچھ سوچ چکا۔ تھا --

تین دن تک مسلسل سوچ بچار کے بعد آصف حیدر نے نورین طلعت سے ملنے کا فیصلہ کیا --
اور اس کی یونیورسٹی پہنچ گیا ---اس نے کوئی بھی لگی

لپٹی رکھے۔ بغیر اپنی پسند سے لے کر ناپسند تک سب بتا دیا --
آپ جانتی ہوں گی ان کو میرے سے زیادہ اس لیے مجھے مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے --

آصف کہہ کر خاموش ہوا سب کچھ --

نورین طلعت نے صاف انکار کر دیا کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ آصف کی اور زمان حیدر کی چار دن بعد شادی ہے --

اس لیے وہ راستے سے ہٹ گئ ---

مگر وہ اب تو راستے میں آ چکی تھی ہٹنا پاسیبل نہیں تھا ۔

آصف حمیاد تم ابھی تک سو رہے ہو اپنی بارات ہے آج شاید تمھیں یاد ہو کہ ناں یاد ہو۔

آصف حیدر مزے سے رات کو لیٹ آیا تھا اور ابھی تک سو رہا تھا --
زمان حیدر نے مزاق میں آکر اسے کھری کھری سنائیں۔

آصف مردہ دل کے ساتھ اٹھ گیا اور کسی فرمانبردار چھوٹے سے بچے کی طرح تیار ہونے چل دیا --

دیکھو رعنا صاف سی بات ہے میرے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے میں غریب سے والدین کی اولاد ہوں --
تم اگر میرے لیے کچھ کرنا چاہتی ہو تو تمھیں میرا ساتھ دینا ہوگا --
میری بات ماننا ہو گی --
شادی تک تم ویٹ کر لو تمھیں جو زیور ملے گا پارلر کے آنا اور باقی کا سامان بھی مجھے ایک دن پہلے دے دینا ہم اپنے بیسٹ فیوچر کے لیے اتنا تو کر سکتے ہیں --
طلحہٰ نے اس بیوقوف سی رعنا کو چکنی چپڑی باتوں میں لگایا اور وہ آ بھی گئ ۔
اس لیے شادی تک ڈیلے ہو گیا ان کا پروگرام مگر آصف حیدر ایک پل کے لیے بھی اس سے غافل نہیں تھا ---

ایک ایک پلان میں شامل رہا آصف نے تمام ریکارڈنگ نکال کر سن لی تھی اور اب وہ اس دن کا شدت سے انتظار کر رہا تھا ۔۔۔

بارات آگئ بارات آگئ ۔۔

بیگ ولاز کے سامنے ہی ٹینٹ لگا دیئے گئے تھے ۔۔
ہر طرف خوبصورت پھولوں اور لال سرخ انگارہ جیسے وہ ٹینٹ بہت بھلے لگ رہے تھے ۔۔

بارات کے استقبال کے لیے کچھ افراد باہر کھڑے تھے بارات جوں ہی سامنت سے آتی دیکھائی دی ایک شعر برپا ہو گیا ۔۔

مگر اس شور میں ایک سامنے والا گھر ایسا بھی تھا جہاں ابھی ابھی ایمبولینس آن رکی تھی

--

لوگ بارات کے استقبال میں پھول نچھاور کرنے لگے --

اس بارات میں ایک دلہا ایسا تھا جس کی نظر استقبالیہ خواتین کی بجائے سامنے کھڑی ایمبولینس پہ پڑی اور نورین طلعت کی گھبرائی ہوئی صورت پہ پڑی تو عہ سب کچھ بھول بھال کر وہاں لپکا تھا اور ایمبولینس سروس کے ساتھ اس نے اپنی خدمات بھی پیش کر دیں --

نورین طلعت اس وقت اپنے حواس میں نہیں تھی ۔

اس وقت اسے بینڈ باجے زہر لگ رہے تھے اس کی ماں کو دل کا دورہ ایک بار پھر پڑا تھا اور وہ سب کچھ بھول بھال کر

ہاسپیٹل جا پہنچی ۔اور وہ اس وقت اکیلی نہیں تھی --

آصف حیدر بھی اس کے ساتھ ہاسپٹل جا پہنچا --

بیگ ولاز میں ایک ہلچل مچ گئ تھی کہ دلہا فرار ہو گیا ہے --

اور یہ آواز اسما گل کے کانوں تک بھی پہنچ چکی تھی --

وہ دلہن بن کر ابھی آئی تھی اور سٹیج پہ بیٹھی اپنے ہم سفر کا ویٹ کر رہی تھی --
مگر آصف حیدر کی وہ ایک جھلک بھی نہ دیکھ سکی ۔

آپ کو آپ کی والدہ اندر بلا رہی ہیں ۔
ڈاکٹر نے نورین طلعت کے پاس آکر کہا اور خود دوبارہ آئی ۔ سی ۔یو روم کی طرف بڑھ گیا
۔

نورین طلعت ماں کے قریب آئی
آصف بھی ان کے پیچھے چلا آیا تھا۔

رضیہ بیگم نے اشارے سے دونوں کو قریب بلایا ۔۔
نورین طلعت بہت حیران ہوئی
کیوں کہ رضیہ بیگم نے آصف کی طرف اشارہ کیا اور وہ ان کھ قریب چلا آیا ۔
میں نہیں جانتی بیٹا کہ تم کون ہو ۔
مگر تمھیں اپنی بیٹی کے ساتھ دیکھا تو مجھے تم اچھے لگے ۔
میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے مجھے میری ایک ہی بیٹی ہے۔
اس کے میرے بعد کوئی بھی سہارا
نہیں ۔۔
نورین طلعت آگے بڑھی مگر ماں نے روک دیا ۔۔

آپ بے فکر رہیں آپ کو کچھ نہیں ہو گا --
آپ ٹھیک ہو جائیں گی --

آصف نے تسلی دی ۔
مگر انہوں نے آصف کو ٹوک دیا ۔

بیٹا میری نورین سے اسی وقت نکاح کر لو اور مجھے تسلی ہو جائے گی --
نورین طلعت کی رنگت سفید ہوئی تھی --
اس کی آنکھوں سے ایک سیلاب امڈ پڑا تھا ۔
مگر وہ اس وقت بلکتی تڑپتی ماں سے کوئی شکوہ نہ کر سکی --
رضیہ بیگم کا سانس اکھڑنے لگا تو ڈاکٹرز نے ان کو باہر بھیج دیا ۔

آصف نے نورین طلعت کی طرف دیکھا --

وہ خاموش آنسوؤں سے رو رہی تھی ۔

مجھ سئ نکاح کرو گی نورین طلعت؟

آصف نے نورین کے سامنے دست دراز کیا۔

نورین طلعت کے رونے میں شدت آگئ ۔۔

آصف نے تسلی دی اور باہر چلا گیا ۔

واپسی پہ وہ نکاح خواں کے ساتھ

موجود تھا ۔۔

نکاح ہو گیا تھا پہلی بار رضیہ کی آنکھوں میں سکون اترا تھا ۔۔

اور وہ بیٹی کی رخصتی سے پہلے

خود ہی رخصت ہو گیئں --

♡♡♡♡♡

انکل رعنا پالر میں نہیں ہے ۔بلکہ عہ کہیں بھی نہیں ہے آپ نے جو چیزیں بھجوائی تھیں ان کے ساتھ وہ بھی نہیں ہیں وہاں ۔

یہ بات عالیہ اسما گل کی ایک کزن نے کہی تھی --
بیگ صاحب کے پیروں سے زمین کھسک گئ اور جب دوسری بیٹی کی رخصتی کا سوچا تو دلہا بھی غائب تھا --
احمد بیگ کی کمر ہی جیسے ٹوٹ گئ --
آسما گل تک بیگ بڑی بھاری قدموں سے آئے تھے --
میری عزت رکھ لو اسما ایک بوڑھا ناتواں کمزور شخص عزت کی بھیک مانگنے آیا ہے تم سے

۔

اور اسما کا دل کیا تھا اسی وقت زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے ۔

پھر کب اس کا نکاح آصف حیدر کی بجائے زمان حیدر سے ہوا
کب وہ ہوش میں آئی وہ نہیں جانتی تھی۔
مگر جب ہوش آیا تو سب کچھ لٹ چکا تھا اس کا باپ منوں مٹی تلے جا سویا ۔۔
اور حیدر علی نے آصف کو گھر سے نکال دیا اس کی کوئی بھی دلیل سنے بنا کوئی بھی درخواست کے بغیر ۔۔

زمان حیدر کی بھی باپ مے ایک نہ سنی اور زمان بھی کیا کرتا ۔
وہ تو ایسی عورت کی نفرت کی بھینٹ چڑھ گیا جو اس کی ہر رات
دل آزاری کرتی اسے روز جتاتی کہ وہ اس کے لیے ایک ان چاہا شخص ہے ۔۔
وہ زمان سے نفرت کرتے کرتے نہیں تھکی تھی مگر وہ آصف کا انتظار کرتے کرتے تھک گئ تھی ۔

وہ آیا بھی تو کب جب اس کے بدن میں سانس نہیں تھی ۔۔
جب اسما گل کی جھولی میں دو پھول آ چکے تھے ۔۔

آصف کو اس دن سب سے زیادہ نفرت محسوس ہوئی تھی اسما گل سے جس دن اس کا باپ کی ڈیتھ ہوئی ۔۔
اور وہ ان کی وصیت کے باوجود بھی چلا آیا تھا مگر اسما گل نے جو ہنگامہ کیا تھا ۔۔

آصف کے لیے کافی تھا اس کے بعد کبھی اس نے حیدر ولا میں جانے کا سوچا ہی نہیں تھا ۔۔

مگر جب اس کا انتقال ہوا تو نورین طلعت نے ان کو بڑے بھائی کی حیثیت سے بلوایا اور انہوں نے بڑے بھائی ہونے کا حق ان کی زندگی میں تو نہ کر سکے مگر ان کے مرنے کے بعد خوب کیا۔۔

میرال آصف کے نام وصیت لکھ دی اور ساری جائیداد میں سے ففٹی کا پاٹنر بنا دیا۔۔

اور یہ راز شازل زمان کے سوا کسی کو پتہ نہیں تھا۔

یہ ہی وجہ تھی کہ شازل زمان نے مرے ہوئے باپ سے کیا ہوا وعدہ ہمیشہ نبھایا۔

شازل کو اچھے سے یاد تھا کہ نورین طلعت اور میرال آصف کی ذمے داری وہ شازل کے کندھوں پہ ڈال گئے تھے۔۔

شازل نے سب کی نظروں سے بچا کر رکھا میرال کو۔۔

اور آج وہ اسی کو سامنے لا رہا تھا۔۔

وہ راز جو اس نے میرال سے بھی چھپا رکھا تھا ۔۔
وہ آج میرال نے اپنے کانوں سے سن لیا تھا ۔۔

اور شازل زمان کی باتیں سن کر میرال آصف کے دل پہ محبت نے بھی اسی وقت مہر ثبت کی تھی ۔۔

جب شازل زمان نے اسے کسیے اورکو سونپنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔۔

آپ کو ایک ہفتہ کا ٹائم دینا چاہا رہی تھی شازل زمان مگر تم آج بھی اتنے ہی بدتمیز ہو جتنے نابینا ہونے سے پہلے تھے ۔
رسی جل گئ ہے پر بل اب بھی باقی ہیں ۔
ابیحا نے نخوت سے کہا ۔۔
اور اپنی ناک سکوڑی ۔

یہ پکڑیں امان اللہ اسسٹنٹ آفس اور یہ گھر اور ان جے شئیرز ہر چیز سے یہ اب فارغ ہیں ۔

اور یہ وکیل ہیں ۔

آپ کو کچھ کہنا ہے تو ان سے کہہ سکتے ہیں ۔

ٹائم لینا ہے تو مجھ سے معافی مانگ لو میرال آصف اور مہلت لے لو کیوں کہ جس چیز پہ تم اتنا اترا رہی تھی ۔

وہ اب کچھ نہیں رہا تمھارے پاس ۔

ابیحا سلطان میرال کے پاس آکر آہستہ آواز میں بولی ۔

تم سے مہلت وہ لیں ابیحا سلطان جن جو تم سے ڈر لگتا ہو ۔

شازل زمان ہی سامنے آیا تھا ۔۔۔

وہ بولا بھی تو ابیحا کو مزید جلانے کے لیے ۔۔

میرال کسی سے ڈرتی نہیں ہے ابیحا سلطان ۔

میرال نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر دو بدو کہا ۔

میرال آپ یہاں آ سکتی ہیں میرے برابر ؟

شازل زمان نے سامنے دیکھتے ہوئے میرال سے کہا۔

مگر میرال آصف ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی ۔۔

وہ وہی کھڑی رہی جہاں کھڑی تھی ۔۔
شازل زمان کے برابر مگر دور کھڑی تھی شازل زمان نے اپنی ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا
۔مگر خاموش رہا ۔

مس ابیحا سلطان ان سے ملیے ویسے تو آپ ان کو اچھے سے جانتی ہیں مگر ابھی مزید بھی جان لیں ۔

اور امان اللہ آپ یہ ڈاکومینٹس ان محترم وکیل کے حوالے کر دیں ۔
شازل زمان نے میرال کی بدتمیزی کو اگنور کرتے ہوئے کہا ۔
کیسے ڈاکومنٹس ؟
ابیحا نے تیوری چڑھائی ۔
آپ کو ابھی پتہ چل جائے گا ۔شازل نے سنی ان سنج کرتے ہوئے کہا ۔اور ڈاکومنٹس ابیحا سلطان کے وکیل کے حوالے کیے ۔
اس کے اوپر جو وصیت ہے وہ پڑھ کر آپ سنا دیں وکیل صاحب
اپنی کلائنٹ کو ۔۔
یہ سب کچھ کیا کو رہا ہے ابیحا ؟
اسما گل پیچھے آن رکی تھیں اور کچھ غیر معمولی دیکھ کر رہ نہیں سکی تھیں پوچھے بغیر ۔

ماما آپ کی نام نہاد بھتیجی اور آپ کے بھائی سلطان بیگ نے ساری پراپرٹی ہڑپنے کی ٹھان لی ہے --

شٹ اپ شازل ۔
ابیحا یہ سن کر بھڑک اٹھی --
اسما گل مزید اگے بڑھی کیا شازل سچ کہہ رہا ہے ابیحا۔
؟؟؟
اسما گل ابیحا کے سامنے آئی ۔
ایک پل کے لیے دونوں کی نظریں ملی تھیں ۔
اود اگلے ہی پل ابیحا سلطان کی نظر جھک گئ ۔
مگر اس نے پھر اکڑتے کوئے جواب دیا ۔

پھوپھو جان یہ ہمارا حق تھا ---

چالیس سال دیئے ہیں میرے پاپا نے آپ کو اس گھر کو
اس آفس کو ماما جان کی کبھی عزت نہیں کی پاپا نے آپ کی وجہ سے یہ محنت میرے پاپا نے کی تھی سو یہ سب ان کا ہی تو ہے ۔
ورنہ آپ کے نامدار شوہر ساری جائیداد اس منحوس ابیحا نے نخوت سے میرال کو دیکھا ۔
کے نام کروا گئے ہیں ۔

کیا تھا آپ کے پاس ان کے جانے کے بعد ۔
ایک ایک پائی کا محتاج کر گئے تھے وہ آپ کو ۔۔

ابیحا نے وہ کہانی سنا دی جو سلطان بیگ نے ان کو سنائی تھی۔
میرال کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئ تھیں ۔۔
تو کیا تایا جان نے یہ سب میرے نام کروا دیا تھا ۔۔
یہ مجھے پہلے کیوں نہیں پتہ تھا۔

میرال نے دل میں سوچا۔

تڑا ۔

بسسسسسس کر جاؤ ابیجا سلطان۔

اسما گل نے کھینچ کر تھپڑ رسید کیا ابیجا کے منہ پہ --

پھوپھو جان آج کے بعد غلطی سے بھی ہاتھ مت اٹھائیے گا ورنہ آپ کے کرتوتوں کا ایک ایک ورق ایک ایک پنہ کھول دوں گی --

ابیجا تھپڑ کے بعد سلگ اٹھی --

خاموش ہو جاو ابیجا اور نکل جاو میرے گھر سے ہماری زندگی سے دفع ہو جاو

یہ شازل تھا جو ایک بار پھر ضبط کے آخری مراحل پہ کھڑا تھا۔

وکیل صاحب آپ وصیت پڑھ کر سنا ئیں اور پھر ان گھٹیا لالچی سفاک عورت کس لے کر یہاں سے دفعان ہو جائیں ۔

شازل نے کڑوا بولنے کی حد کر دی تھی ۔

مسٹر شازل زمان میں ایک معزز وکیل ہوں مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ جوئی خاندانی میٹر ہے ورنہ میں ایسے معاملات میں نہیں پڑتا ۔۔

وکیل بھی منمنایا تھا ۔۔

دیکھ لوں گی میں تم دونوں کو مجھے یاد ضرور رکھنا شازل ۔۔

اینچوچو ۔۔ ابیحا نے میرال کی طرف انگلی اٹھائی ۔

آو پچ چ ۔۔

ابیحا سلطان درد سے دوہری ہوتی چلی گئ ۔

میرال آصف نے اس کی اٹھی ہوئی انگلی پکڑ کر بری طرح مروڑ دی تھی ۔۔

ابیحا سے مزید کھڑا ہونا دوبھر ہو گیا تھا ۔
ابیحا سلطان کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ انتقام کی آگ بھی صاف دیکھائی دے رہی تھی ۔۔

وہ شکست خوردہ بکتی جھکتی وہاں سے چلی گئ تھی۔

اسما گل نے ابھی بھی نورین طلعت اور میرال آصف کو نخوت سے دیکھا ۔۔
میرال کے لبوں پہ مسکراہٹ ڈوڑ گئ ۔۔
اسما گل کو مزید پتنگے لگ گئے۔
شازل زمان وآپس مڑا تو اسما گل نے اسے آواز دی ۔۔

شازل کیا یہ سب سچ ہے جو میں نے ابھی ابھی سنا ہے --؟

اسما گل نے وصیت کی بابت سوال کیا --

جی ماما یہ سچ ہے اور یہ سچ مجھے فرسٹ ڈے سے پتہ تھا مگر وصیت میں یہ لکھا تھا کہ میرال اور نورین طلعت کو جو اس گھر سے یا آفس سے نکالے گا وہ اس کے خلاف ہر طرح کی کاروائی کر سکتی ہے --

اور یہ امانت زمان حیدر اپنے دوست جو ایک نامور وکیل کے بعد جج بھی تھے اور آج ان کا بیٹا اس امانت کو لے کر
شازل زمان کو دے گیا --

جس میں وصیت کے ساتھ ساتھ وہ گواہ بھی موجود تھے

اور ان میں ایک گواہ بطور امانت غفران سیالوی کے والد

بھی تھے ۔

مگر مجھے کیوں نہیں بتایا گیا --

اسما گل بیٹے کے رو برو آئیں --
کیوں کہ آپ وہ کبھی نہ دیکھ پاتیں جو آج دیکھا ہے آپ نے
تم بھی ویسے ہی نکلے شازل جیسے تمھارے چاچو تھے اور جیسے تمھارے پاپا تھے۔

اور یہ۔ منحوس عورت جب سے میری زندگی میں آئی ہے ۔

اسما گل نے ایک بار پھر نورین طلعت کو اپنے عتاب کا نشانہ بناتے ہوئے بولیں ۔

پلیز ماما آپ اگر خاموش نہیں رہی سکتیں تو مجھے جہاں سے جانے دیں ۔
آج بھی آپ ویسی کی ویسی ہی ہیں کسی سے بدلہ لینے کے چکر میں آپ نے ہم سب کو برباد کر دیا ہے --

شازل زمان۔ تپ کر بولا اور امان اللہ سے اوپر لے جانے کو کہا --

آپ بھی چلیں ماما اور تائی امی اب آپ یہ مت بھولیں کہ آپ میرے گھر میں کھڑی ہیں --
اور میں ویسا سلوک نہیں کروں گی آپ کے ساتھ جیسا آپ نے ہمارے ساتھ کیا --

میرال بہت کچھ جتاتی ماں کا پکڑتی اندر بڑھ گئ ۔

جب کہ اسما گل بے بس کھڑی سب کو جاتا دیکھتی رہی ۔

آخری الفاظ شازل زمان کے کانوں نے بھی سنے تھے مگر وہ

سب کو سب کچھ بول سکتا تھا مگر میرال سے کچھ کہنا اسے محال ترین لگتا تھا ۔۔

وہ اسے دیکھ کر بھی اب ان دیکھا کر دیا کرتا تھا کیوں کہ شازل نے اپنے دل کو اچھے سے سمجھا لیا تھا ۔۔

وہ جب بھی سامنے آئی تھی دل ہی دکھایا تھا اس نے

اور شازل کا جب جب دل دکھا تھا اس نے ڈائریز بھر دی ۔
اپنے دکھ بس عشق کے پنے پہ لکھتا رہا ۔
اس کا عشق ادھورا تھا یا اس نے ادھورا چھوڑ دیا ۔

یا پھر وہ اس لڑکی کی نفرت سے ڈر گیا تھا ۔۔

اب تو دکھ بھی شئیر نہیں ہوتے مجھ سے ۔
یہ کیسا موڑ میری زندگی میں آگیا مرشد۔
شازل زمان نے میرال کے روم کے سامنے سے گزرتے ہوئے

بڑے دکھ سے سوچا تھا اس کی آنکھوں کی نمی اس کے کالے چشمے نے چھپا لی تھی ۔۔

♡♡♡♡♡♡

شاہ زین حیدر تو آپ وہ خوش نصیب ہیں جو مجھ جیسی شاہکار سے شافی کرنا چاہتے ہیں کوئی حرج بھی نہیں ہے

آخر میں ایک مل اونر کی اکلوتی بیٹی یونے کے ساتھ ساتھ

سیاست کی دنیا میں بھی نام کما چکی ہوں اور ابھی تو شروعات ہے --
اگر آپ کی بک بک ختم ہو گئ ہو تو آپ شاہ زین کو بھی سن لیں ۔
مس ابیحا سلطان بیگ ۔
ابیحا کی سپیچ ختم ہوئی تو
۔جس دولت کو آپ اپنی آن بان بنا رہی ہیں وہ دولت میرے پاؤں کی زنجیر کی طرح ہے
--
جس میں میں بچپن سے جکڑا ہوا ہوں --
اس سے دور بھاگنے کی کوشش کر رہا ہوں اور میں ایک دوسری عورت ماں جیسی افورڈ نہیں کر سکتا --

کیپ ان مایئنڈ مس ابیحا سلطان ---

شاہ زین نے سخت مگر قدرے دھیمے لہجے میں اسے وہ سب کہہ دیا جو وہ اسے کہنے آیا تھا

--

مگر آگے بھی ابیجا سلطان تھی اس کی ماں کے جیسی دولت کی پجارن ۔

زہنی مریضہ ۔سائیکو کیس --

اپنی من مانی کرنے والی --

شوہر کو دبانے والی --

شوہر کو غلام سمجھنے والی ---

اور خود بجی ایک غلام کی سی زندگی بتانے والی ---

تم جانتے ہو شاہ زین میں تمھاری بک بک کیوں سن رہی ہوں --

شاہ زین نے اس اوور ایکٹنگ کرتی لڑکی کو تیوری چڑھا کر گھورا ۔

ابیحا سلطان کی آواز پہ شاہ زین نے کان کجھایا ۔

ابیحا کو اس کی حرکت ناگوار گزری تھی ۔۔

تم سمجھتے کیا ہو خود کو ۔۔۔
ابیحا ایک دم طیش میں آئی ۔۔
کم آن بیوٹی فل لیڈی ۔۔
شاہ زین نے اسے مزید تپایا اس کا مقصد اس سے جان

چھڑوانا تھا ۔۔
غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ایسا کرو مجھ پہ ایک احسان کر دو ۔

شاہ زین نے مسکراتے ہوئے کہا اس نے اپنا ہاتھ بالوں میں پھیرا ۔
سلکی چمکدار بال ہاتھ سے اوپر ہوئے اور پھر وہی آکر گرے جہاں سیٹ کیے گئے تھے ۔
کاجل سے بھری دنبالہ جیسی آنکھیں زرا اور پھیلی تھیں

ابیحا سلطان کی اسے نظر انداز کیا جانا پسند نہیں آیا تھا۔

ابیحا سلطان نے کچھ بولنے کے لیے پر تولے مگر شاہ زین نے
اس کی بات کاٹ دی۔

لسن می مس ابیحا سلطان۔
میرے پاپا کو منع کر دو اس شادی کے لیے ۔

او تو یہ کہو ناں بھیک مانگنے آئے ہو مجھ سے ۔۔

شاہ زین نے جیسے ہی اسے اپنے آنے کا مقصد بتایا ۔
ابیحا سلطان کو ایک موقع مل گیا تھا ۔۔

اسے زلیل کرنے کا ۔۔
شٹ اپ مس ابیحا سلطان یہ مت بھولو کہ تم ایک عورت ہو ۔
عورت چاہے کتنی بھی اونچی اڑان اڑ لے آنا تو اسے مرد کے ہاس ہی ہوتا ہے ۔۔

شاہ زین بھی کہاں چپ رہنے والا تھا ۔۔
گارڈز ۔۔
ابیحا سلطان نے گارڈز کو آواز دی ۔۔
باوردی گارڈ فوراً نمودار ہوا ۔۔

اس شخص کو یہاں سے لے جاؤ اور مار مار کے اتنی دور پھینک آنا کہ اس کا نام و نشان تک نہ ملے --

ابیحا کو شاہ زین کی بات بہت بری لگی تھی۔

اس نے نیا حکم سنا دیا اور خود چئیر گھسیٹ کر پیٹھ پھیر کر بیٹھ چکی تھی --

تم جیسی عورتیں ہم جیسے مردوں کو خود دعوت دیتی

ہو --
شرافت سے مان جاتی تو میرے عتاب سے بچ سکتی تھی --

دور رہو مجھ سے قریب مت آنا میرے ۔شاہ زین نے لوڈڈ پسٹل نکالی گارڈ نے بھی رائفل سیدھی کی مگر شاہ زین ابیجا سلطان کے پیچھے ہی کھڑا تھا ۔۔

اس نے جلدی سے سر کے پیچھے پسٹل رکھ دی ۔۔

ابیجا سلطان کے ۔۔

تم ایک انچ بھی آگے بڑھے تو میں اس کے سر کی دھجیاں اڑا دوں گا ۔۔

شاہ زین نے دھمکی لگائی ۔۔

یہ رائفل نیچے کرو اور مجھے دے دو ۔۔

شاہ زین کے کہنے کی دیر تھی ابیجا نے اشارہ کیا۔

شاہ زین جو کہتا ہے ویسا ہی کرو ۔

باہر جاؤ۔شاہ زین نے ایک نیا حکم صادر کیا ۔۔

گارڈ رائفل اس کے حوالے کرتا فوراً باہر کو بھاگا ۔

ہوووں تو تم کیا کہہ رہی تھی ۔۔

شاہ زین ابیحا کے سامنے آیا ۔۔۔

تمہاری ان گیدڑ بھپکیوں سے نہیں ڈرتی میں ۔۔

ابیحا فوراً ہی نڈر بننے کی ایکٹنگ کرنے لگی ۔۔

تم ایک بات بتاؤ ۔۔

ابیحا نے شاہ زین کے سامنے ڈٹ کر بولا ۔

وہ لان کی باریک کرتی میں یوں بے پروا کھڑی تھی --
جیسے ایک مرد ہو ۔

وہ اتنی بے پردہ ہو رہی تھی کہ شاہ زین جیسا مرد بھی نگاہ جھکا گیا تھا۔

♡♡♡♡

موسم سرما شروع ہو چکا تھا ---
موسم میں تبدیلی بڑی تیزی سی ہوئی تھی ---

کبھی گرمی تو کبھی سردی ہو رہی تھی --
ابھی بھی صبح صبح اچھی خاصی خنکی تھی --

میرال کو یہ موسم پسند تھا ٹھنڈا اور کول کول ۔۔
اور شازل زمان کو بھی یہ صبح بہت پسند تھی کیوں کہ یہ سردیوں کی صبح میں اسے میرال آصف کے دیدار کا شرف جلدی ہو جاتا تھا۔

ویسے تو شازل زمان لندن میں تھا تو اس کی ڈیسک لیپ ٹاپ پہ لگی تصویر دیکھ لیتا تھا اور اسی میں خوش رہتا تھا ۔۔
اب بھی عہ اکثر اوقات تب تک آفس نہیں جاتا تھا جب تک
میرال سے مل نہس لیتا تھا ج پھر ونڈو میں کھڑا اس کے چلتے پھرتے عکس کو دیکھتا رہتا تھا۔

♡♡♡

میرال کو کوئی فرق نہیں پڑتا امان اللہ۔

میں مر بھی جاتا تو بھی وہ شکر ادا کرتی ۔
چھ منتھ ہو گئے ہیں اس حادثے کو مگر ایک بار بھی میرال نے مجھ سے پیار سے بات نہیں کی ۔
پیار تو بہت دور کی بات ہے اس نے کبھی میرا پیار محسوس نہیں کیا میرا درد میری تکلیف کیا محسوس کرے گی ۔

دنیا کے لیے اسے بہادر بناتے بناتے خود کے لیے نفرت بو بیٹھا ہوں شاید ۔
میرا ایک پنہ ہمیشہ اس کے نام رہا میری زیست کا لاحاصل پھول ہے وہ ۔
میری آنکھوں کا نور ہے اور اب تو ان آنکھوں کے اندر ہی یہ کہانی ختم ہو گئ ہے ۔
امان اللہ زندگی کبھی بھی میرے لیے خوبصورت نہیں رہی۔
شازل زمان اپنے روم میں تھا موسم ٹھنڈا ہو رہا تھا ۔
مگر اسے اس سے کوئی اب فرق نہیں پڑتا تھا ۔۔

اس کے لیے سارے موسم اندھیرے جیسے تھے آندھی طوفان

اب اسے خوفزدہ کرنے لگے تھے میرال کے ساتھ کی تمنا شازل نے کب سے چھوڑ دی تھی وہ جانتا تھا۔
امان اللہ اسے کب سے کال کر رہا تھا مگر شازل ٹس سے مس نہیں ہوا تھا ۔

وہ اپنی بلیو ڈائری ہاتھ میں لیے اس کے اندر سوکھے ہوئے پتوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال رہا تھا کچھ پتے اس کی دائیں جانب بیڈ پہ گرے تھے تو کچھ پتے اس کے بائیں جانب پڑے اس کی ناکام محبت پہ ہنس رہے تھے ۔۔

واہ رہے قسمت نہ تو میں باپ کے لیے اچھا بیٹا بن سکا ۔
نہ ماں کو بے حس لوگوں سے بچا سکا ۔
بچپن اس احساس میں گزار دیا کہ ماں خوش رہے اور

باپ کا بازو بن سکوں ۔بہن کے لیے گھنا سایہ بننا چاہتا تھا

مگر ان سب کی نفرت میرال سے تھی ۔اور مجھے اس کے سوا کچھ دیکھائی بھی نہ دیتا تھا ۔
پانچ سال میرال سے میں نے بی نفرت کی بلاوجہ کی نفرت۔
بابا اسے گود میں لیتے تو میں بابا سے کوئی نہ کوئی فرمائش کر دیتا ۔
وہ میرال کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو جاتے ۔
عنبر کو الٹی سیدھی باتیں سکھا کر میرال کی خوب درگت بنواتا ۔۔

سکول میں فرینڈز سے شرط لگاتا اس کو کلاس سے نکلوا دیتا ۔۔
وہ کیوں نہ مجھ سے نفرت کرتی میں نے اسے درد ہی دیا ہے ۔
اسے کون سی خوشی دی ۔
شازل ان ہہ سوچوں میں ڈوب گیا اس کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے ۔

وہ کہیں بار رویا تھا اللہ کے سامنے گڑگڑایا تھا اسے سزا بھی وہ ملی جو موت کے ساتھ ہی ختم ہو سکتی تھی ۔

جس سادہ ورق کو اسے تتلیوں جیسے رنگوں سے سجانا تھا

وہ کورا ہی نہیں وہاں تک پہنچ ہی نہ پایا تھا ۔۔

جس انسان کو اس نے پانچ سال ناکوں چنے چبوائے تھے ۔

اسی سے محبت تھی اسے اسی سے عشق ہوا تھا اس کو

اسی کو لاحاصل کر بیٹھا تھا وہ اپنے ہی ہاتھوں سے ۔

وہ ہر بار ڈائیری لکھتا اپنا ہر درد اس سے بانٹتا ۔

اسی سے میرال کی باتیں کرتا اور اسی کو اپنا درد سنانے لگتا آج بھی وہ ڈائری لیے بیٹھا بند آنکھوں سے اسے محسوس کر رہا تھا ۔۔

جب ہینڈل گھما کر کوئی اندر آیا تھا اور وہ کوئی اور نہیں امان اللہ تھا ۔۔

حد ہے یار شازل --
امان اللہ نے اسے بیڈ پہ آلتی پالتی مارے سہی سلامت دیکھا تو اس کی سانسیں بحال ہوئیں --

شازل کو ڈائری تھامے دیکھ کر امان اللہ کو اس پہ ایک گمان گزرا ۔شازل نے بھی جلدی سے ٹٹول کر گلاسز آنکھوں پہ لگائے --
امان اللہ اپنی سوچ کو جھٹک کر آگے بڑھا--

امان اللہ اسے برابر بیڈ پہ بیٹھتا شکوہ کناں ہوا ۔
امان اللہ نے شازل کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ دیا ۔
تم آج بھی اظہار کر دو گے تو کم از کم اس بوجھ سے نجات تو پا لو گے --
امان اللہ نے اس کی ڈائیری اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا ۔

مگر شازل نے اسے فلسفہ سنا کر خاموش کروا دیا تھا ۔

امان اللہ سنو یار ۔

شازل نے کچھ دیر خاموشی کے بعد امان اللہ کو پھر سے مخاطب کیا ۔

مجھے غفران کے گھر جانا ہے تم لے چلو گے مجھے ۔۔

شازل کہہ کر خاموش ہوا ۔

ہاں کیوں نہیں اچھا ہے اسی بہانے تم باہر تو نکلو گے ۔

چلو چلتے ہیں ۔

چلو نیچے پہلے چائے پی لو پھر چلتے ہیں میں کپڑے چینج کر کے آتا ہوں ۔۔

اوکے میرے شیر کم آن ۔

امان اللہ نے شازل کو تھپکی دی اور باہر نکل آیا۔

کچن سے بڑی سوندھی خوشبو آ رہی تھی --

میرال موسم کے تیور دیکھ کر کچن میں گھسی ہوئی تھی۔

نورین طلعت کو اس نے سختی سے کچن میں آنے سے منع کر دیا تھا --
گھر کی ساری بھاگ دوڑ میرال کے ہاتھ آگئ تھی مگر اسے

آگے کیا کرنا چاہیے یہ اس نے ابھی نہیں سوچا تھا --
اسما گل پہلے تو اس سانحے کے بعد گھر سے نہیں نکلی تھیں۔

مگر آج صبح سے گھر سے کسی کو بتائے بغیر غائب تھیں --

عنبر اپنے روم سے ہی نہیں نکلتی تھی شاہ زین کی کالز نے بھی اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا کیوں کہ میرال نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔۔

شاہ زین کی ایکٹیویز بھی دکھا دی تھیں یونیورسٹی لے جا کر عنبر زمان بھی وہ سزا کاٹ رہی تھی جو انہوں نے میرال کو تنگ کرتے وقت سوچی نہیں تھی اور یہ ایک ماں کی غلط تربیت کی وجہ سے ہوا تھا۔
شازل زمان اور عنبر زمان بظاہر ایک اچھی شخصیت کے مالک تھے۔
مگر دونوں ہی ناکام زندگی گزار رہے تھے۔۔
شازل کی زندگی میں آنے والا بھی بے رحم تھا۔۔

اور عنبر زمان کی زندگی میں آنے والا شخص زہنی مریض نفس کا غلام۔
اچھے برے کی تمیز سے بالا تر۔۔

لاپرواہ ۔۔۔

ماں کی غلط روش اور تربیت وقت نہ دینے کی سزا ۔۔

وہ ان سب عورتوں کو دینا چاہتا تھا جن کا سرے سے ایسا کوئی رجحان ہی نہ تھا ۔

وہ ہر ہر عورت کو اپنی ماں جیسا سمجھتا اور ان کے ساتھ بس نت نئے کھیل کھیلتا رہتا ۔
اور آج کی عورت تو اتنی کمزور ہو چکی ہے اپنی فیملی کو
سپر ہیرو بنانے کی بجائے دو دن کے اجنبی راستوں پہ چل کر اسی کو منزل سمجھ لیتی ہیں اسی پہ چل پڑتی ہیں۔
چاہے وہ راستہ کھار دار ہو یا لمبا ہو چاہے اس کی کوئی منزل ہی نہ ہو۔
۔سر پیر ہی نہ ہو ۔ سمندر کی ٹھاٹھیں مارتی ان لہروں میں بھی انسان یہ سوچ کر گھس جاتا ہے کہ جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا چاہے وہ لہریں اس کی زندگی نگل لیں چاہے ان کو لے ڈوبیں ۔

♡♡♡♡

اور سناؤ شازل بھائی سب ٹھیک ہے ناں ۔شازل زمان غفران سیالوی کے گھر پہ بیٹھے تھے ۔

امان اللہ کے نمبر پہ آفس سے کال آگئ تھی ۔

وہ اٹھ کر آفس چلا گیا تھا ۔۔

مگر شازل غفران سیالوی کے پاس بیٹھا گپ شپ لگا رہا تھا۔

تمہارے پاس سوالی بن کر آیا ہوں غفران ۔۔

شازل نے کافی دیر بعد ادھر ادھر کی گپ شپ لگانے کے بعد غفران سے اصل بات کرنے کی ٹھانی ۔

کیسا سوالی بھائی ۔

غفران نے صوفے کی ٹیک لگاتے ہوئے پوچھا ۔۔

چند لمحوں کے لیے شازل زمان کی سانس اس کےگلے میں پھنسی تھی ۔۔

اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی ۔

وہ جو خود کو کئ ماہ تک تیار کرتا رہا تھا ۔

اس سب کے لیے آج پھر وہی عالم تھا ۔۔

اسی مقام پہ آ رکی تھی اس کی زندگی۔

اندھیروں میں ڈوبی ہوئی زندگی کو چراغوں کا کیا کرنا تھا ۔۔

کیا ہوا شازل بھائی کن سوچوں میں ڈوب گئے ۔
غفران نے کافی دیر انتظار کرنے کے بعد اس سے پوچھ لیا ۔
کچھ نہیں غفران ۔۔۔ ابھی بات مکمل ہی نہیں ہوئی تھی کہ ۔
شازل کے نمبر پہ کال آگئ ۔۔

شازل نے موبائل نکالا اور یس کا بٹن پریس کر کے کان سے لگایا موبائل ۔۔

آپ کے لیے ایک بری خبر ہے شازل زمان۔

موبائل کی دوسری سائیڈ پہ کسی نے پہلی بات ہی یہی کی ۔

۔واٹ نان سینس ؟

شازل زمان کو کچھ غیر معمولی ہونے کا احساس ہوا۔

آخر ہوا کیا ہے میرال اتنی ہائیپر کیوں ہو رہی ہو ۔
دوسری طرف سے گرجنے کی اواز آئی ۔۔

آپ کی ماما نے میرے اور ماما لے خلاف پراپرٹی ہتھانے کا الزام عائد کیا ہے ۔۔

مجھے لائر کی کال آئی تھی ۔۔
آپ کی مدر اس حد تک بھی جا سکتی ہیں شازل زمان ۔

؟؟؟
میرال نے مایوس کن لہجے میں کہا ۔

میرو میں گھر آتا ہوں وہی بیٹھ کر بات کرتے ہیں ۔۔

شازل نے میرال کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کی ۔
بہت ہو گیا اب شازل زمان میں سب کچھ کرون گی اور آپ سب ڈرامہ دیکھو گے ۔

میرال نے کہا اور کہتے ساتھ ہی کال ڈراپ کر دی ۔

شازل سر پیٹ کر رہ گیا ۔۔

یہ زندگی ہے یا کوئی امتحان ۔۔

شازل کے سر آیک نئ مصیبت آن پڑی تھی ۔۔

میری ماں کب تک یہ دشمنی نبھائیں گی یہ حادثہ کیا کم تھا ان کے لیے جو ابھی بھی سکون نہیں ملا انھیں۔

شازل غفران سے کہتے ہوئے اٹھنے لگا۔

رکو شازل بھائی میں ڈراپ کر آتا ہوں --

غفران بھی پریشان ہوتے ہوئے اٹھا اور شازل کے ساتھ چل پڑا --

شازل بس سر ہلا کر رہ گیا۔

♡♡♡♡

بہت وقت ہو گیا ہے مس ابیحا سلطان --میں اب چلتا ہوں ۔

تم انکار نہیں کرو گی تو میں خود ہی کر سکتا ہوں ۔

میں تم سے شادی کرنے سے انکار کو تیار ہوں شاہ زین احمد

مگر میری ایک شرط ہے --؟

ابیحا کو اچھی خاصی سبکی ہوئی تھی اس کے برملا اعتراف پہ ۔
وہ شخص اسے اچھا نہیں لگا تھا ۔
اب تو زہر ہی لگ رہا تھا۔
ویسے تو شاہ زین رشتے شرطوں پہ نہ بناتا ہے اور نہ ہی توڑتا ہے ۔۔
اپنی غرض بتاؤ مجھے بس ۔

شاہ زین نے واپس پلٹتے ہوئے اسے کہا ۔

تم شرط سن لیتے تو کبھی بھی سودا کو برا نہ کہتے۔

ابیحا بھی کہاں چپ رہنے والی تھی ۔

۔

نام میرال آصف ۔

رول نمبر 2980044

میڈیکل سٹوڈنٹ ۔

خواب سرجن بننا

ہائیٹ 5.5

کلر وائٹ۔

بلیک آئیز ۔

کلاس میں امیج بہترین کارکردگی۔

ریلشن نو اینی ریلشن ۔

فادر ۔ ڈیڈ ۔

مدر ۔ حیات ہیں ۔

جب سے یونی ورسٹی آئی ہے تم اس سے مسلسل ہارتے آ رہے ہو ۔

عنبر زمان سے تمھیں الگ کرنے والی ۔میرال
آصف ۔

اکتوبر کو بائیک ریس میں تمھیں ہرایا۔ 28
بسسسسس۔

اتنی انفارمیشن کا مقصد بیان کرو بسس ۔

ابیحا سلطان نے ایک فائل اوپن کی اور اس پہ لکھی ساری ڈٹیلیز شاہ زین کو پڑھ کر سنانے لگی ۔۔

شاہ زین اسے غور سے سنتا رہا مگر خاموشی سے ۔

اسے کچھ کچھ عجیب لگا تھا مگر اگلے پل وہ بھی ہر احساس سے آری ہو گیا ۔۔

! میرال آصف کو مار دو

واٹ ؟
ابیحا کی بات پہ شاہ زین اچھلا تھا ۔

لیکن میرا اس سے کیا واسطہ مس ابیحا سلطان۔
شاہ زین ابیحا سلطان کے سامنے بیٹھا اس کی باتیں سنتے سنتے کھڑا ہو گیا ۔

واسطہ ابیحا بھی حیرانگی سے کھڑی کوئی ۔

جو انفارمیشن میں نے تمھیں دی ہیں لگتا ہے یہ ابھی ناقص ہیں ۔

میرے پاس اس سے بھی سولڈ انفارمیشن ہیں تم ایسا کرو یہ فائل پڑھ لو ۔

اس میں وہ بھی درج ہے جو جو کام تم نے اب تک کیے ہیں ۔

اور میرال سب سے بڑی دشمن ہے تمھاری لسٹ میں ۔

ایسے ہی ہے ناں شاہ زین احمد وہ کہہ کر خاموش ہو گئ ۔

اور فائل اٹھا کر شاہ زین کو دی ۔

اننف ابیحا میں کوئی کٹھ پتلی نہیں ہوں ۔

میں اپنی مرضی سے جیتا ہوں اور اگر میرال سے کوئی تمھاری زاتی دشمنی ہے تو یہ کام تو تمھارے یہ باہر کھڑے چیلے بھی کر سکتے ہیں ۔

شاہ زین کو ابیحا کی بات اچھی نہیں لگی تھی ۔

مگر شاہ زین کے شیطانی دماغ میں ایک سکیم نے ضرور دستک دی تھی ۔

مگر یہ کام تم سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا ۔

ابیحا نے کہا ۔

میں چلتا ہوں شام میں کال کر لینا اور میرا جواب پوچھ لینا ۔
شاہ زین نے ابیحا کی بات کو اہمیت نہ دی اور باہر نکل گیا۔
وقاص لسن می۔
شاہ زین کے نکلتے ہی ابیحا نے ایک کال ملائی اور وقاص جو اس کا خاص غنڈا تھا سے بات کی ۔
شاہ زین احمد کا پیچھا کرو اور اس پہ نظر رکھو کڑی والی ۔
اور سنو مجھے پل پل کی رپورٹ ہونی چاہیے ۔
جج باس ایسا ہی ہو گا دوسری سائیڈ سے کہا گیا اور کنٹیکٹ ڈسکنیٹ ہو گیا ۔

کاشان میرے یار یہ ابیحا سلطان تو میری امیدوں سے بھی زیادہ ہوشیار ہے اس پہ کڑی نظر رکھنی ہے ۔
جو کام وہ کروانا چاہتی ہے وہ خود بھی کروا سکتی ہے مگر اس نے مجھے ہی کیوں چنا یہ معلوم کرنا پڑے گا ۔

تمھاری اس سے میٹنگ کیسی رہی ۔

کاشان نے شاہ زین سے پوچھا ۔

ملاقات اچھی نہیں رہی مگر میں بھی ایک ترپ کا پتہ پھینک آیا ہوں اب تماشا دیکھنا باقی ہے ۔

ایک پارٹی اریج کرو اور اس میں دوستوں کے علاوہ دشمنوں کو بھی انوائیٹ کرو ۔

اور اس میں میرال کا نام فرسٹ میں ہونا چاہیے ۔

ہاہاہاہا فلک شگاف قہقہ لگا تھا کاشان کی طرف سے ۔

شاہ زین نے کال کاٹ کر موبائل فرنٹ سیٹ پہ اچھال دیا۔

یہ دنیا یہ دنیا ------

یہ دنیا پیتل دی ---

بے بی ڈول میں سونے دی ۔

شاہ زین کی گاڑی میں میوزک پلے ہوا اور وہ خود بھی ساتھ ساتھ تھرکنے لگا ۔

گاڑی ہواوں میں اڑنے لگی ۔

♡♡♡♡♡

آپ ابھی تک سو رہی ہیں تائی امی ۔۔

میرال کی صبح ہونی جانے کے لیے جیسے ہی آنکھ کھلی وہ نیچے چلی آئی اور آتے ہی اسما گل کا دروازہ ناک کیا اور ان کس اٹھانے لگی ۔۔
میرال نے جو ٹھان لی تھی رات میں اس پہ عمل کرنے کا بھی ارادہ تھا ۔
میرال کو کورٹ سے کال موصول ہوئی تھی اور نوٹس بھی مل گیا تھا ۔
جس میں اس پہ کیا گیا تھا فراڈ کا اور نوٹس میں اسے وارن کیا گیا تھا کہ وہ فیصلہ ہونے تک نہ تو کوئی چیز سیل کر سکتی ہے نہ استعمال اور نہ ہی بیرون ملک جا سکتی ہے ۔

اسی بات نے اسے وہی لا کھڑا کیا تھا وہ جو اچھی خاصی
سدھر رہی تھی اسما گل کی نفرت نے پھر سے اسے چھننے پہ مجبور کر دیا تھا ۔

اور اس بار شازل زمان کی بجائے مقابلہ اسما گل سے لگا لیا تھا ۔
تم کیوں ائی ہو میرے روم میں نحسوت پھیلانے صبح ۔
اسما گل نے کسلمندی سے آنکھیں مسلتے ہوئے میرال پہ چڑھائی کر دی ۔

یہ شکل تو اب آپ کو ہر روز ہر پل ہر گھڑی دیکھنے کو ملے گی ۔
تائی حضور بس آپ میں صبر ہونا چاہیئے ۔
بکواس بند کرو لڑکی اور جاؤ میرے روم سے جس پراپرٹی پہ تم اترا رہی یو وہ صرف میری اور
ان پہ حق میرے بچوں کا ہے ۔
چچچچچ ۔میرال نے قدرے افسوس سے سر ہلایا ۔

پیٹ نہیں بھرا آپ کا ایک یتیم کی جائیداد کھاتے کھاتے اور آپ کی اولاد کا بھی ۔
اب آپ وہ کریں گی جو آپ سے میں کہوں گی ۔
یہ لسٹ ناشتہ کا سامان لے آنا ہے اور اس کے بعد ناشتہ بنا کر ٹیبل پہ لگا دیں .میری ماما اب ریٹائرڈ ہیں آپ اب شروع کریں ۔
میرال نے لسٹ تھماتے ہوئے رتی بھر بھی لحاظ نہیں کیا تھا ۔
اور اگر کام نہیں کر سکتی تو شام تک اس گھر کو خالی کر دیں ۔
آپ جیسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے اس گھر کو ۔
مجھے یونی بھی جانا ہے اب فیصلہ آپ کا ۔
اسما گل مرتی کیا نہ کرتی کے مصداق اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں ۔
جو جو کام وہ نورین طلعت سے لیتی تھیں وہی کام اب اسے خود کرنے پڑھ رہے تھے ۔
جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے ۔

ناشتہ کے بعد میرال شازل زمان جی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے

ہواوں میں اڑ رہی تھی ۔
اور اس کی چہرے کی خوشی دیکھ کر کوئی پھر سے اس پہ جان نثار ہوا تھا ۔
اپنا گاگلز اتارتے ہوئے اس نے بہت سی دعائیں پڑھ کر میرال پہ پھونکیں تھی ۔۔
اس امتحان کی گھڑی میں ابھی ایک پل خشی کا میسر ہوا تھا اسے جیسے ۔۔۔

میرال یہ پرسنل لائف کی ڈائری لیے پلیز اسے پڑھنا مت اسے واپس کرو مجھے تم ایک لڑکی ہو اور میں لڑکا ہوں لڑکوں کی ہزاروں پرائویسی والی چیزیں ہوتی ہیں جو کسی لڑکی کو نہیں پڑھنی چاہیے ۔
مگر میرال ان سنی کرتی ۔
پہلے پنے کو کھول چکی تھی ۔مگر پھر اس میں اپنی شہادت کی انگلی رکھے شازل کی طرف مڑی ۔
ڈائری ہاتھ میں لیے میرال شازل سے چند قدم دور جا کھڑی ہوئی۔

۔

ایک منٹ میرال اپنے قدموں پہ واپس گھومی ۔

آپ ڈائری لکھ رہے تھے ناں ۔؟

میرال شازل کے پاس بیڈ کے برابر آ کھڑی ہوئی ۔

شازل نے سامنے دیکھا تھا ۔

میرو میری ڈائری واپس کرو اور اگر میں ڈائری لکھ رہا تھا تو میں روم میں ہی کیوں بند رہتا ۔ میں یہ تو نہیں جانتی مگر میں جب اندر آئی تو آپ ڈائری پہ جھکے ہوئے تھے گاگلز اتارے ہوئے تھے آپ نے کیوں شازل زمان کسی نئ چال کا ارادہ لیے ۔

آپ ڈائری کیسے لکھ رہے تھے ؟

شازل زمان نے نگاہ اوپر نہیں اٹھائی وہ جیسے بیٹھا تھا آلتی پالتی مارے یوں ہی بیٹھا رہا کروٹ تک نہیں بدلی ہلا تک نہیں ۔

یوں ہی اس کی آنکھوں سے ازیت جھلک رہی تھی مگر اس ازیت کو شازل نے اپنی بلیک گاگلز میں چھپا رکھا تھا ۔

وہ میرال کو مصیبتوں ڈے بچا رہا تھا یا ڈال رہا تھا یہ نہیں جانتا تھا مگر میرال کو ساری پراپرٹی کا وارث بنا کر اس نے

کچھ دشمنیاں اور پیدا کر لی تھیں ۔

میرال کے لیے مشکلات اور بڑھ گئ تھیں ۔

یہی سوچ کر وہ رات رات بھر نہیں سوتا تھا ۔

اسما گل کو سمجھانے بجھانے کے باوجود بھی وہ ان کو

قائل نہ کر سکا تھا ۔

کیا سوچ رہے ہو میری بات کا جواب دو ۔

شازل چپ تھا مگر میرال کہاں چپ رہنے والی تھی ۔

میرو میری ڈائری مت پڑھنا تمھیں چھوٹی امی کی قسم ہے ۔

شازل نے آیک آخری ناکام کوشش کی ۔
اچھا تو کیا ہے اس ڈائری میں ۔ایسا جس سے آپ گھبرا رہے ہیں ۔

کسی کی پرائیویٹ لائف میں گھسنا کہاں کا اخلاق ہے ۔
شازل زمان سچ کیا ہے آپ مجھے یہ بتائیں ۔

میرال بھی کہاں چپ رہنے والی تھی ۔
شازل زمان سچ مچ گھبرا گیا تھا ۔
شازل زمان یہ سب ڈھونگ کیوں کیا میں جان سکتی ہوں ۔؟

میرال شازل کے بلکل قریب کھڑی سوال کر رہی تھی مگر شازل کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے ۔

میرال نے شازل کی آنکھوں سے عینک اتارنے جج کوشش کی مگد شازل دوسری سائیڈ سے نیچے اتر چکا تھا ۔

اس کا وہ راز میرال کے ہاتھ آ چکا تھا جسے جان کر میرال
اسے غلط سمجھ سکتی تھی ۔

مگر شازل نے اسے چھپانا ضروری تھا ۔

میرو ایسی کوئی بات نہیں ہے پہلی بات تو تمھیں ناک کر کے آنا چاہیے تھا اور ابھی میری ڈائری لے کر تم مجھے ہی دھمکی دے رہی ہو ۔

یہ اخلاقیات تو نہیں ہے ۔

اور سنو مجھے یہ ڈائری واپس کر دو جس کام سے آئی تھی وہ چاہو تو بتا سکتی ہو ۔

شازل نے پیٹھ کر لی تھی میرال کی جانب وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرال اس کو بے بس ہوتا دیکھے ورنہ اس وقت وہ کمزور پڑ رہا تھا اس کے سامنے میرال بغیر دو پٹے کے کھڑی تھی ۔

اس کے سلکی بال اس کے شولڈر تک کم و بیش بڑھ چکے تھے ۔

ورنہ اس نے سر سے دوپٹہ بھی نہیں اتارنا تھا ۔

اور بغیر دو پٹے کے اندر آنے کا مقصد شازل زمان کا نظر نہ آنا تھا ۔

ٹھیک ہے پھر یہ ڈائری آپ کو نہیں ملنے والی آپ چاہے جتنا بھی مجھے اکسا لیں میرال

ایک سائیڈ پہ جھولنے والی چیئر پہ جا بیٹھی ۔

اس نے پہلا پنہ واں کیا ۔

تم میرے ہو ۔

زندگی کو لگتا ہے شاید۔

اس چھوٹی سی گڑیا کے نام جس کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔
ایک چھوٹی سی نظم جو میرال کے سر پہ سے گزر گئ ۔
میرال ورق گردانی کرنے لگی مگر ایک غزل پہ جا کر نگاہ جھکنا بھول گئ ۔
دل دھڑکتا ہوا جیسے رک سا گیا ۔
میرال کے دل میں ایک ایک لفظ اترتا چلا گیا ۔
جس دن تم یہ انگوٹھی پہن لو گی میں سمجھوں گا میں نے تمھیں پا لیا۔
تم نے مجھے قبول کر لیا ۔
الفاظ کسی گزری بسری یاد کی طرح اس پہ وارد ہوئے تھے ۔
وہ خط جسے آج بھی اسنے جسے کسی مقدس اوراق کی طرح سنبھالے رکھا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے آیا تھا ۔
ایک لفظ اس کے دل میں زخم کرتا گیا ۔
وہ جو تصور میں خط بھیجنے والے کو سوچا کرتی تھی ۔

کیا وہ شازل زمان تھا ۔
اس کے دل میں ٹھیس پہنچی ۔
میرو ۔شازل نے اس کی اتنی خاموشی پہ اسے پکارا تھا ۔
مگر ۔
میرال تو کہیں اور ہی پہنچی ہوئی تھی ۔
یہ ڈائری شازل زمان کی تھی مگر اس میں رقم میرال تھی ۔
اس کی کامیابی کی صورت۔
کہیں اس کی آنکھیں کشید تھیں تو کہیں لکھا تھا۔
ہر وہ لمحہ جس میں ہنستی تھی وہ اور ہر وہ وقت جس میں تکلیف میں ہوتی تھی۔
اس کے ہسنے سے رونے تک اور اس کے کھیلنے سے سونے تک
سب کچھ تو موجود تھا اس میں ۔
وہ ڈائری اس شخص کی ہے مگر اس میں درج ہر بات

ہر واقعہ ہر ڈیٹ یہاں تک اس کی برتھ ڈے کے کیکس تک کے کلر اس میں مینشن تھے اس کی سالگرہ پہ بھیجوائے جانے والے کیک میرال کو آج تک یاد تھے ۔
شازل زمان لندن میں بھی تھا تو اس کے لیے ہر موقع پہ گفت بھیجتا تھا اور میرال کو کال کر کے جو تنگ کرتا تھا وہ لمحہ بھی درج تھا ۔

شازل زمان اس کے روبرو چلا آیا تھا ۔
میرال نے نگاہ اوپر اٹھائی ۔
شازل کے چہرے پہ ضبط کے کئ رنگ پوشیدہ تھے ۔
میرال ڈائری پڑھتی جاتی تھی اور اس پہ ہر ایک راز فاش ہوتا گیا ۔
ہر اک پنہ پہ عشق کی داستان درج تھی ۔
مگر ایک پنہ خالی تھا اس پہ بس فرسٹ لائن پہ لکھا تھا ۔
جب عشق مکمل ہو جائیگا یہ پنہ بھی ۔
میرال غصے سے اٹھی تھی ۔

تم صرف گھٹیا ہی نہیں تھے ۔

بدنیت بھی تھے شازل زمان ۔

میرال ؟ شازل کا ہاتھ اٹھا تھا اور میرال کے منہ پہ نشان چھوڑ گیا تھا ۔

کب میں نے تمھیں چھونے کی کوشش کی کب دیکھایا گھٹا پن کب تم پہ نگاہ غلط اٹھائی ۔

کب تمہاری تہنائی سے فائدہ اٹھایا ۔

محبت جرم ہے تو ہاں یہ جرم مجھ سے انجانے میں ہوا ۔

ہاں کیا ہے یہ جرم میں نے کی ہے میں نے تم سے محبت دل و جان سے کی ہے مگر اب نہیں کرتا ۔

سنا تم نے اب نہیں کرتا ۔اب اندھا ہوں میں اور اندر باہر صرف اندھیرے ہیں میرے لیے ۔

آج کے بعد میرے سامنے بھی نت آنا میرال ورنہ میں بھول جاوں گا کہ میں نے اپنے بابا جان سے قسم کھائی تھی کہ تمھارا خیال رکھوں گا تمھیں کوئی دکھ نہیں ہونے دوں گا ۔

اور یہ لو چابی اس کبڈ کے سب سے نیچے والے خانے کی ڈراز میں تین ڈاکومنٹس رکھے ہیں تم اب اس قابل ہو گئ ہو کہ تمھیں سب کچھ بتا دیا جائے ۔

جاؤ اور اٹھاو انھیں اور پڑھو ۔

شازل نے ایک ایک لفظ چبا کر میرال سے کہا ۔

جاووووو۔ شازل ایک دم اونچی آواز میں چیخا تھا ۔

میرال شازل کا تھپڑ کھا کر نہیں سہمی تھی اس کی بدلتی ہوئی ٹون دیکھ کر سہم گئ تھی اس کے اندر کچھ بہت بری طرح ٹوٹا تھا ۔

جب شازل نے کہا تھا اب نہیں کرتا میں تم سے محبت کسی سے بھی نہیں کرتا ہاں تمھیں ہاں تمھیں دنیا کی بری نظروں سے بچانے کے لیے سب کچھ کروں گا سب کچھ ۔

شازل کے جھوٹ پہ بھی اسے یقین تھا اور اس کے سچ پہ بھی وہ قائل ہو جاتی تھی ۔

میرال چپ چاپ اس کبڈ کی جانب بڑھی اور اس نے نیچلے خانے سے وہ کاغزات نکال لیے تھے ۔

پڑھو انھیں ۔

میرال نے ایک بار پھر شازل کی آنکھوں کی طرف دیکھا تھا ۔

میرال اتنی بے وقوف نہیں ہے شازل زمان کہ تمھیں جان ہی نہ سکے یہ ڈھونگ تم دنیا کے سامنے تو رچا سکتے ہو مگر میرے سامنے تمھاری تمام سچائی آ چکی ہے ۔

میرال بدتمیزی نہ کیا کرو ہاں نہیں ہوں میں اندھا مگر تم کیسے یہ سچائی ثابت کرو گی یہ تو ڈاکٹرز تک کو نہیں پتہ ۔ جب ڈاکٹرز کو معلوم نہیں ہونے دیا ۔

تو تم کیا کر لو گی ۔

ناجانے کیوں شازل میرال کو خود سے دور کرنے پہ تلا تھا ۔

جب سب پتہ چل ہی گیا تھا تو کیوں اسے سچ بتانے سے ڈر رہا تھا ۔

شازل نے بھی بے مروتی دیکھاتے ہوئے کہا ۔

اچھا شازل جی آپ کو کیا لگتا ہے ۔

میں آپ کے اس ڈرامے کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں گی ۔
خیر اس میں کیا ہے ؟
میرال نے شازل کو جواب تنک کر شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوئے دیا ۔
نکاح نامہ --

دلہن کا نام میرال آصف ۔
عمر :دس سال ۔
گواہان فلاں فلاں ۔
تیزی سے نگاہیں پورے پیج میں گھومیں تھیں ۔
میرال کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں ۔

دلہا کا نام ۔

شازل زمان ۔

عمر :بیس سال ۔

باقی کے کوائف ۔۔

درج تھے ۔

مگر اس سب میں جو چیز سب سے زیادہ واضح لکھی تھی ۔

وہ حق مہر تھا ۔

حیدر علی ولا سمیت تمام پراپرٹی جو میرال کا حق تھا ۔سب حق مہر میں لکھا تھا ۔

اور اس کے ساتھ ایگریمنٹ بمائے ٹکٹس موجود تھا ۔

اگر شازل زمان میرال آصف کو چھوڑے گا تو اسے اپنے حصے جی تمام پراپرٹی میرال آصف کو دینا ہوگی اود ۔

اور اگر میرال آصف اس نکاح کو توڑیں گی تو ان کو اپنی جائیداد شازل زمان کو سونپنی ہو گی
۔

اور یہ وہ وعدہ تھا جو بابا نے مجھ سے لیا تھا نہ صرف لیا تھا بلکہ وہ سب کچھ اپنی حیاتی میں ہی کر گئے تھے ۔

اور میں جب واپس آیا تو مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا تھا میں نے ابیحا سے نکاح سے انکار کیا اس لیے بھی کیا تھا ۔شازل نے اس نکاح نامے کی طرف اشارہ کیا ۔

اس وقت تک مجھے معلوم تھا کہ میرے ماموں کیا چال چل رہے تھے ۔
تبھی آکر افس سنبھالا اور اپنا حصہ بھی تمھارے نام کر دیا ۔
اب یہ سب تمھارے زمہ ہے ۔تم چاہو تو اس پراپرٹی کو

سنبھال لو اور اگر نہ سنبھال سکو تو مجھے پاٹنر رکھ لینا ۔

شازل یہ سب کچھ کہہ کر اپنے روم سے اپنی سٹیک ر باہر نکل گیا مگر میرال جہاں تھی وہی کی وہی کھڑی رہی ۔
اس کے لیے یہ راز بہت بڑا تھا کسی حادثے کی طرح۔

زمان حیدر شاید سب کچھ جانتے تھے تبھی اتنا بڑا قدم اٹھا

گئے تھے اپنے مرنے سے پہلے وہ ایک بیوہ عورت پہ اور ایک یتیم بچی پہ احسان کر گئے تھے ۔
جس دن میں نے تمھیں چھوڑ دیا ناں میرو اس دن یہ دنیا تمھیں نو۔ کھائے گی ۔
شازل زمان آخری زینہ پہ پہنچ کر یہی سوچ سوچ کر رہ گیا ۔
اور اپنی گاگلز کو آنکھوں پہ سیٹ کرتا نورین طلعت کے پاس چلا آیا۔

،،♡♡♡♡♡

مجھے تمھاری شرط منظور ہے ۔

مس ابیجا سلطان کل تک آپ کا کام ہو جائیگا
لیکن اس کے لیے آپ کو میری ایک بات ماننا ہو گی ۔
شاہ زین نے جو شیطانی پلان بنایا تھا ۔
اس پہ عمل کا وقت آگیا تھا یا شاہ زین وہ نوبت لے آیا تھا ۔
شاہ زین کا پلان کامیاب ہوتا تھا یا نہیں یہ تو وقت نے طے کرنا تھا ۔
مگر اس سے پہلے ایک اور سرپرائز تیار تھا میرال آصف کے لئے ۔۔
مجھے تمھاری شرط منظور ہے شاہ زین احمد ۔
ابیجا سلطان نے بلا جھجک کہا وہ یہ بھول گئ تھی کہ اس نے کس شیطان کو کیا ہامی بھر دی تھی ۔

مگر سن لیتی مس ابیحا ورنہ بعد میں مجھ سے کوئی باز پرس نہیں کرنا خیر ملتے ہیں بہت جلد
۔

شاہ زین نے کہہ کر کال ڈسکنیٹ کر دی اور گنگناتا آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا ۔
خود کو اسپرے میں نہلایا اور ایک بار پھر بالوں میں برش کرتا باہر نکل گیا۔

♡♡♡♡♡♡

میرال ان کاغزات کو لے کر نیچے اپنی ماں کے روم میں چلی آئی۔
ماما شازل زمان نورین طلعت کے پاس بیٹھا تھا۔میرال نے ماں کو پکارا مگر شازل کو دیکھ کر اس کا غصہ پھر سے سوا سیر ہونے لگا ۔
وہ شازل زمان کو اگنور کرتی دوسری سائیڈ سے گھوم کر نورین طلعت کے پاس آئی ۔
شازل زمان بہت دنوں بعد نورین طلعت کے پاس بیٹھا بس روئے جا رہا تھا ۔

اسما گل کے بعد وہ واحد ہستی تھی جسے شازل زمان اپنے دکھ اور خوشیاں شئیر کرتا تھا۔

اسما گل بھی اسے اندھا سمجھ کر اگنور کر رہی تھی ۔

اور رہتی سہتی کسر ساری پراپرٹی میرال کو دے کر شازل

نے اپنی ماں کی نفرت کو پھر سے جگا دیا تھا ۔

تم باہر جا سکتے ہو مجھے اکیلے میں اپنی ماں سے بات کرنی ہے ۔

میرال نے بے مروتی اور بدتمیزی سے شازل کو انگلی نچا کر کہا ۔

شازل زمان نے اس کی طرف دیکھا اور غصے سے باہر نکل گیا ۔آج پہلی بار اسے میرال پہ بے انتہا غصہ آیا تھا ۔

مگر وہ اب غصہ بھی کسی سے نہیں کرتا تھا ۔

اور کر کے بھی کیا کرتا میرال پہ کون سا اثر ہونا تھا ۔

سو ایک چپ سو سکھ کے مصداق وہ باہر نکل گیا ۔

مگر میرال کو مارا ہوا تھپڑ اسے گلٹی فیل ہو رہا تھا ۔

ماما آپ جانتی تھیں یہ سب میرال نے ان کاغزات کی طرف اشارہ کیا ۔

میرو بیٹھو تم میرے پاس تمھیں کتنی دفعہ سمجھایا ہے شازل دشمن نہیں ہے تمھارا اس نے تو ہم دونوں کو سنبھالا ہے وہ نہیں ساتھ دیتا تو تم جانتی ہو ہم ہر چیز سے محروم ہو جاتے اپنی جائیداد سے بھی اور اس چھت سے بھی ۔

دیکھ بیٹی صبر کا پھل کتنا میٹھا ہوتا ہے ۔

آج اسما گل کیسے تڑپ رہی ہیں اور ہم تینوں سرخرو ہیں ۔

تمھارے بابا کے سامنے بھی اور بھائی جان کے سامنے بھی ۔

مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے جب تم شازل کو بے بھاؤ کی سناتی ہو ۔

وہ خیر خواہ ہے ہمارا اسکو اب معاف کر دے اگر اس کی زات سے تمھیں کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں تم سے اس کی جانب سے معافی مانگتی ہوں۔

نورین طلعت نے بیٹی کو اپنے سینے سے لگا کر بہت پیار سے سمجھایا یہ اور بات کہ اس وقت انھیں اپنے پیارے وفادار

اور ایک ایماندار شوہر کی بے حد یاد آئی تھی ۔

مگر میرال نے ماں کو اپنے گلے سے ہٹاتے ہوئے چند قدم دور جا کھڑی ہوئی تھی۔

میرا سودا کیا تھا آپ نے اس پراپرٹی کی خاطر؟ ۔

. یہ سوال اٹھایا تھا ۔میرال نے نورین طلعت کے قدموں سے زمین کھسکی تھی

یی میری بیٹی اس قدر باغی کیسے ہو گئ ہے ۔نورین طلعت نے سوچا ۔

♡♡♡♡

کورٹ میں پہنچنی نہیں چاہیے یہ چھٹانک بھر لڑکی ۔

اسما گل اور سلطان بیگ نے کسی کو کال ملاتے ہوئے تنبیہہ کی تھی ۔

سلطان بیگ سے ایک معاہدہ طے ہوا تھا اور اسما گل اس پہ دل و جان سے راضی ہو گئ تھیں ۔

اور وہ معاہدہ کیا تھا یہ سلطان بیگ اور اسما گل کے علاوہ

ابیحا سلطان بھی جانتی تھیں مگر پلانز تینوں کے الگ الگ تھے یہ کوئی نہیں جانتا تھا ۔

اپ بے فکر رہیں باس کام ہو گیا ہے ۔

اب آپ ارام سے جو بھی کرنا چاہیں کر سکتے ہیں ۔

اور سلطان بیگ اسما گل کو دیکھ کر قہقہ لگاتے ہوئے

اسما گل کے ساتھ گاڑی سٹارٹ کرنے لگا ۔

لو اسما جو تم چاہتی تھی وہ کام ہو گیا لیے ۔

اب تمھیں یاد ہے ناں تم نے کورٹ میں کیا ثابت کرنا ہے ۔

ہاں بھائی جان مجھے یاد ہے سب اور وہ ثبوت بھی تو ہیں ۔۔کہ کیسے میرال نے شازل زمان کو مارنے کی کوشش کی اور ایکسیڈنٹ کے بعد نشے کی حالت میں تمام کی تمام پراپرٹی اپنے نام لکھوا لی اور پھر وہ جیل جائے گی اور اپنے بیٹے کو اس سب سے دور رکھنا یہ تمھاری زمہ داری ہے ۔
یہ ڈاکٹرز کی رپورٹ اور ایکسیڈنٹ کی ڈیٹیلز یہاں لکھی ہیں ۔
یہ سب جج کو سب منٹ کروا دینا ۔

سلطان بیگ نے ویومرر میں دیکھتے ہوئے اسما گل کو سمجھایا گاڑی فراٹے بھرتی کورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی ۔

♡♡♡♡♡

غفران میں اپنی ماں اور ان کے بھائی کو اچھے سے جانتا ہوں ۔
میرال کی زندگی ہی نہیں اس کی عزت بھی خطرے میں ہے ۔

اور میں میرال کو کسی مشکل میں نہیں ڈال سکتا میں نے پراپرٹی اس کے نام کروا کر اود بھی اسے خطرے میں ڈال دیا ہے اب تم ہی سوچ سکتے ہو اس سب کا جیا حل کریں

۔۔

شازل زمان ڈرائیور کو لے کر ایک بار پھر غفران کے روبرو موجود تھا ۔

رات کو آنے والی کال نے اسے بہت ڈسٹرب کر دیا تھا ۔

وہ رات بھر بس یہ ہی سوچتا رہا تھا کہ وہ میرال کو اس بھنور سے کیسے نکالے مگر اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی اسی لیے وہ صبح کا ویٹ کیے بنا ہی غفران کے گھر پہ موجود تھا ۔

اور غفران تو تھا ہی پہلے کا ہی تنہا باپ کا سایہ اٹھنے کے بعد اپنی بوڑھی ماں کا اکلوتا سہارا

۔

اور اپنی ماں پہ جان دینے والا ۔مگر کچھ دنوں سے وہ بھی ڈسٹرب تھا ۔

جب سے وہ میرال کو دیکھ کر واپس آیا تھا اس کی دنیا ہی بدل گئی تھی ۔

مگر وہ فیملی فرینڈز تھے غفران سیالوی سب جانتا تھا ۔
اور یہ ہی چیز اسے تکلیف دیتی تھی ۔

♡♡♡♡♡

آپ ککککک ۔وو۔نن ہیں مجھے یہاں کیوں لائے ہو ۔۔؟
وہ کنگ سائز بیڈ کے کنارے بس اٹک کر جسے بیٹھی تھی ۔
ایسے جیسے ابھی یہاں سے نکل کر بھاگ جائے گی ۔
اس کے پورے وجود کو سیاہ مردانہ بھاری شال نے ڈھانپا ہوا تھا ۔
وہ نہیں جانتی تھی اسے یہاں کون لایا تھا ۔۔
اسے بس ابھی ہوش آیا تھا مگر اس کے اوپر ایک مردانہ شال تھی جس کے اندر سے کئ قسم کی عطر کی خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی ۔
خوشبو اس کی کمزوری رہی تھی ۔وہ کھانا پینا کم کرتی تھی مگر پرفیومز کی بھر مار تھی اس کی کلیکشن میں ۔۔

اور اس کی ڈریسنگ پہ میک اپ کا سامان کم اور خوشبو کا سامان زیادہ تھا ۔
وہ خود الگ الگ پرفیومز کے فلیورز مکس کر کے لگاتی تھی --
اس کی حس تو ویسے ہی بہت اچھی تھی --اوپر سے وہ ان کی دیوانی تھی --
ایسی خوشبو وہ پہلے سے ہی محسوس کر چکی تھی مگر کہاں کی تھی ابھی وہ اس پوزیشن میں نہ تھی --
وہ اٹھ کر بیڈ کے کنارے بیٹھ گئ تھی اپنے اوپر سے چادر کو دور پھینک دیا تھا اس نے

--

سامنے ایک باوردی گارڈ مگر بزرگ ٹائپ موجود تھا۔
میرال آصف اس پہ چڑھ دوڑی --
کس حق سے یہاں لائے ہو ---کون ہو تم اور تمہاری جرآت کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی

--

اپنی عمر دیکھو اور اپنے کرتوت دیکھو ---

مگر وہ باریش شریف آدمی اپنی گن سنبھالے سر جھکائے کسی مجرم کی طرح اس کے سامنے چپ چاپ کھڑا رہا۔

بولتے کیوں نہیں ہو پاگل ہو کیا---

میرال آصف کسی اجنبی کو بھی آپ کے بغیر مخاطب نہیں کرتی تھی۔بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اس نے شازل کے علاوہ کبھی کسی سے د بدتمیزی ہی نہیں کی تھی

سوری بیٹی میں کچھ نہیں جانتا--

مجھے تو بس یہاں غفران صاحب نے ڈیوٹی د ینے کا کہا ہے۔

اس کے علاؤہ میں کچھ نہیں جانتا۔

غفران حامد اس ایس ایچ او نے آپ کو یہاں بھیجا ہے ---؟

میرال کی تیوری پہ بل آئے تھے۔

وجہ آپ نہیں جانتے ؟ اس نے پھر خود سے سوال کیا۔

میں پوچھتی ہوں آخر مجھے یہاں لانے کا مقصد کیا ہے ----

میرال چیخ پڑی تھی --

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡۔

واہ یار تم تو سچ مچ کے دلہا لگ رہے ہو بڑے میاں ۔

احمد خان سلطان بیگ کو تیار شیار دیکھ کر مسکرائے تھے ۔

ساتھ ہی خوبصورت سے انداز میں ہنسی اڑائی تھی --

سچ مچ سے کیا مراد ہے میں آج کا دلہا ہی تو ہوں ۔
وہ دو ٹکے کی چھوکری کیا یاد کرے گی اس نے کس کے نام پہ کیچڑ اچھالا ہے ---
میں سلطان بیگ ہوں ۔اور سلطان بیگ کسی کا ادھار کبھی نہیں رکھتا --

سلطان بیگ کے انگ انگ میں غرور چھلک رہا تھا --

میں آج اس کی اوقات دیکھا دوں گا عورت زات ہم مردوں کا مقابلہ کرے گی تھو ہے
پھر ہماری مردانگی پہ --
احمد خان نے بھی مسخہ لگایا ---
سلطان بیگ احمد خان کے کندھے پہ ہاتھ رکھے ہنستا چلا گیا --
تبھی اس کے موبائل کی بپ بجی تھی --

سلطان بیگ نے احمد خان کو خاموش ہونے کا اشارہ کیا --
اور سپیکر پہ لگا دیا موبائل ---
سر آپ کا کام ہو گیا تھا مگر ؟
دوسری طرف خاموشی چھائی ---
مگر کیا آگے بھی تو کچھ بک دے)سالے (

سلطان بیگ نے اپنے مخصوص لہجے میں اس کو گالی دی۔

ایس ایچ او غفران نے پولیس مقابلہ کر کے لڑکی ہم سے چھین لی ہے ---

واٹ گدھے کیا بک رہا ہے وہ وہاں کہاں سے آگیا ---؟

سلطان بیگ دوسری لائن پہ موجود شخص کی بات سن کر ہتھے سے اکھڑ گیا۔

تم سب کہاں مر گئے تھے اور اسے کیسے پتہ چلا اس سب کا --

سلطان بیگ نے احمد خان کی طرف دیکھا۔

سارا کام چوپٹ کر دیا --

ا۔مجھے اا سٹی میں کہیں نظر نہ آنا دفع ہو جاؤ کہیں دور --

سلطان بیگ نے بدتمیزی سے کہتے ہوئے کال ڈسکنٹ کی اور موبائل صوفے پہ پٹخ دیا۔

ریلکس ہو جاؤ سلطان آج نہیں تو کل پھر سے ہاتھ آ جائے گی۔

وہ اب چوکنی ہو جائے گی احمد خان --

احمد خان کے حوصلہ افزائی پہ سلطان بیگ نے چڑ کر کہا۔

دونوں سر پیٹ کر بیٹھ گئے تھے --

یہ غفران کا کچھ کرنا پڑے گا --

ایک کو تو راستے سے ہٹا دیا اب یہ دوسرا ہیرو آگیا ہے --

اس کی تو ایسی کی تیسی ---

میں کچھ کرتا ہوں اس کا بندوبست ---

سلطان بیگ نے موبائل دوبارہ اٹھایا اور کسی کو کال ملانے لگا ۔

♡♡♡♡♡♡،

شاہ زین تمہارا کام ہو گیا ہے اب تم جانو اور تمھارا کام ۔

شاہ زین نے کچھ لوگ ہائیر کیے تھے جن سے اس نے اپنا کام نکلوایا تھا ---

ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو میرے کچھ دوست موجود ہیں وہ اب دیکھ لیں گے--

شاہ زین خوشی سے جھومتا ہوا کال ملانے لگا مگر بے سود تھا ---

ابحیا سلطان بیگ کو زمین کھا گئ تھی شاید وہ روئے زمین پہ ہی نہیں تھی --

ابیجا سلطان تم نے اگر میرے سے چیٹنگ کی تو میں تمھارا

وہ حشر کروں گا کہ تم موت کو ترجیح دو گی ---

شاہ زین کسی بھوکے شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا۔

ابیحا کا موبائل مسلسل آف جا رہا تھا ---
شاہ زین بلبلاتا ہوا روم سے نکلا تھا۔

--
مس ابیحا سلطان بیگ کا اغوا ---
.پچھلے چند گھنٹوں سے مسلسل لاپتہ ۔
ان سے آخری ملنے والا شخص مشہور بزنس مین
احمد خان کا اکلوتا بیٹا شاہ زین احمد خان تھا --

اس اغوا کا معمہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا --
کون کر سکتا ہے ایسا یہ ابھی تک کوئی نہیں جان سکا ۔
ساتھ میں اس کی کئ تصاویر لگی . تھیں ۔
شاہ زین صوفے پہ ڈھے سا گیا --
یہ خبر اس کے سر پہ کسی ہتھوڑے کی طرح لگی تھی --

♡♡♡♡،
کہاں کی تیاری ہے ۔؟

شازل میرال کے روم میں بہت دنوں بعد آیا تھا ۔

میرال سمپل سا ڈریس پہنے ڈریسنگ کے آگے کھڑی اپنا سکارف پن اپ کر رہی تھی ۔وہ نہیں جانتی تھی کہ باہر کی دنیا میں ایک یہ کام بھی ہوتا ہے ---

اسے اس کی ابھی تک کوئی خبر نہیں تھی --

مگر شازل زمان ایک زمانہ شناس مرد تھا وہ جانتا تھا باہر کی دنیا کو---

اور سب سے زیادہ جانتا تھا جنم دینے والی ماں کو --

اسے اچھے سے یاد تھا میرال آصف یونیورسٹی گئ ہوئی تھی شازل زمان اپنے روم میں یوں ہی بند تھا۔

اسما گل سمجھی تھیں کہ وہ اب دیکھ نہیں سکتا --

اسما گل زمان حیدر اپنے شوہر کی طرح اب شازل زمان سے بھی ناراض تھیں --

کیوں کہ ان کے شوہر کے بھائی نے اس کا حق نورین طلعت کو اور شازل زمان نے اپنی ماں اور بہن کا حق میرال آصف کو دے دیا تھا ۔

شازل زمان سمجھا تھا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ایک حادثہ تھا مگر آنکھوں کا چلا جانا اس کی ماں کے پیروں سے زمین نکال دے گا ان کے لیے عبرت بن جائے گا وہ راہ راست پہ آ جائیں گی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا یہ جھوٹ ماں کو راہ راست پہ کیا لائے گا بلکہ ان کو موقع مل جائے گا اک نئ جنگ کا وہ ایک بیوہ کی زندگی حرام کرنے کے بعد ایک یتیم بچی کی زندگی کی بھی دشمن بن جائیں گی ۔

کہاں کی تیاری ہے ۔؟

شازل میرال کے روم میں بہت دنوں بعد آیا تھا ۔

میرال سمپل سا ڈریس پہنے ڈریسنگ کے آگے کھڑی اپنا سکارف پن اپ کر رہی تھی ۔وہ نہیں جانتی تھی کہ باہر کی دنیا میں ایک یہ کام بھی ہوتا ہے ---

اسے اس کی ابھی تک کوئی خبر نہیں تھی --

مگر شازل زمان ایک زمانہ شناس مرد تھا وہ جانتا تھا باہر کی دنیا کو---

اور سب سے زیادہ جانتا تھا جنم دینے والی ماں کو --

اسے اچھے سے یاد تھا میرال آصف یونیورسٹی گئ ہوئی تھی شازل زمان اپنے روم میں یوں ہی بند تھا ۔

اسما گل سمجھی تھیں کہ وہ اب دیکھ نہیں سکتا ۔۔

اسما گل زمان حیدر اپنے شوہر کی طرح اب شازل زمان سے بھی ناراض تھیں ۔۔

کیوں کہ ان کے شوہر کے بھائی نے اس کا حق نورین طلعت کو اور شازل زمان نے اپنی ماں اور بہن کا حق میرال آصف کو دے دیا تھا ۔

شازل زمان سمجھا تھا کہ اس کا ایکسیڈنٹ ایک حادثہ تھا مگر آنکھوں کا چلے جانا اس کی ماں کے پیروں سے زمین نکال دے گا ان کے لیے عبرت بن جائے گا وہ راہ راست پہ آ جائیں گی مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا یہ جھوٹ ماں کو راہ راست پہ کیا لائے گا بلکہ ان کو موقع مل جائے گا اک نئ جنگ کا وہ ایک بیوہ کی زندگی حرام کرنے کے بعد ایک یتیم بچی کی زندگی کی بھی دشمن بن جائیں گی ۔

ایک تپتی دوپہر تھی شازل زمان کو پیاس محسوس ہوئی اس نے دیکھا کہ اس کا جگ خالی ہے --

اس کے روم فریج میں بھی پانی تو تھا مگر یخ ٹھنڈا اور شازل نیم گرم یا روم ٹمپریچر والا پانی پیتا تھا ۔

وہ چپکے سے نیچے چلا آیا --

پانی پینے کے بعد وہ اپنی ماں کے روم میں چلا گیا تاکہ وہی آرام کر سکے اس کا اکیلا پن بھی ختم ہو جائے گا --

مگر وہ یوں ہی ہینڈل پہ ہاتھ رکھنے لگا اسے اندد سے سلطان بیگ اور اسما گل کی ملی جلی آوازیں سنائی دیں تو اس کا ہاتھ وہی جامد ہوگیا --

مگر اسما یہ سب کچھ کرنے کے بعد مجھے کیا ملے گا --

بھائی جان آپ جو چاہیں گے آپ کو مل جائیگا --آدجا حصہ پراپرٹی کا اور آدھا حصہ بزنس کا --

اور ہمارا رشتہ بھی قائم رہ گا --

بہن بھائی کا رشتہ بھی نہیں خراب ہو گا- --

اسما گل نے سلطان بیگ کی رال ٹپکتی دیکھ کر اسے مزید ہڈی ڈالنے کی لالچ دی --

نہ اسما نہ مجھے دولت تو چاہیے ہی چاہیے ساتھ میں ایک وعدہ بھی چاہیے --

سلطان بیگ اسما گل کے قریب ہوا ۔۔۔

میرال کو اغواء کے بعد میں واپس نہیں کروں گا ۔۔

اسے مار دوں زندہ رکھوں چاہے جو بھی کروں تم اپنا منہ نہیں کھولو گی ۔۔

نورین طلعت سے میرا بھی بدلہ پورا اور

تمھارا بھی ۔۔سلطان بیگ نے پلاننگ اچھی سوچی تھی ۔

آپ جو مرضی کرو بس خس کم جہاں پاک ۔۔

قہقہہ---

اور باہر کھڑا سنتا شازل زمان سر سے پاؤں تک پسینہ پسینہ ہو چکا تھا ہلکی سی دل میں چھبن

بھی ہوئی---

شازل زمان دبے قدموں وآپس آگیا--

ایک نئ سوچ کے در واں ہو گئے تھے ۔

میرال آصف کی پاکیزگی بھرے دل کی وجہ سے اللہ نے ایک بار پھر شازل زمان کو اس کے لیے چن لیا تھا

۔وہ اس کا محرم تھا اور اس کے علاوہ اس کے لیے

سائے دار درخت اور مظبوط چھت بنا رہا تھا۔

آج پھر میرے روم میں شازل زمان سب خیریت ہے ۔

میرال نے اس پہ چوٹ کی ۔۔

کیوں کہ وہ اس سے ناراض تھا مگر ناراضگی بھی وہاں اچھی لگتی ہے جہاں کوئی مان رکھتا ہو منانے کا رواج ہو اور میرال آصف کے دل میں چاہے کچھ بھی تھا شازل کے لیے نرم کونا موجود نہیں تھا ۔

اس وقت بھی اانگ اسے جتا دی تھا کہ --

روٹھے روٹھے کو کس نے منایا ---

سیدھا سا سوال پوچھا ہے --ٹون مت کتو جواب دو- -

دھمکی دے رہی ہو --

شازل زمان اس وقت سچ مچ غصے میں تھا کہیں کا غصہ کہیں دکھایا جا رہا تھا -

میرال نے اپنی ماں اور شازل دونوں سے بول چال بند کر رکھی تھی --

صبح کی نکلتی شام کو گھر آتی تھی --

شازل نے اس پہ کڑی نظر رکھی ہوئی تھی --

نورین طلعت بھی منا منا جر تھک گئیں تھیں مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی آپ نے بیٹی کا سودا کیا اس چھت کے نیچے رہنے کے لیے --

دولت مشترکہ تھی پھر صرف یہ ہی کیوں محکم رہے آپ اور میں کیوں ترستے رہے اس کے پاس وہی باتیں تھیں جن کو اس نے بچپن کے ساتھ پالا تھا --

عنبر زمان اور شازل زمان حیدر علی کے پوتے تھے تو میرال آصف بھی ان کی ہی پوتی تھی--

پھر اتنا فرق کیوں ---

جائیداد برابر تھی -- بزنس برابر تھا تو پھر وہ ہی کیوں تشنہ رہی --

ماں کو اس نے کئ مہینے ایک بے رنگ جوڑے میں دیکھا تھا --

بہت ساری خواہشات وہ ماں کو دیکھ کر رد کر دیا کرتی تھی --

مگر تب اسے احساس نہیں تھا کہ آصف حیدر علی ہر ایک جائیداد میں برابر کا شریک تھا
--

جب سے اس نے آفس سنبھالا تھا اس پہ کئ انکشافات ہوئے تھے --

آصف حیدر علی اپنے ہی افس میں ورک کرتا تھا۔

جس کا علم دادا یعنی آصف کے والد کو نہ تھا۔۔

اور نہ ہی اسما گل کو تھا۔۔۔

تم آج کے بعد اس روم سے باہر ایک قدم بھی نہیں نکالو گی ۔۔۔

شازل اس کی ہر بدتمیزی کو اگنور کرتے ہوئے میرال کے برابر کھڑے ہوتے ہوئے بولا ۔

میرال کے کان پہ پن لگاتے ہوئے سکارف پن چبھی ۔

سی کی ہلکی سی آواز آئی۔

میرال نے سکارف کی تیسری تہہ لگائی ۔۔۔

جیسے شازل کای اور سے مخاطب ہو۔۔

میں تم سے کہہ رہا ہوں میرال ۔۔۔۔

میں وہ ڈری سہمی چھ سال کی چھوٹی سی بچی نہیں ہوں جسے آپ اونچی آواز سے ڈرا لیں گے ۔۔

میرال نے اپنے ہینڈ بیگ کو ہاتھ لگایا ۔۔

مگر شازل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ۔۔۔

بہت بدتمیز ہوگئ ہو یہ شہہ میں نے ہی تمھیں دی تھی ۔۔

ہاتھ چھوڑو جنگلی ۔۔۔میرال نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر بے سود ۔۔۔

شازل نے ہاتھ چھوڑ کر اسے بیڈ پہ دھکا دیا ۔۔۔

جو کہ کامیاب بھی ہوا ۔۔

میرے صبر کی حد تک تم آزاد تھی مگر اب سب کچھ میری مرضی سے ہو گا۔۔

نہ تو تم اس گھر سے۔ باہر نکلو گی۔۔۔

اور نہ ہی اس روم سے شاشل نے ڈریسنگ پہ پڑی چابیاں اٹھائیں اور باہر سے لاک لگاتا چابی ساتھ لے گا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی ایکسٹرا چابی میرال کے پاس ہے ۔۔۔۔

آئے بڑے مجھے روم میں بند کرنے والے ۔۔

اونہہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمممممم۔۔

میرال نے دوسری کیز سے لاک اوپن کیا اپنی چیزیں اٹھائیں اور یہ جا وہ جا ۔۔

میرال کا ارادہ آفس جانے کا تھا مگر آج اس کے کیس کی پیروی بھی تھی ۔۔۔

اسے کورٹ بھی جانا تھا مگر کچھ ضروری ڈاکومنٹس تھے جو اسے آفس سے اٹھانے تھے ۔۔

وہ ڈائری پڑھنے اور اپنا نکاح نامہ دیکھنے کے بعد یہ تو جان گئ تھی کہ شازل کا رویہ اس سے کیوں بدلا ہے ۔۔

شازل اس سے خاموش محبت کرتا ہے اس کا علم بھی اسے اچھے سے ہو گیا تھا مگر وہ ماننے سے ہی انکاری تھی --

تو پھر وہ اس کی کوئی بات ہی کیوں مانتی --

جب وہ شازل کو ہی کچھ نہ مانتی تھی۔

میرال گیراج میں آئی مگر وہاں گاڑی موجود نہ تھی جس کا مطلب تھا کہ گاڑی شازل لے گیا ہے --

میرال نے سیل نکالا آفس کال کی اور خود ہیوی بائیک نکالی اور خود کو شاباش دیتی گیٹ سے باہر نکل گئ --

نورین طلعت کو تب پتہ چلا جب وہ گاڑی یعنی بائیک باہر نکال چکی تھی--

ان کے گیٹ پہ آنے تک میرال گلی سے بھی نکل چکی تھی ---

شازل میرال کو بند کرنے کے بعد اپنی چھوٹی امی کے پاس آیا تھا اور ان کو تنبیہہ کر گیا تھا --چابی بھی دے گیا تھا ----

چھوٹی امی یہ چابی میرال کے روم کی ہے اس کا کچھ دن گھر سے باہر نکلنا بند ہے ۔۔۔وہ میری سن نہیں رہی تھی اس لیے مجھے یہ سب کرنا پڑا۔۔

آپ ان کو کھانا پینا اوپر ہی کروا دیجئے گا اور اس پہ کڑی نظر رکھیے گا ۔۔۔

یہ سب اس کی سیفٹی کے لیے ہے ۔۔شازل گول مول سا نورین طلعت کو سمجھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

کبھی کبھی ضد اور انا اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے بھی مصیبت بن جاتی ہے۔

میرال آصف کی ضد اور انا نے شازل کو توڑ دیا تھا۔۔وہ دنیا سے لڑنے کے لیے اس کی ڈھال بننا چاہتا تھا مگر وہ اسی کو سب سے بڑا دشمن سمجھتی تھی ۔

محبت میں طاقت لوگ کہتے ہیں زیادہ ہوتی ہے ۔۔

جبکہ نفرت کا یقین جلدی ہوتا ہے۔

اور محبت سچی بھی ہو تو یقین مانگتی رہتی ہے۔

اظہار مانگتی ہے۔۔قربانی مانگتی ہے ۔۔۔

شازل بیٹا میرال ابھی ابھی گھر سے نکلی ہے --

اس کے پاس دوسری چابی تھی شاید --

اوہ نوو چاچی جان آپ مجھے اب بتا رہی ہیں --؟ شازل نے کال سنتے ہوئے بس اتنا کہا

اچھا میں دیکھتا ہوں آپ بلکل بھی پریشان نہ ہوں ورنہ آپ کا بی پی ہائی ہو جائے گا ---

شازل چاچی کا تسلی دیتا خود پریشان ہو گیا تھا --

غفران میں تو بہت ہی اپ سیٹ ہو گیا ہوں--

شازل زمان غفران کے ساتھ کسی ریسٹورنٹ میں موجود تھے --

مجھے نکلنا ہو گا ---شازل کھڑا ہوا اس نے جس انداز سے ٹیبل سے چابی اٹھائی غفران کو

دھچکا لگا --

مگر اس وقت وہ خاموش رہنا چاہتا تھا---

تو شازل زمان مجھ سے بھی اتنا بڑا جھوٹ بولا تو نے مجھ سے بھی یہ راز چھپایا ---

غفران سوچتے ہوئے اس کے پیچھے لپکا ---

رکو شازل مجھے بتاؤ آخر مسلہ کیا ہے ---

غفران شازل کے برابر چلتے ہوئے پوچھنے لگا۔ میرال کی جان کو خطرہ ہے غفران !شازل کی کہیں دور سے آنسوں میں ڈوبتی ہوئی آواز آئی تھی ---

تم پریشان نہ ہو میں ہوں ناں تمھارے ساتھ ---غفران نے شازل کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر تسلی دی --وہ کہاں گئ ہو گی ؟ غفران نے ایک اور سوال کیا --

آفس !شازل نے مختصر جواب دیا۔

دونوں اپنی اپنی گاڑیوں کی طرف بڑھ گئے ---

♡♡♡♡♡♡

امان اللہ میرال آفس آ رہی ہے --- !جی بھائی --

امان اللہ نے کال سنتے ہی بس جی کہا ---

اسے یہاں سے غائب کرنا ہے -- بھائی نے کہا --

مگر بھائی یہ سب کچھ مناسب نہیں ہو گا۔۔

امان اللہ نے بھائی کو سمجھانے کی کوشش کی ۔۔

امن ایمان اور عمل یہ تینوں سرخرو کریں گے تمیں ۔۔

تم وہ کرو جو میں کہتا ہوں ۔۔ بھائی نے کال ڈسکنیٹ کر دی ۔۔۔

اسی وقت ابیجا سلطان کی انٹری ہوئی ۔۔۔

امان اللہ اپنی جگہ سے ہل کر رہ گیا ۔۔۔

آ تو میرال آصف رپی تھیں یہ ابیجا سلطان یہاں ؟

امان اللہ سوچتے ہوئے کھڑا ہوا ۔۔۔

آپ یہاں فیوچر وزیر اعظم صاحبہ۔۔؟

امان اللہ نے سیاست کے لحاظ سے اسے ٹون کیا ۔

شکریہ لوگ ابھی سے ۔جھے وزیرا عظم سمجھتے ہیں ۔۔ ابیجا سلطان نے بڑے پن کا مظاہرہ کیا ۔۔ آخر اسے کام تھا یہاں۔۔۔

میرال سے ملنا ہے مجھے !ابیجا نے اپنی طرف اشارہ کیا ۔۔۔

وائٹ باریک شرٹ پہ چھوٹاسا بلیو پرنٹ سکارف گلے میں رول وول کر کے پہنے ہاتھ میں لگژری بیگ

چال میں غرور آنکھوں پہ گلاسز۔ہونٹوں پہ وہی مسکان ظالم تیری ادا پہ صدقے --

اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور نیچے اتر گیا

---اس آفس کی بلڈنگ کے پارک میں بیٹھ کر ویٹ کرنے لگا---

ابھی تک ڈہ ایم صاحبہ آئی نہیں ہیں --؟

مگر سوال منہ میں ہی رہ گیا تھا---

امان اللہ کے نمبر پہ کال آئی تھی---

مشن از ریڈی ؟ دوسری طرف سے آواز آئی --

اوکے --امان اللہ نے کہا--

اور کال ڈسکنیٹ کر دی --

سر --؟ملازم اندر آیا--ایم ڈی صاحبہ آ چکی ہیں --

ملازم نے میرال کے آفس آنے کی اطلاع دی --

اوکے یو گو امان اللہ نے ملازم کو جانے کا اشارہ کیا۔

ایک منٹ رکو۔۔

ابیجا سلطان نے آفاق)ملازم (کو روکا۔۔ آفاق نے

امان اللہ کو پہلے اور پھر ابیجا کو دیکھا۔۔

جی میم آفاق نے تابعداری سے پوچھا۔۔۔

اپنی ایم ڈی کو یہاں بھیج دیں ۔۔۔

جی؟ ملازم نے بھی حیرت کا اظہار کیا ۔۔

تم جاؤ آفاق ۔۔۔

ابیجا سلطان کی بات سن کر امان اللہ کو بھی برا لگا تھا ۔۔

مگر وہ ضبط کرگیا وہ جانتا تھا کہ مقابل بھی میرال آصف ہے --

امان اللہ تم اسے کال کرو سسٹم سے ---

ابیحا نے ہٹ دھرمی دیکھائی ---

مس ابیحا سلطان آپ اب اس آفس کی کوئی ہیڈ نہیں ہیں ۔

اس کی ہیڈ مس میرال آصف ہیں اور شازل زمان--

وہ بزنس پارٹنر بھی ہیں اور لائف پارٹنر بھی --

آپ جتنی جلدی ہو سکے اسے ایکسیپٹ کر لیں۔۔

امان اللہ تم اپنی اوقات سے بڑھ کر بول رہے ہو ۔۔

ابیحا نے پہلو بدلتے ہوئے غصہ دیکھا یا ۔

آپ نے اپنے آنے کا مقصد نہیں بتایا ؟ امان اللہ نے بھی

بات بدلنے کی کوشش کی ۔۔۔

تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے ۔۔۔ابیحا کہنے والی تھی مگر پھر ضبط کر گئ ۔۔

اج کورٹ کی ہیرنگ ہے کچھ ڈاکومنٹس ہیں یہاں جو پاپا کے ہیں وہ چاہیں ۔۔۔؟

مجھے ایسی کوئی انفارمیشن نہیں ہے ۔

تم یہاں چھ سال سے ہو جب کہ شازل زمان بھی ابھی آیا ہے تمھیں جتنا پتہ ہے اسے بھی نہیں پتہ --

موبائل پہ مسیج ٹون بجی تو امان اللہ نے ابیحا کو اگنور کرتے ہوئے باہر کی جانب دوڑ لگائی ---

ابیحا غصہ سے آگ بگولہ ہوتی باہر نکل آئی--

وہ بنا ناک کیے ایم ڈی --مس میرال آصف کے آفس میں چلی آئی ---

واٹ ۔ربش ۔۔میرال نے پی ھے مڑ کر دیکھا ۔۔۔

وہ اس وقت کیبنٹ میں گھسی کچھ ڈاکومنٹس تلاش کر رہی تھی ۔

میرال اتنے ہی غصے سے سیدھی کھڑی ہوئی ۔۔۔

تمھاری ماں کو دیکھ کر لگتا نہیں انہوں نے تمھاری تربیت میں کوئی کسر چھوڑی ہو گی ۔۔

لیکن تمھارے پاپا کو دیکھ کر لگتا ہے کہ تم ان کی ہی بیٹی ہو ۔۔

شٹ اپ میرال تم مجھے مینرز کی بھاشا مت سکھاؤ تم یہ جو اترا رہی ہو ناں بہت جلد کورٹ اس کا فیصلہ کر دے گی ۔۔۔

میرے پاپا کی محنت کو میں یوں رائیگاں نہیں جانے دوں گی ---

تم اور تمھارے پاپا دوسروں کی چیزوں پہ ہمیشہ ہی نیت لگا کر رکھتے ہو --یہ تو میں جانتی ہوں --

اب دھونس بھی جمانا شروع کر دی ہے حد ہے ڈھٹائی کی --

اس دن گھر سے شازل نے تمھیں .دھکے دے کر نکلوایا آج عزت کروانے یہاں بھی آگئ ہو.

چچچچ . چچچچ . چچچچچچچچ--

میرال نے اسے کھری کھری سنائی تھی ---

شازل کا زکر اس نے ابیحا کو جلانے کے لیے بھی کیا تھا ۔۔

اوہ شٹ اپ میرال ۔۔۔ابیحا میرال کی طرف لپکی تھی اسی وقت

امان اللہ اندر انٹر

ہوا تھا ۔۔۔

سیکورٹی سسٹم پہ ہاتھ رکھے امان اللہ نے ابیحا کو

تنہیہ کی ۔۔۔آپ یہ کیا کر رہی ہیں آپ بلکل بھی اس قابل نہیں کہ آپ کو عزت دی جائے ۔۔۔

تم بیچ میں مت بولو ورنہ تمھارا بھی اس کے ساتھ

حشر نشر کر دوں گی ۔۔شازل کے نام پہ ہی وہ بھڑک اٹھی تھی ۔۔

اس کو دیکھ لیکنا جنگلی عورت کو امان اللہ بھائی ۔

مجھے دیر ہو رہی ہے میں چلتی ہوں۔۔

میرال ابیحا سلطان کی سائیڈ سے نکلتی باہر نکل گئ ۔۔

ابیحا بھی پیر پٹختی چیختی چلاتی باہر کو دوڑی ۔۔

اس کا مقصد میرال کو کچلنے کا تھا ۔۔۔

مگر اس کی قسمت خراب تھی ۔۔۔

وہ جوں ہی ہارکنگ ایریا میں آئی ایک گاڑی کے پہیے اس کے پاس چرچرائے ۔۔۔

ایک سکیورٹی گارڈ تیزی سے اس گاڑی سے نکلا ۔۔

♡♡♡♡♡

مجھے ایک گھنٹے کے اندر اندر میرال چاہیے ماموں ورنہ میں ہر رشتہ بھول جاؤں گا ۔

واٹ ربش کیا بک رہے ہو ۔۔۔

شازل زمان سلطان ولا میں داخل ہوتے ہی سلطان بیگ پہ چڑھ دوڑا تھا --

مگر سلطان بیگ ابھی بھی صدمے میں تھا جو کام وہ نہیں کر سکا تھا اس پہ وہ ہاتھ مل رہا تھا اوپر سے شازل کے الزام نے ان کے احساب جنجھوڑ دیئے --

مگر یہ تو کچھ بھی نہیں تھا ---

اصل دھچکا تو انھیں اب لگنے والا تھا ---

شازل کیا بکواس کر رہے ہو کہاں لیے میرال اور یہ مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو --؟

اتنے معصوم مت بنیں ورنہ می۔ بھول جاؤں گا آپ میری ماں کے بھائی ہیں ---

شازل کو ان کو انجان بنتے دیکھ کر اور بھی تپ چڑھی --

کیوں اللہ کا خوف نہیں آتا آپ کو شاذل نے ایموشنل کیا ---

صاحب صاحب --- سکیورٹی گارڈ بھاگتا ہوا ان کے روم میں آیا---

ابیحا میم کا کڈنیپ ہو گیا ہے ----

سکیورٹی اہلکار نے گویا دھماکا کیا --

واٹ دی بلڈی ہیل ---- سلطان بیگ اچھلا ---

جو ایزی طریقے سے چیئر پہ جھول رہا تھا --

اب اٹھ کر گلفام کے قریب ہوا ---

کیا بک رہے ہو ---

اس کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑا --- سر میں سچ کہہ رہا ہوں ---

ہمیں کسی نے دھوکہ دیا اور ابیحا میم بھی اسی گاڑی میں بیٹھ کر ہماری گاڑی کے پیچھے تھیں --مگر جوں ہی ایک ٹرن آیا وہ گاڑی غائب ہو گئ ---

شازل زمان میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں یہ ڈراما خوب رچایا تم نے ----

سلطان بیگ باہر کو بھاگا ---

شازل بھی کچھ نہ سمجھتے ہوئے باہر انکے پیچھے لپکا ---

ان دونوں کو کسی نے بڑے رازدانہ طریقے سے غائب کیا تھا ---

شازل کا شک ماموں پہ اور ماموں کا شک شازل پہ تھا مگر فائدہ کوئی تیسرا اور چوتھا اٹھا گیا تھا ---

♡♡♡♡♡♡♡

تمھارے لیے ایک خوشخبری دی لایا ہوں --- شاہ زین میرے یار جو کام ہم نہیں کر سکے وہ کام کسی اور نے کر دیکھایا ہے ---

کیا بک رہے ہو کاشی ۔ میرا دماغ الریڈی خراب ہے مزید مزاق کر کے نہ خراب کرو ----

شاہ زین نے تپ کر کہا ---

ایک تو آج کل تم مرد کم عورت زیادہ لگ رہے ہو ہر ہر بات پہ

تمھیں ہول اٹھنے لگتے ہیں اور بات بات پہ تم طعنے دینے لگتے ہو --

کاشان نے بھی منہ بنایا -- اچھا بولو تم مجھے اب طعنے دے رہے ہو وہ بھی اتنے گھٹیا
--

کاشان کے کندھے پہ شاہ زین نے ایک دھپ رسید کی --

کاشی کھلکھلا کر ہنس دیا --

مس ڈائن کڈنیپ ہو گئ ہیں یونیورسٹی سے ہو کر آ رہا ہوں -- ہر جگہ اس کے ہی چرچے ہیں سنا ہے اس کے عاشق -- کاشی کوئی اور بات کرو شاہ زین کا اچانک موڑ خراب ہو گیا--- کچھ دنوں سے وہ عجیب ہی سوچیں سوچ رہا تھا---

تین دن تی۔ راتیں ہو گئ تھیں -- نہ میرال کا کچھ پتہ چلا تھا اور نہ ہی ابیحا سلطان کا ---

دونوں ہی عجیب طریقے سے غائب تھیں ایک ہی جگہ ایک وقت میں ----

اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی تھی ---

♡♡♡

میری بیٹی کہاں ہے --؟

سلطان بیگ گیٹ عبور کرتے ہی دھاڑے۔ ۔

سامنے سے آتی اسما گل کی نظر بھائی کے ہوائیاں اڑاتے چہرے پہ پڑی ۔وہ اور آگے بڑھی ۔۔

کیا ہوا بھائی جان ۔۔۔؟ اسما گل نے پوچھا

کیا تم نے نیوز نہیں پڑھی ؟ ۔۔۔

سلطان بیگ نے کچھ چھوٹی بہن کا لحاظ کرتے ہوئے ۔۔پوچھا ۔

نیوز ؟ اسما گل نے اچنبھے سے پوچھا ۔۔۔کیسی نیوز۔؟

سلطان بیگ نے اوپر کی جانب قدم بڑھائے ۔۔۔

اسما کے سوالات پہ قدم روکے ۔۔۔

تمھیں سب کچھ ابھی پتہ چل جائے گا۔۔۔

سلطان بیگ نے اتنا کہا اور پھر اگلا سٹیپ چڑھنے لگے ۔۔

شازل اپنے روم میں نہیں ہے آج صبح سے وہ گھر ہی نہیں آیا‌ئ بار کال کر چکی ہوں۔۔۔

اسما گل نے تفصیلی جواب دیا۔وہ اب آئے گا بھی نہیں اسما۔سلطان بیگ نیچے اترتے ہوئے بولے ۔۔

کیوں کہ تمھارے بیٹے نے ہر حد پھلانگ لی ہے ۔۔بھاگ گیا لیے وہ میرال آصف کو لے کر مگر اس کے ساتھ میری بیٹی کا گنہگار ہے وہ اس نے میری بیٹی کو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ۔۔

اسے اغواء کیا ہے اس نے ۔۔۔سلطان بیگ کی غصے اور پریشانی سے ماتھے کی لکیریں پسینے سے تر ہو رہی تھیں۔

نورین طلعت نماز پڑھتے پڑھتے نماز کی چادر سر سے پاؤں تک اوڑھے باہر آئی تھیں ۔۔شور شرابا بہت ہو رہا تھا ۔۔

عنبر زمان بھی اپنے روم سے بار بار شازل کے نام کی پکار سن کر باہر آگئ تھی ۔۔۔

کیا کیا ہے بھائی نے اب ماموں اب تو چھوڑ دیں اس کا پیچھا کیوں آپ اس کے پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔۔۔

عنبر نے آتے ہی ان پہ چڑھائی کی ۔۔

شٹ اپ۔تم دونوں بہن بھائیوں نے میرے دونوں بچوں کی شخصیت مسخ کی ہے --
میں تم دونوں سے نمٹ لوں گا--اور تم مسسز نورین ---
سلطان بیگ کی توپوں کا رخ نورین طلعت کی طرف مڑ گیا --
سکیورٹی --؟
سلطان بیگ نے اپنی سکیورٹی کو آواز دی جو کچھ فرلانگ ہی دور تھی --
ان عورتوں کو گاڑی میں بٹھاؤ ---
سلطان بیگ نے نورین طلعت اور عنبر زمان کی طرف اشارہ کیا --
خاموش کھڑی اسما گل نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔وہ سوچ رہی تھی کہ ان جی بنائی ہوئی پلاننگ کے مطابق سب چل رہا ہے ---
دن بھر میرال آصف غائب تھی --کورٹ میں بھی نہیں پہنچ سکی تھی --اور اسما گل کو یہ ہی لگ رہا تھا کہ یہ سب سلطان بیگ کی بدولت ہوا ہے --
اور یہ سب بھی اسی پلان کی کڑی ہے --میں بعد میں بھائی جان سے پوچھ لوں گی ---
اسما گل سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی --جبکہ عنبر چیخ پڑی تھی ---

آپ میری ماں کے بھائی ہیں آپ ایسے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان دو عورتوں کو گاڑی میں بٹھاؤ--

اور پھر وہ ماں کی طرف مڑی ---

عنبر کے ماتھے پہ حیرت شکن لکیریں تھیں --اس کا چہرہ غصہ و ضبط سے لال ہو رہا تھا --

نورین طلعت کی حالت تو اس سے بھی غیر تھی --

میں آپ کو بھائی کہتی آئی ہوں ہمیشہ اور آپ میرے بھائی جیسے ہی ہیں آپ کو زیب نہیں دیتا کہ آپ کچھ بھی کہہ دیں --

سکیورٹی اہلکار آگے بڑھ آئے تھے --

تمھیں اللہ اور اس کا رسول کا واسطہ ہے ۔ اسما بھابھی -- نورین کے خاموش رہنے والے لب اچانک بول پڑے تھے --اس کی آہ و زاری شروع ہو گئ تھی --

اللہ کا واسطہ ہے اسما بھابھی بھائی کو روکیں ایسا مت کریں میرال آ جائے گی تو میں اس گھر سے چلی جاؤں گی اس بار میں اس کلام پاک کی قسم کھاتی ہوں اللہ کی قسم کھاتی ہوں

۔

نورین طلعت نے اسما گل کے پیر پکڑ لیے مگر وہ فرعون کی طرح اکڑ گئ ۔۔اسے مزا آنے لگا تھا اسے تسکین مل رہی تھی نورین طلعت کی گڑگڑاہٹ پہ ۔۔

!جلدی بیٹھو گاڑی میں ۔۔۔

عنبر بیٹھو گاڑی میں جلدی جرو ۔سلطان بیگ سے پہلے اسما گل نے بیٹی کو حکم دیا ۔۔

ماں آپ بھی یہ سب کچھ کر رہی ہیں مگر کیوں ۔۔دشمنی انتقام چاچی سے ہے تو پھر میرا اور میرے بھائی کا کیا قصور ۔۔؟

عنبر نے ماں سے ہوچھا ۔۔۔تم سے جو کہا ہے عنبر وہ کرو ۔۔۔

اسما گل نخوت سے پاؤں چھڑواتی اندر جانے لگی۔

اسما اپنے بیٹے کو بول دینا آج رات کی مہلت ہے ۔صبح ہونے سے پہلے ۔۔۔ابیجا گھر ہونی چاہیے۔

ورنہ میں اس کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا
۔سکیورٹی گارڈ اٹھاؤ اس عورت کو اور ڈال دو گاڑی میں سلطان بیگ نے حکم جاری کیا۔
ایک منٹ کوئی آگے نہیں بڑھے گا ۔
عنبر زمان نورین طلعت کو کندھوں سے اٹھاتی ہوئی بولی ۔۔
مت جھکیں آپ ان بے حس لوگوں کے سامنے یہ آج کے دور کے فرعون ہیں ۔۔۔
بھاشن بعد میں دینا ۔۔۔اسما گل مسکرا کر اندر چلی گئ تھی۔۔
وہ ایک بار پھر دھوکہ کھا گئ تھیں ۔۔ایک بار پھر ان کی انا کرچی کرچی ہونے جا رہی تھی
ایک بار پھر وہ اپنے لیے ازیت کا سامان کر چکی تھی ۔

♡♡♡♡♡♡

میں تھک گیا ہوں امان اللہ صبح سے شام ہو گئ ہے ۔وہ کہیں نہیں نظر آئی وہ عزت ہے
۔۔میری اسے سینچ سینچ کر رکھا ہے میں نے اسے زمانے کی بدنظروں سے بچاتا آیا ہوں

---خود ساری ساری رات جاگ کر اس کو سکون دیا ہے ---وہ جھلی مجھے کبھی نہیں سمجھ سکی --

اس نے اس قول کو غلط ثابت کر دیا ---

کہ عورت مرد کی نس نس سے واقف ہوتی ہے ۔عورت مرد کی چال چلن سے اس کی نظر سے مرد کے دل کا حال جان لیتی ہے--

آج بھی اسے سمجھایا اس کے بھلے کے لیے تھا یہ سب مگر آج بھی اس نے اپنی مرضی کی آج بھی وہ مجھے نیچا دکھانے کے لیے میری بات رد کر گئ --

ایسا کیوں کیا اس نے غفران کیوں ؟

شازل زمان عورتوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا ۔

غفران اس کے سامنے بیٹھا کسی سوچ میں غلطاں تھا ۔۔

شازل بس کر دے میرے یار میں نے ہر جگہ ناکہ بندی کروا دی ہے پورے شہر کی پولیس اس کی تلاش میں ہے ۔۔

بس دعا کرو وہ صحیح سلامت گھر آ جائے ۔۔۔۔

غفران نے اسے تسلی دیتے ہوئے اپنے گلے لگایا ۔۔۔شازل زمان ڈرائینگ روم میں دروازے کے ساتھ سہارا لیے منہ چھپائے کھڑا تھا ۔۔

غفران نے گلے لگایا وہ اور بھی بلک بلک کر رونے لگا۔۔

غفران کو احساس ہوا اس کی تکلیف پہ دل دکھا اس کا دل کیا کہ اسے سب کچھ بتا دے مگر پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے آنسو ضبط کرنے لگا۔۔

یہاں بیٹھو پانی پیو ۔۔ غفران نے کچھ دیر شازل کو رونے دیا اور پھر اسے کندھوں سے پکڑ کر صوفے پہ بٹھایا اسے پانی پلایا ۔۔۔

اور زبردستی چائے پلائی ۔۔۔

گھبراؤ مت شازل اللہ پہ کامل بھروسہ رکھو وہ ۔

وہ نیند میں پرندوں کو گرنے نہیں دیتا ۔۔۔

پتھروں کے نیچے کیڑوں کو رزق پہنچاتا ہے --

اپنے بندوں سے ماں سے ستر گنا زیادہ پیار کرتا ہے --وہ تمھیں کیسے بے یارو مددگار چھوڑ دے گا تمھاری لگن سچی ہے --مجھے پورا یقین ہے وہ اب تمھاری ہو کر لوٹے گی تمھاری قدر ہو جائے گی اسے شازل نیچے منہ کیے زمین پہ دیکھ رہا تھا مسلسل اگر وہ غفران کو دیکھ لیتا تو اس کو بھی سکون ملتا ---

ازیت کے وقت تسلی کافی نہیں ہوتی اس وقت درد ہوتا ہے درد سہنے والے کو مگر سامنے بیٹھا شخص جس تسلی دیتا ہے تو کچھ نہ کچھ ہمت آ ہی جاتی ہے چاہے درد کم ہو نہ ہو حوصلہ مل جاتا ہے --

غفران کو اس وقت جتنی اللہ کی نعمتیں یاد تھیں --

اس نے شازل کے کانوں میں انڈیل دی تھیں۔

شازل زمان کو سکون تو نہیں ملا تھا مگر تھوڑی ہمت ضرور مل گئ تھی۔۔۔

غفران کو بھی کچھ سکون ملا تھا ۔۔

♡♡♡♡♡

تم اب تب اس روم سے نکلو گی میرو جب میں کہوں گا ۔۔ تم ہوتے کون ہو مجھ پہ دھونس جمانے والے ۔۔ اا نے بھی اتنی ہی ہٹ دھرمی سے کہا۔

تمھیں اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں ہے ۔

کہ میں کون ہوتا ہوں اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمھیں پریکٹیکل کر کے بتاؤں تو وہ بھی میں کرنے کو تیار ہوں مگر ابھی مجھے کہیں جانا ہے ۔اور سکینڈ یہ بھی کہ پہلے سب جے سامنے اس رشتے کا اعلان کر لوں پھر بتاؤں گا تمھیں ---

شازل نے اس کو بلش کرنے کی کوشش کی --

مگر وہ ہتھے سے اکھڑ گئ --

میں آج کورٹ میں ایک اور کیس کر کے آؤں گی شازل زمان کہ کیسے تم نے ایک نابالغ لڑکی سے نکاح کیا --

اچھا کر لینا کیس بھی مگر اس وقت تو میری بات مان لو ---

شازل نے اس کی کسی بھی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے کہا۔۔۔

اور اس کے کندھوں ڈے پکڑ کر اسے بیڈ پہ دھکا دیا ۔۔

وہ بیلنس نہ رکھ سکی خود میں اور بیڈ پہ گر گئ ۔۔

شازل نے ٹیبل سے کیز کا ایک چھوٹا سا بنڈل اٹھایا ۔۔

اور جلدی سے باہر سے لاک کر دیا ۔۔

تم دروازہ کھولو جنگلی جانور میں تمھاری کسی گیدڑ بھبکیوں میں نہیں آنے والی سنا تم نے مجھے تم تو کیا کوئی جن بھی قابو نہیں کر سکتا ۔۔۔

وہ اندر ہی چیخ چلا رہی تھی ۔

مگر شازل اس کی پرواہ کیے بنا نیچے اتر گئے ۔۔

میرال کیز ڈھونڈنے لگی اور آخر کار اسے ایک کی ملی اور وہ باہر جانے میں کامیاب ہو گئ
۔۔۔

دروازے کے کھلنے کی آواز آئی تو میرال آصف اپنی سوچوں سے باہر نکلی ۔۔۔

چیخ بیخ کر اس کا گلا سوکھ گیا تھا اس کے گلے میں کانٹے اگ آئے تھے۔۔۔۔

ساری رات وہ اندھیرا کر کے بیٹھی رہی تھی ۔۔۔

روم وسیع تھا مگر اس کے ساتھ منسلک کمرا صاف ستھرا مگر چھوٹا تھا ---

اس روم کی ایک ایک چیز ہٹخ پٹخ کر میرال نے تہس نہس کر دی تھی ---

اور پھر روتے روتے تھک گئ چلاتے چلاتے تھک کر دیوار کے ساتھ لگ کر اپنے اللہ اور اپنی ماں کو تو کبھی شازل زمان کو یاد کرنے لگتی ---

اسے ابھی ابھی سمجھ آئی تھی کہ اا نے اسے روم میں لاک کیوں کیا تھا وہ اس خطرے سے مجھے بچانا چاہتا تھا مگر میں ہی نا سمجھ آج تک اس کی ہر حق بات کو ناحق سمجھ جر ٹالتی رہی تھی --

تیڑے کیتے ناشتہ اے باجی ---؟

ایک بوڑھی سرائیکی عورت نے اپنی زبان میں اس کے سامنے ناشتے کی ٹرے رکھی ۔۔۔

میرال نے ناشتہ پرے کھسکا دیا اور خود کھڑی ہو گئ ۔۔۔

♡♡♡♡♡

مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس خاندان میں سارے ہی دیوداس ہیں ۔۔۔
فجر کی آذان ختم ہوئی تھی جب شازل زمان نے گھر میں قدم رکھا تھا۔۔۔
وہ اپنی اسٹیک کے سہارے۔۔
چلنا بھول گیا تھا اس کی چال میں ڈھیلا پن تھا وہ آہستہ آہستہ چلتا لاونج میں آیا تو سامنے ہی صوفے کی ٹیک لگائے اسما گل سو رہی تھیں ۔۔
وہ شازل زمان کا انتظار کرتے کرتے وہ سو گئ تھیں۔
شازل کے آنے کی شاید انھیں خبر ہو گئ تھی ۔۔۔

شازل کو سامنے دیکھ کر تشویش کی جگہ غصے نے نے لے لی تھی اور اس کی وجہ فون پک نہ کرنا تھا۔۔

سارا دن اور ساری رات اسے سڑک ناپتے گزر گئ تھی۔

غفران کے اتنے سمجھانے کے بعد بھی شازل زمان خود کو نہ سمجھا پایا تھا۔۔

!آپ کے بوئے ہوئے کانٹے کاٹ رہا ہوں ماما۔۔۔

شازل زمان کی زبان سے آج کڑواہٹ آخر باہر آ ہی گئ تھی وہ جو ہمیشہ ماں کو بچاتے بچاتے خود گنہگار بن بیٹھا تھا میرال کا آج پھٹ پڑا۔۔

کیا گناہ تھا میرال کا ؟ شازل نے ماں کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔میرأل میرال میرال ۔۔۔۔کان پک گئے ہیں میرے یہ نام سن سن کر اسما گل اور بھی بھڑک اٹھیں ۔

اس کے باپ کی بے وفائی کی نشانی ہے یہ میرال ۔

میری آنکھوں میں غور سے دیکھو نفرت کرتی ہوں میں اس میرال نام سے بھی اور نورین طلعت کے وجود سے بھی ۔۔۔سنا تم نے شازل میں نے تمھیں نو ماہ اپنی کوکھ میں رکھا ۔۔۔کروٹ بھی دھیان سے بدلتی تھی ۔۔۔اسما گل کی تقریر شروع ہو چکی تھی ۔

مگر اس بار شازل نے سینہ تان لیا تھا پیٹھ نہیں دیکھائی تھی ۔۔۔

بلیک آئیز میں دکھ کے ساتھ غصہ بھی در آیا تھا ۔

وہ ناکام ہوا رہا پہلی بار میرال کو بچانے میں ورنہ ہر بار وہ اس کی ڈھال بنا تھا ۔۔وہ چاہے بائیک کی ریس تھی یا پھر زندگی کی جنگ ۔۔۔

یا پھر اس کی یونی فیلوز کی پلاننگ تھی ۔ ۔

وہ سب سے میرال کو نکال لایا تھا مگر یہاں آکر ہار گیا تھا ۔۔۔

میرال آصف کا دشمن کوئی غیر ہوتا تو میں شازل زمان باپ کی قبر کی مٹی کی قسم کھاتا ہوں ۔۔

میں اسے دوسری سانس بھی نہ لینے دیتا مگر افسوس کہ میرے سامنے میری اپنی ماں کھڑی ہیں جو میرال کی ہی نہیں اپنی بیٹی اور بیٹے کی بھی دشمن ہیں -- کیسی ماں ہیں آپ ---

ایک ماں کو کبھی سکون سے نہیں رہنے دیا ---

آپ کہتی تھیں ناں کہ آصف چاچو غلط تھے ---

میرے ننھے سے دماغ میں جو خناس آپ نے بھرا تھا وہ سچ نہیں تھا ---

!سچ آج آپ کو میں بتاتا ہوں----

شازل کھڑے کھڑے تھک گیا تھا وہ بھی سامنے صوفے پہ بیٹھ گیا --اپنی سٹیک ہولڈ یوں ہی صوفے پہ رکھی اور کالے چشمے آنکھوں پہ لگے رہنے دیئے --

--

شازل زمان جوں ہی بولتا اسما گل اور بھی بھڑک اٹھتی--

کیا سچ ہے آخر میں بھی تو سنوں ؟؟؟

اسما گل نے واحد بات پہ خاموشی اختیار کی --

اور تیوری چڑھا لی ---

غلط آصف چچا نہیں آپ کی بہن رعنا گل تھیں --

ایم آئی رائٹ؟؟؟

شازل ایک لمحہ بھی خاموش نہ ہوا ---

الف سے لے کر ی تک ساری بات شازل نے اسما گل کے گوش گزار کر دی ---

تو کیا میں جھوٹ بولتی آ رہی ہوں تم سے ---؟؟؟ -اسما گل کے چہرے ے کی ہوائیاں اڑیں مگر وہ کہاں ماننے والی تھیں۔

الٹا شازل زمان پہ چڑھائی کر دی ----

کیا یہ سچ نہیں ہے۔؟؟؟ شازل نے ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا --مگر ماں کو اس وقت لگا جیسے شازل ان آنکھوں میں سچ مچ دیکھ رہا ہے -ان کے ماتھے پہ ابھرتی پسینے کی لکیریں صاف بتا رہی تھیں وہ آج لاجواب ہو گئ تھیں ---

شازل اسما گل کی طرف دیکھ رہا ہے یہ چیز اور بھی انھیں گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھیں۔

یہ سچ ہے یا نہیں ؟ شازل نے ایک بار پھر پوچھا --

یہ باتیں تمھارے دماغ میں نورین نے ڈالی ہیں ناں ؟؟
اسما گل نے ایک اور راہ نکالی شازل کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ---
اہک نئ جنگ کا آغاز ہوا --؟
بابا نے مجھے ہاسپٹل میں سب بتا دیا تھا ---
شازل نے اسما گل کی بات کو رد کیا --

میری ماں تب سے آج تک میرال کا مجرم رہا ہوں--

شازل ٹھنڈے دماغ کا تھا مگر آج غصے سے اس کی کنپٹی کی رگیں ابھر آئی تھیں ---

بہت ہو گیا ہے شازل اب اور مت ستاؤ مجھے میں تمھیں اپنا دودھ بھی نہ بخشوں گی

مجھے سچ بتاؤ ---اسما گل نے بات کو پلٹنے کی کوشش کی شازل جان کر بھی انجان بن گیا

اسے احساس تھا کہ سامنے والی ہستی اس کی ماں ہے --
اس لیے وہ نہ ان کو جھنجھوڑ سکا نہ غصہ نکال سکا اور نہ ہی مزید بحث کر سکا --
ابیحا کہاں ہے ؟؟؟
اسما گل نے یہ سوال بلاوجہ پوچھا --ورنہ ان کو یقین تھا ان کا بھائی کوئی گیم کھیل رہا

ہے ---
نورین طلعت اور میرال کے لیے ---وہ بہت مطمئن تھیں --
کھیل اپ نے اور آپ کے بھائی نے کھیلا ہے ماما ---
شازل بھی کہاں بے خبر تھا ---
میں نے کل آپ کی اور ان کی باتیں ان لی تھیں اور آج صبح اس پہ عمل بھی کر ڈالا --

اپنی ہی بیٹی کو غائب کروا کر وہ کھیل کھیل رہے ہیں ---؟ اور آپ کو آج بھی میرال سے پرابلم ہے --دعا کریں وہ مجھے مل جائے ---

پھر آپ کو یہاں کوئی بھی نظر نہیں آئے گا چومتی رہیے گا یہ درودیوار ---یہ بنک بیلنس اور پیسہ --

پیسے سے خرید لائیے گا ایک عدد بیٹا بھی اور ایک عدد بیٹی بھی ---

اور ساتھ میں گھر کے لیے سکون اور خوشی بھی خرید لائیے گا ---

شازل نے ماں کو کوشش کے باوجود بھی وہ باتیں کہہ دیں جو وہ کہنا نہیں۔ چاہتا تھا---

شازل زمان مزید ماں کے سامنے کھڑا ہونے کی ہمت نہ کر سکا اور نہ وہ مزید ان سے بحث کرنا چاہتا تھا--

وہ اوپر جانے لگا ---مگر زینے کے برابر والا روم اس وقت جب کہ فجر کی نماز کا ٹائم تھا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا --- شازل کو تشویش ہوئی ---

وہ ان کی چھوٹی امی کا روم تھا نورین طلعت کا --

شازل زمان فوراً نیچے اتر کر ماں کے پاس سے گزر کر نورین۔ کے روم میں گیا --

لائیٹس آن کیں ادھر ادھر دیکھا --

تو تم اندھے پن کا ناٹک کر رہے تھے بیٹا ؟؟

میرے دل سے کھیل رہے تھے میرے جزبات سے کھیل رہے تھے اس ایک لڑکی کے لیے ---اسما گل ایک ایک لفظ چبا کر بولیں---

وہ ایک لڑکی آپ کے بیٹے کی بیوی اور چاچو کی بیٹی ہونے کے ناطے میرا خون اور سب سے بڑی بات آپ کے اس اکلوتے بیٹے کی زندگی ہے ---

شازل نے آنکھوں کا راز کھل جانے کے بعد دوسرا راز بھی کھول دیا --

جو محبت وہ میرال تک کو نہ بتا سکا سمجھا سکا --وہ موں کے سامنے کہتا چلا گیا ---

کیا میں پوچھ سکتا ہوں ؟ کہ یہ چھوٹی امی کہاں ہیں ---

اسما گل شازل کی آنکھوں کا سن کر جہاں بے تحاشا خوش ہوئی تھی غصہ بھی ن کے چہرے سے عیاں ہو رہا تھا --

بری خبر سن کر پرانے زمانے کی بوڑھی عورتوں کی طرح بین کر کے رونے لگیں --

وقت دیں مجھے ماما میں آپ کو اب بتا دوں گا --

شازل زمان کے لیے ایک نیا امتحان شروع ہو چکا تھا ---

♡♡♡♡♡♡♡

تم جانتے نہیں ہو کہ میں کون ہوں--
ابیحا سلطان کو ابھی ہوش آیا تھا وہ ایک ٹوٹے پھوٹے ویران سے کھنڈرات جیسے روم میں ٹوٹی ہوئی کرسی پہ بیٹھی خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی --اس کی شرٹ اس کے جسم کو اور بھی نمایاں کر رہی تھی ---
پینٹ ٹخنوں سے اوپر تھی پاؤں میں باریک سٹریپ کی سینڈل نے نشان بنا دیئے تھے گلے میں ڈالا گیا مفلر اس کے ہاتھ باندھنے کے کام آگیا۔
مگر ابیحا سلطان کو اس سب کی فکر نہیں تھی اسے زعم تھا اپنی دولت پہ اپنے عہدے پہ ---

اپنے باپ پہ بھروسہ تھا ایک گھنٹہ بھی وہ اسے کسی قید میں نہیں رہنے دیں گے --
مگر سارے زعم دھرے جے دھرے رہ گئے تھے ---
بارہ گھنٹے یعنی ایک رات بیت چکی تھی- -
وہ یوں اس ٹوٹی ہوئی کرسی پہ پڑی رہی تھی--نہ مخمل کا کوئی بستر تھا نہ کوئی ریشم کا کمفرٹ۔
اس کی گردن ایک جانب ڈھلکنے کی وجہ سے اکڑ رہی تھی نسوں میں شدید تکلیف ہوئی تھی ابیحا سلطان کو سامنے دیوار کے ساتھ سوئے دو آدمیوں نظر آئے ---
وہ پہلے جاگ کر سمجھنے کی کوشش کرتی رہی مگر جب زہن پوری طرح بیدار ہوا تو وہ ان پہ اتنے ہی رعب سے چیخ پڑی---
تم جانتے نہیں ہو کیا کہ میں کون ہوں ؟
ابیحا نے پھر سے یہ ہی ورڈز رپیٹ کیے ----
دونوں آدمی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے---
وہ دونوں ابیحا سلطان کی چیخ و پکار سن کر باہر نکل گئے --

جا کہا رہے ہو پاگلوں میری بات کا جواب دو --

ابیجا سلطان نے گلا پھاڑ کر ان سے پوچھا ---
مگر وہ سنی ان سنی کرتے چلے گئے --
باس کو بتانا ہوگا اسے ہوش آگیا ہے---
غلام شبیر نے اپنے دوسرے ساتھی --کریم سے کہا
ہاں شبیر باس نے کہا تھا جب اس لڑکی کو ہوش آ جائے تو مجھے کال کرنا ---
ویسے شبیرے ایک بات تو بتا ؟
کریم نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں کو مروڑتے ہوئے کہا --
ہاں پچھ کیں پوچھدیں --؟
(ہاں پوچھو کیا پوچھ رہے ہو ۔)
غلام شبیر نے اپنی مخصوص زبان میں کہا ----
باس اچھا آدمی لگتا ہے ۔

پھر یہ چھوکری کا چکر کیوں وہ بھی اغواء ---؟

یہ جو بڑے لوگ ہوتے ہیں ناں ان کا کیا بھروسہ یہ کبھی بھی بدل سکتے ہیں---

شبیر نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا ---

لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی مجھے بھی کریم داد ---شبیر کی آواز کہیں دور سے آئی ---

ابیحا سلطان کو کون نہیں جانتا وہ سیاست میں ابھرتا ہوا ایک روشن ستارہ ہے ---

باس نے اس کو ہی کیوں----- --

شبیر کی زبان کو بریک لگے تھے ---سامنے باس کی چمچماتی گاڑی آن رکی تھی ---

وہ دونوں آگے بڑھے ---

ہاں بھئ سناؤ سب ٹھیک رہا ناں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی ناں --

باس نے دونوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے پوچھا --

نہیں سائیں کوئی پریشانی نہیں ہوئی آپ نے جیسا کہا تھا ---

ویسا ہی کیا ہم نے ابھی ابھی ان کو ہوش آیا ہے --

بہت چیخ رہی ہیں وہ تو ---

شبیر نے ساری ڈٹیل بتائی ---

چلو تم دونوں ناشتہ کر کے آ جاؤ ---

یہ رکھ لو ---

نوید نے چند نوٹ نکال کر ان کے ہاتھ پہ رکھے --

اور خود روم کا لاک کھولنے لگا ۔

ابیحا سلطان خود کو چھڑوانے کی پوری کوشش کر رہی تھی --دروازہ کھلتے دیکھ کر اس نے سر اٹھا کر دیکھا--

اس کی آواز اس کا سانس ساتھ ساتھ بند ہوئے تھے۔

تو یہ کمینگی تم نے دیکھائی ہے درانی؟؟ ۔

ابیحا سلطان کے ہاتھ پاؤں چلتے رک گئے اس نے کوشش ترک کر دی جانتی تھی اب کوئی فائدہ نہیں --

! ہے -نوید فیصل درانی !..پورا نام لو ناں

فیصل درانی اس کے سامنے دو زانو زمین پہ ہی بیٹھ گیا -- تم اتنے گھٹیا ہو میں سوچ بھی نہیں سکتی -ابیحا نے دانت پیسے --

گھٹیا لوگوں کے منہ سے یہ لفظ اچھا نہیں لگتا ابیحا سلطان--

فیصل درانی نے بھی اس کی بات اسی کے لہجے میں اسے واپس لوٹائی- ---

تمھیں کیا لگا تھا تم پاکستانی بہت ہوشیار ہو --

دھوکہ دے جر فرار ہو جاؤ گی اور فیصل تمھیں ڈھونڈ نہیں پائے گا --

مجھے چیٹ کرو گی تم درانی کو جس نے سات سمندروں کا پانی پیا لیے ---مجھے چیٹ کرو گی --

فیصل نے اپنی چوڑی چھاتی پہ اپنا ہاتھ رکھا --

میں نے باپ سے سیکھا عورتوں کی عزت کرنا --اور تم سے سیکھا ہے چھیننا --- دھوکہ فریب میری نظر میں ایسا جرم لیے جس کی کوئی معافی نہیں ہونی چاہیے--

کھرے اور سچے رشتے بنائے ہیں ہمیشہ میں نے مگر تم نا جانے کس گناہ کی پاداش میں ملی ہو ---

فیصل نے اس کے بالوں کی لٹ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اس پہ حقارت بھری نگاہ ڈالی ---

محبت کرنے لگا تھا میں تم سے --- فیصل درانی پانچ سال اس ساتھ جو سوچتے ہوئے کھوئے سے انداز میں بولا ---

محبت؟؟؟ ابیحا سلطان کو بھی اتنی دیر بعد موضوع ملا ----

کیوں کیا نہیں تھی مجھے تم سے محبت ---؟

فیصل نے بھی سوالیہ انداز میں پوچھا ---

دو شادیاں بھی تمھاری محبت سے ہوئی تھیں ناں فیصل درانی----؟ اور ان دونوں کو میں نے تمھارے لیے چھوڑ دیا --تمھارے ہی چکر میں کیوں کہ میں ان سے محبت نہیں تم سے محبت کرتا تھا--

تم اس بات کو جانتی تھی میں نے کچھ نہیں چھپایا تھا تم سے پھر بھی میرے جزبات سے کھیلا تم نے ---

فیصل نے اس کے طنز کے تیر کو خطا کیا ---

ہم صرف دوست تھے درانی ۔ایک سال ہو گیا ہے اس بات کو یہی دفن کر دو مجھے جانے دو --ابیحا نے پہلے تو فیصل پہ چڑھائی کی --

جب فیصل نے کھری کھری سنائیں تو پھر ابیجا سلطان منمنانے لگی ---

جو دھوکہ تم مجھے دے کرر آئی ہو اس کی کوئی تلافی نہیں ہے اس کی سزا لیے اور وہ یہ ہی کمرا ہے ---

تم یہی مرو گی جیو گی تم سے کوئی زی روح ملنے نہیں آئے گا ---ہاں لیکن میں آؤں گا وہ بھی تب تب جب مجھے لگے گا کہ تم مر جاؤ گی ایسے تو تمھیں زندہ رکھنے کے لیے آؤں گا---

اب دیکھوں گا کتنی طاقت ہے تم میں اور تمھارے فادر میں -- حسن بھی مانند پڑ جائیگا غرور بھی مٹی میں مل جائے گا ---

کھانا پینا کرنا ہو تو باہر ملازم موجود ہیں منگوا کر کھا لینا ۔۔۔

فیصل اس کی روح کھینچتا کھڑا ہوا پانچ سال بعد اس کے چہرے پہ سکون نظر آیا تھا۔۔

جو جو چوٹ میں نے کھائی ہے اس سے دوگنی تمھیں دوں گا سمجھی تم ۔۔۔۔

فیصل نے کھڑے کھڑے اسے اور بھی چند باتیں سنائیں ۔۔۔

اور دروازے کی سمت بڑھنے لگا۔۔۔

ابیحا کو لگا کہ زمین آسمان ایک ہو گئے ہیں ۔۔۔اور وہ درمیان میں پس گئ ہے ۔۔

فیصل؟؟؟ ابیحا نے آخری کوشش کی ۔۔

فیصل نے اپنے قدم روکے ۔۔۔مگر بولا کچھ نہیں۔

میں یہاں کیسے رہوں گی تم جانتے ہو میں آسائشوں کی عادی ہوں ۔۔۔ اور یہ کون سی جگہ ہے یہاں تو بہت گرمی ہے میں تو مر ہی جاؤں گی ۔۔۔ تمھیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے معاف کر دو ۔۔۔ابیحا سلطان گڑگڑانے لگی ۔۔۔

فیصل سنی ان سنی کرتے باہر نکل گیا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

آپ بلائیں غفران کو میں ان سے خود بات کر لوں گی ۔وہ کیاے اپنے دوست کے ساتھ ایسی غداری کر سکتے ہیں آپ یقیناً جھوٹ بول رہے ہیں ۔۔وہ فیملی کی طرح ہیں ہماری انہوں نے تو سپورٹ کیا ہمیں پھر یہ اتنا بڑا دھوکہ وہ کیسے کریں گے ۔۔

میرال آصف اس بوڑھے پولیس اہلکار سے دھیمے لہجے میں مخاطب ہوئی ---

بوڑھا شخص باہر نکل گیا ---

وہ کہتا بھی کیا ---

سر مس میرال آصف پوری رات نہیں سوئیں --وہ مجھے بار بار آپ سے ملنے کا بول رہی ہیں ۔التجائیں کر رہی ہیں --

دماغ ٹھیک ہوا اس کا یا نہیں ؟ غفران نے جمعہ خان کی بات سنتے ہی ہوچھا ---

پتہ نہیں سر میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں --

ٹھیک ہے میں وہی آ رہا ہوں ---

غفران ڈیوٹی کے لیے تیار ہو رہا تھا ---

جمعہ خان کی کال پہ وہ پہلے ادھر ہی نکل گیا اپنے فلیٹ پہ جہاں وہ کبھی کبھی چلا جاتا تھا آرام کرنے یہ اس کے آرام کی اور دنیا سے فرار کی خفیہ جگہ تھی ---

غفران اپنے روم میں داخل ہوا مگر اسے گمان ہوا جیسے وہ کسی اور جگہ آ گیا ہے ---

کمرا اپنی اصلی حالت کھو چکا تھا ---جگہ جگہ کانچ بکھرا پڑا تھا ---- جدید ڈریسنگ ٹیبل کی بس لڑکی ہی بچی تھی ---

اس کے اندر جیسے شیشہ سرے سے تھا ہی نہیں --

واز کے کانچ جگ گلاس کا کانچ وہ روم صرف کانچ کا سٹور روم لگ رہا تھا وہ بھی ٹوٹے ہوئے کانچ کا--

میرال آصف سر سے پاؤں تک اس بڑی سی مردانہ چادر میں چھپی ایک کونے میں بیٹھی رو رہی تھی ---

غفران کے دک کو کچھ ہوا -- دونوں ہی پاگل ہیں ---

غفران نے دل میں سوچا ---

شازل زمان وہاں اس کے لیے پاگل ہوا ہوا ہے ----اور یہ یہاں خود کو مارنے پہ تلی ہوئی ہے ---

ہووے عشق تے سولی نہ چڑھائے ---یہ کیسے ممکن ہے --

غفران کو دیکھ کر میرال کھڑی ہوئی تھی کچھ لمحے اس سب پہ اسے یقین نہیں آیا تھا----

♡♡♡♡

تمھارے بھائی کی زندگی بخش سکتا ہوں ---

اگر تم رویان سے شادی کرو گی ؟

تم اس گھٹیا شخص کی باتوں میں مت آنا میں مر بھی جاؤں تو بھی مت کرنا اس پاگل سے شادی اپنی پوری زندگی برباد مت کرنا ---

کچھ غنڈوں کی گرفت میں اس نے مچلتے ہوئے کہا --

مگر وہ بہن ہی کیا جو بھائی کے لیے قربانی نہ دے --اس نے بلا چوں چراں ایک پاگل سے نکاح نامے پہ دستخط کر دیئے تھے ---

میں آخری بار پوچھتا ہوں ---نورین طلعت کہاں چھپا کر رکھا ہے اپنی بیٹی کے ساتھ مل کر کون سا کھیل کھیلا ہے تم تینوں نے ؟؟؟ سلطان بیگ نے غصے سے لال ہوتے ہوئے نورین طلعت سے پوچھا --
مجھے کچھ نہیں پتہ بھائی ---

بھائی نہیں ہوں میں تمھارا سمجھی تم نورین شرم سے سر جھکا گئ ۔۔۔ تمھیں عزت بنانا چاہتا تھا۔مگر تمھیں کہاں عزت راس تھی ۔۔وہ تھپڑ بھولا نہیں ہوں میں مگر بھول بھی سکتا ہوں۔۔

سلطان بیگ نے کچھ لہجہ نرم کیا۔۔
اگر تم ابیحا کا بتا دو تو میں تمھیں معاف کر دوں گا ۔۔
میں ایک ماں ہوں وہ بھی بیٹی زات کی سلطان بیگ ۔۔۔نورین نے بھی اسے بھائی کہنے سے گریز کیا کیوں کہ حقدار تو وہ نہیں تھا عزت کا ۔۔آپ کی بیٹی مجھے میری بیٹی جتنی ہی عزیز ہے میں اس بارے میں جانتی تو آپ کو گھر پہ ہی بتا دیتی ۔میں اپنی بیٹی کے لیے اس قدر پریشان ہوں ۔۔۔
نورین طلعت جی آنکھوں میں بے بسی کے ساتھ ساتھ آنسو بھی جاری ہو گئے تھے۔۔۔

مجھے یقین نہیں آتا مگر ایک بات یاد رکھنا اس میں جو جو ملوث ہے ان سب کو برباد کر دوں گا میں بلکہ آگ لگا دوں گا ۔۔۔سلطان بیگ نورین طلعت کی بات سن کر طیش سے کہتے باہر نکل گئے۔۔

دوسروں کی بہن بیٹیوں کو کھیل سمجھنے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان کی اپنی بھی بیٹیاں بھی رسوا ہو سکتی ہیں ان کے ساتھ بھی برا ہو سکتا ہے۔۔نورین روتے روتے سوچ رہی تھی ۔۔ساتھ ساتھ بیٹی کی عزت و آبرو اور زندگی کی سلامتی کی دعا مانگ رہی تھی ۔۔۔لیکن وہ دعا عنبر زمان اور

ابیحا سلطان کی خیر و عافیت کے لیے بھی ۔انگ رہی تھی اور دعا بھی وہی قبول ہوتی ہے جب آپ دوسروں کی بھلائی کے لیے بھی دعا کریں ۔۔

دکھی دل کی دعا جلدی سنی جاتی ہے ۔۔شاید نورین کی دعا بھی قبول ہونے جا رہی تھی ۔۔ نورین طلعت سٹور روم میں ایسے پھینکی گئی تھی جیسے وہ انسان نہیں بے کار سی کوئی کی شئے ہو۔

کوئی اس قدر بھی اکیلا اور بے بس ہوتا ہے ۔۔شوہر کے مرنے کے بعد والدین کے نہ ہونے پہ کون کون سی قیامتیں ہو کر گزر جاتی ہیں۔۔نورین ہزیانی ہو رہی تھی پندرہ سال بیوگی کی چادر میں گزارے تھے انہوں نے مگر اللہ کی رضا میں راضی تھی ۔
مگر بیٹی کے غائب ہونے پہ دل و دماغ پہ گہرا اثر ہوا تھا۔۔

♡♡♡

آپ بتائیں ناں عنبر اور امی کہاں ہیں۔۔شازل ماں کو وہی روم میں اکیلا چھوڑ کر عنبر زمان کے روم میں۔گیا روم کھلا ہی تھا جس سے شازل کو ایک نیا دھچکا لگا۔۔وہ عنبر سے جاننا چاہتا تھا کہ گھر میں اس کے پیچھے کیا ہوا ہے ۔۔

وہ عنبر عنبر پکارتا پھر ماں کے پاس چلا آیا۔۔
آپ کب تک ایک ماں ہونے کا ناجائز فائدہ اٹھائیں گی کب تک ماں تو اولاد کی خوشی میں خوش ہوتی ہے ۔

اسما گل کے سر پہ لگی !کیا کیا ہے میں نے تم لوگوں کو گرم سرد سے بچانا چاہتی ہوں کیا غلط کیا میں نے --

پلیز ماں بحث مت کریں شازل نے ماں کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے --

شازل زمان ماں کو سمجھنے میں غلطی کر بیٹھا تھا وہ ماں نہیں تھی ایک بے وقوف عورت تھی --

جسے اپنے اور پرائے میں کوئی فرق کا پتہ نہیں تھا ۔

جن دو عورتوں کی وجہ سے ان کا گھر جنت تھا --

تو اس ایک عورت نے جنت میں آگ لگا دی تھی --

تم نے بہت اچھا کیا شازل ابیحا کہاں ہے ؟

اسما گل اپنی مزید انسلٹ برداشت نہیں کر پائی --

بھائی لے گیا ہے ان دونوں کو یہ کہہ کر کہ ابیحا سلطان کا پتہ نہ بتایا تو شاذل بھول جائے ان کو !!

واٹ اپنی بیٹی کو اس وحشی کے ساتھ بھیج جر خود آرام سے بیٹھی ہیں کتنی اندھی ہو گئیں ہیں آپ نفرت کے اس بے ساختہ پن میں روح نہیں کانپتی آپ کی دک نہیں ہے کیا آپ کے پاس کیوں برباد کر دیا عنبر اور میرا کیا قصور تھا آخر پیدا ہونا ہی غلطی تھی یا کچھ اور بھی حساب تھے اولاد سے لینے کے لیے ۔۔شازل نے ایک ایک لفظ چبا کر بولا ۔۔ اس کی کنپٹی کی رگیں ابھر رہی تھیں معدوم ہو رہی تھیں اس وقت ماں سامنے نہیں ہوتی تو شاید وہ کچھ اور ہی کر گزرتا

چلیں میرے ساتھ شازل نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا ابھی اس وقت کہاں جاؤ گے ۔۔اسما گل نے بیٹے کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا ۔۔

آپ کے بھائی کے پاس آپ آج کسی ایک کو چنیں گی ماما اپنی اولاد کو یا پھر اپنے بھائی کو شازل نے اسما گل کو دو ٹوک کہا ۔تم حد سے بڑھ رہے ہو۔ شازل ماں ہوں میں تمھاری یہ نہیں سکھایا میں نے تمھیں کہ تم ماں پہ ہی غرانے لگو ۔۔اسما گل کو بیٹے کا لہجہ زرا نہ بھایا تھا اور وہ اسی زعم میں تھی کہ میرال کا کانٹا نکل چکا ہے ۔عنبر محفوظ ہے بھائی کے پاس اور رہی نورین طلعت تو وہ مرے یا جیے ان کی بلا سے۔

آپ نے سکھایا ہی کیا ہے ؟ شازل نے ماں کی آنکھوں میں ڈیریکٹ دیکھتے ہوئے مگر قدرے دھیمی آواز میں کہا --

سورج نے سر ابھارا اس کی سنہری کرنیں نئ صبح کا استقبال کر رہی تھیں۔

کیا ؟ تم یہ اپنی ماں سے کہہ رہے ہو ؟ شازل کیا کمی چھوڑی ہے میں نے تمھیں اعلیٰ تعلیم کے باہر بھیجا ۔میرا بھائی پاگلوں کی طرح دن رات محنت کرتا رہا تمھیں کسی چیز کی کمی ہونے دی میں نے یا تمھارے ماموں نے ۔

عنبر کی بھی خواہش تھی باہر سے ڈگری لینا کیا اا کو روکا میں نے ۔بلکہ اپنی ہی اولاد کے لیے کیا جو بھی کیا --اسما گل کا نیا ڈرامہ شروع ہو چکا تھا ۔

وہ ہانپتی کانپتی صوفے پہ بیٹھ گئیں ۔

رونا دھونا شروع ہو گیا --آپ کبھی نہیں سمجھیں گی ماما کبھی نہیں شازل زمان بکتا جھکتا باہر نکل گیا اسے جاتا دیکھ اسما گل بھی اس کے پیچھے بھاگیں اور شازل سے پہلے ہی گاڑی میں جا بیٹھی۔

یاالٰہی میری مدد فرما یہ امتحان ہے میرا تو مجھے اس میں سرخروئی عطا کرنا اور کوئی سزا ہے تو یااللہ درگزر فرما اپنے کرم سے رحم سے تو رحمان ہے کریم ہے رب العالمین ہے ۔ستر ماوں سے زیادہ پیار کرنے والا مجھے اس مشکل گھڑی سے نکال دے ۔

شازل بار بار آنکھیں صاف کرتا روتا جاتا اور دل ہی دل میں سچے دل سے دعا گو تھا ۔۔

میری میرو کی حفاظت کرنا الٰہی وہ بہت معصوم ہے ۔

سارا راستہ شازل کا انہی سوچوں کی ڈور میں کٹا سلطان فیز سے آگے نکل چکا تھا شازل اسما گل نے مداخلت دی ۔کن سوچوں میں گم ہو شازل بھائی جان کا گھر پیچھے رہ گیا ہے ۔شازل زمان کے ماتھے پہ بے شمار شکنیں ابھریں اسما گل کے بھائی کے ساتھ جان لگانے پہ وہ تلملا کر رہ گیا ۔

وہ ماں کی شکل میں ایک ڈائن تھی ۔

بھائی کا درجہ بے شک ہے بہن کے لیے قربان ہو جاتی ہیں بھائیوں پہ مگر بھائی بھی تو ایسے ہی ہونے چاہئیں ۔

یہ سوال ہے میرا آپ سب ریڈرز سے کیا ایک بہن بھائی کے لیے قربان ہونی چاہیے اور اگر ہاں ہے تو پھر بھائی کا بھی کردار کیا ہونا چاہیئے۔کیا بھائی سلطان بیگ جیسا ہو تو بھی بہن اولاد کا حق بھی ایسے بھائی کو دے دے ۔کیا کہتے ہیں معززین آپ سب ۔۔

♡♡♡♡♡

شاہ زین کیا ہو گیا ہے تمھیں یہ سب کچھ کیا کر رہا ہے ۔
محبت ہو گئ ہے مجھے اور جانتے ہو کیسا لگ رہا لیے ۔؟ شاہ زین نے کاشان کی بات کے جواب میں کہا۔
واٹ محبت ؟؟؟؟؟ ۔
کاشان دو فٹ اوپر اچھلا۔ تم اور محبت کس سے ہوئی ہے کسی انسان سے یا جانور سے
کاشان نے اس کا مزاق اڑایا ۔ شاہ زین نے صوفے پہ برابر بیٹھے کاشان کی پیٹھ پہ دو تین ہاتھ جڑ دیئے ۔۔میں مشکل میں ہوں اور تو میرا مزاق اڑ رہا ہے دفع ہو جا یہاں سے ورنہ میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جائے گا ۔

شاہ زین کمبل میں سر دیئے صدیوں کا بیمار لگ رہا تھا۔آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے ہونٹوں پہ خاموشی کا راج چہرے سے مسکراہٹ غائب ۔۔شاہ زین وہ لگ ہی نہیں رہا تھا۔
شاہ زہن نے کمبل سر تک تان لیا جس کا مطلب تھا وہ کاشان سے مزید بات نہیں کرنا چاہتا۔
اچھا تو اور محبت کر بیٹھا ہے ؟ کاشان نے اپنی ٹھوڑی پہ لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ رکھتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی کمبل کھینچ کر صوفے کی طرف س اچھال دیا۔کہا ہے ناں بک بک نہ کر مجھے اکیلا چھوڑ دے میں کچھ سننا نہیں چاہتا ۔۔
شاہزین کسی الٹھرا دوشیزہ کی طرح اترایا اور کروٹ بدل دی ۔
کاشان اس کے اوپر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ۔۔
چل اب بتا اصل بات کیا ہے کاشان نے نے پھر ڈے پ

آپ میرے ساتھ نہیں چلنا چاہتیں تو نہ چلیں مگر میں مزید
نہیں رک سکتا ۔

شازل زمان یہ کہہ کر گھر سے نکل گیا۔

اس کا غصہ دیکھ کر اسما گل کے پیروں کے نیچے سے زمین نکلی وہ جس حالت میں بیٹھی تھیں اسی ے کے ساتھ شازل کے پیچھے بھاگی تھیں ۔

شازل میں ہو آتی ہوں تم وہاں جا کر کیا کرو گے اسما گل نے ٹھنڈا ہوتے ہوئے شازل کو رام کرنے کی کوشش کی۔وہ بھی جان گئیں تھیں شاید آج کوئی طوفان آنے والا ہے ۔

آپ کو آنا ہے تو گاڑی میں بیٹھیں ورنہ میں چلتا ہوں شازل نے کہہ کر گاڑی سٹارٹ کی ۔اسما گل بھی فرنٹ کا دور کھول کر بیٹھ گئیں --

ایک گھنٹہ ہوگیا تھا شازل اور اسما گل گاڑی میں بیٹھے ہارن دے رہے تھے مگر کوئی بھی جواب نہیں آ رہا تھا شاید سلطان بیگ چوکنا ہو چکا تھا --

شازل نے گاڑی سپیڈ سے گیٹ میں دے ماری تبھی چوکیدار نے گیٹ کھولا --

شازل گاڑی اندر لے گیا --چوکیدار گیٹ واں کرتا سائیڈ پہ ہوا آج نہ جانے اسے کیا ہوا تھا کہ وہ کسی کی پرواہ کیے بنا ہی چل رہا تھا ۔

گاڑی کھڑی کر کے شازل اندر بھاگا تھا --

مگر اندر کا منظر دل دہلا دینے والا تھا ۔۔۔

تم سائن کرو گی یا پھر اپنی چہیتی امی کے ساتھ اس سے بھی برا ہوتا ہوئے اس عمر میں کیوں رسوا کرنا چاہتی ہو انہیں ۔۔؟

نورین طلعت کے سر سے دوپٹہ غائب تھا وہ خود کو کسی مجرم کی طرح پاس کھڑی تھی سلطان بیگ کے پالتو کتے دونوں طرف کھڑے ہوئے دبوچنے کو تیار تھے نہ تو ان کو نورین طلعت کی عمر کا لحاظ تھا اور نہ ہی سلطان بیگ کو کسی رشتے داری کا پاس تھا ۔

راویان سلطان بیگ صوفے پہ بیٹھا منہ میں دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے ٹھونس شادی کا دلہا شرما رہا تھا ۔۔

میری سا سا ساس س آدی ہے م م میں می ی ں د ل ہ ا بنوں گا۔۔ٹوٹے پھوٹے الفاظ تھے جس کو بہت کم لوگ سمجھ سکتے تھے ۔

نورین طلعت کے منہ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے مارا گیا ہے ۔۔

عنبر زمان نورین طلعت کی ڈھال بنی ان کے سامنے کھڑی تھی ۔۔

سلطان بیگ نے شرٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عنبر زمان چیخ پڑی تھی --

ٹھیک ہے مجھے قبول ہے راویان آپ چھوٹی امی کو

چھوڑ دیں جانیں دیں انھیں عزت سے --

ماموں تھووو ہے آپ پہ شازل دور سے یہ منظر دیکھ کر چلایا تھا شازل نے گریبان پکڑ کر ان پہ سچ میں تھوک دیا تھا --

شکاری پالتو کتے آگے بڑھے اور شازل کی کنپٹیوں پہ پسٹل رکھ دیئے ۔

بھون دیں صاحب اس پلے کو ؟ دونوں گارڈز نے غضب سے پوچھا --

سلطان بیگ نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا --رکو اس کا آج زور دیکھنے دو طاقت دیکھنے دو اس کی --

نورین طلعت کو اندر لے جاؤ -- سلطان بیگ نے ایک نیا حکم دیا اب تم سنو گے اور میں کہوں گا ۔

بھائی جان؟؟؟

اسما گل آگے بڑھی ۔۔۔وہی کھڑی رہو اسما گل اسما کو لگا تھا آج اس کا بھائی نہیں ایک بھیڑیا بات کر رہا ہے ۔۔

جو اس کے دونوں بچوں کو نگلنے والا ہے ۔۔

بس کر دو بھائی یہ میری اولاد ہے ۔۔وہ چیخ پڑیں ۔

تمھاری اولاد نے میرے بچوں کی زندگی تباہ کر دی

اس سے پوچھو ناں کہاں ہے میری پھول سی بچی اور تمہارے میرے سے کیے وعدے کے مطابق شادی کروا رہا ہوں راویان اور عنبر زمان کی لیکن دیکھو ناں تمھارا بیٹا اس میں بھی ٹانگ اڑا رہا ہے ۔۔

سلطان بیگ اسما گل کے قریب آکر بولے ۔

آپ میرے ساتھ نہیں چلنا چاہتیں تو نہ چلیں مگر میں مزید نہیں رک سکتا ۔

شازل زمان یہ کہہ کر گھر سے نکل گیا ۔

اس کا غصہ دیکھ کر اسما گل کے پیروں کے نیچے سے زمین نکلی وہ جس حالت میں بیٹھی تھیں اسی ے کے ساتھ شازل کے پیچھے بھاگی تھیں ۔

شازل میں ہو آتی ہوں تم وہاں جا کر کیا کرو گے اسما گل نے ٹھنڈا ہوتے ہوئے شازل کو رام کرنے کی کوشش کی۔وہ بھی جان گئیں تھیں شاید آج کوئی طوفان آنے والا ہے ۔ آپ کو آنا ہے تو گاڑی میں بیٹھیں ورنہ میں چلتا ہوں شازل نے کہہ کر گاڑی سٹارٹ کی ۔اسما گل بھی فرنٹ کا دور کھول کر بیٹھ گئیں ۔۔

ایک گھنٹہ ہوگیا تھا شازل اور اسما گل گاڑی میں بیٹھے ہارن دے رہے تھے مگر کوئی بھی جواب نہیں آ رہا تھا شاید سلطان بیگ چوکنا ہو چکا تھا ۔۔

شازل نے گاڑی سپیڈ سے گیٹ میں دے ماری تبھی چوکیدار نے گیٹ کھولا ۔۔

شازل گاڑی اندر لے گیا ۔۔چوکیدار گیٹ واں کرتا سائیڈ پہ ہوا آج نہ جانے اسے کیا ہوا تھا کہ وہ کسی کی پرواہ کیے بنا ہی چل رہا تھا ۔

گاڑی کھڑی کر کے شازل اندر بھاگا تھا ۔۔

مگر اندر کا منظر دل دہلا دینے والا تھا ۔۔۔

تم سائن کرو گی یا پھر اپنی چہیتی امی کے ساتھ اس سے بھی برا ہوتا ہوئے اس عمر میں کیوں رسوا کرنا چاہتی ہو انہیں --؟

نورین طلعت کے سر سے دوپٹہ غائب تھا وہ خود کو کسی مجرم کی طرح پاس کھڑی تھی سلطان بیگ کے پالتو کتے دونوں طرف کھڑے ہوئے دبوچنے کو تیار تھے نہ تو ان کو نورین طلعت کی عمر کا لحاظ تھا اور نہ ہی سلطان بیگ کو کسی رشتے داری کا پاس تھا ۔

راویان سلطان بیگ صوفے پہ بیٹھا منہ میں دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے ٹھونس شادی کا دلہا شرما رہا تھا --

میری سا سا ساس س آدی ہے م م میں می ی ں د ل ہ ا بنوں گا--ٹوٹے پھوٹے الفاظ تھے جس کو بہت کم لوگ سمجھ سکتے تھے ۔

نورین طلعت کے منہ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے مارا گیا ہے --

عنبر زمان نورین طلعت کی ڈھال بنی ان کے سامنے کھڑی تھی --

سلطان بیگ نے شرٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ عنبر زمان چیخ پڑی تھی --

ٹھیک ہے مجھے قبول ہے راویان آپ چھوٹی امی کو
چھوڑ دیں جانیں دیں انھیں عزت سے --
ماموں تھووو ہے آپ پہ شازل دور سے یہ منظر دیکھ کر چلایا تھا شازل نے گریبان پکڑ کر ان پہ سچ میں تھوک دیا تھا --
شکاری پالتو کتے آگے بڑھے اور شازل کی کنپٹیوں پہ پسٹل رکھ دیئے ۔
بھون دیں صاحب اس پلے کو ؟ دونوں گارڈز نے غضب سے پوچھا --
سلطان بیگ نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا --رکو اس کا آج زور دیکھنے دو طاقت دیکھنے دو اس کی --
نورین طلعت کو اندر لے جاؤ -- سلطان بیگ نے ایک نیا حکم دیا اب تم سنو گے اور میں کہوں گا ۔
بھائی جان؟؟؟
اسما گل آگے بڑھی ---وہی کھڑی رہو اسما گل اسما کو لگا تھا آج اس کا بھائی نہیں ایک بھیڑیا بات کر رہا ہے --

جو اس کے دونوں بچوں کو نگلنے والا ہے --

بس کر دو بھائی یہ میری اولاد ہے --وہ چیخ پڑیں ۔

تمھاری اولاد نے میرے بچوں کی زندگی تباہ کر دی

اس سے پوچھو ناں کہاں ہے میری پھول سی بچی اور تمہارے میرے سے کیے وعدے کے مطابق شادی کروا رہا ہوں راویان اور عنبر زمان کی لیکن دیکھو ناں تمھارا بیٹا اس میں بھی ٹانگ اڑا رہا ہے --

سلطان بیگ اسما گل کے قریب آکر بولے ۔

ہاں سارے فیصلے ایک عورت کی وجہ سے غلط ہو گئے میں نے صحیح سنا تھا جس گھر کی بھاگ دوڑ عورت کے ہاتھ میں ہو وہ گھر کبھی آباد نہیں ہوتا ۔

شازل زمان کے دونوں سائیڈز پہ گارڈ پسٹل تانے کھڑے تھے ۔

بلیک شرٹ پہ شازل زمان کا چہرہ بھی بلیک ہی لگ رہا تھا --ایک رات میں ہی وہ نچڑ گیا تھا ۔

اس کی گندمی رنگت سیاہی مائل ہو رہی تھی ۔آنکھیں رت جگے و بے بسی کا پتہ دے رہی تھیں ۔ہونٹ کچھ کہنے کو مچل رہے تھے آنکھیں دیکھنے کو ترس رہی تھیں مگر جو وہ دیکھ چکا تھا دل اس پہ رو رہا تھا چلا رہا تھا ماتم کدہ تھا اور یہ سب کچھ ایک عورت کی ضد انا حکمران طبیعت نے کیا تھا ۔ایک خاندان اجڑ گیا تھا ایک اجڑے جا رہا تھا ۔

ایک رعنا گل کی آزادی نے اجاڑا تھا ایک گھر اسما گل کی اکڑ نے توڑ دیا ۔۔اس میں نقصان کس کا ہوا تھا شازل زمان اور عنبر زمان کا مگر پس اس میں سب ہی گئے تھے میرال آصف گو کہ محفوظ ہاتھوں میں تھی مگر سکون سے نہیں تھی اور اس سب کی قصوروار اسما گل تھیں ۔۔۔

شازل نے ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے کہا تھا ۔۔

غصے سے دانت چبانے کی عادت میں ابھی بھی وہ دانت چبا رہا تھا ۔۔

اسما گل نے اپنے ہی بیٹے سے نظریں چرا لی تھیں ۔

میرے بچوں کو چھوڑ دیں بھائی آپ کو دولت چاہیے ساری لے لیں اسما گل نے بھائی کے آگے ہاتھ جوڑے ۔مگر وہ بھائی نہیں قصائی تھا ۔

اسما یہ نکاح ہو لینے دو پھر جیسا تم بولو گی ویسا ہی کروں گا ۔۔
سلطان بیگ نے مونچھوں کو تاؤ دیا جیسے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہو ۔۔
نورین طلعت وہی کھڑی تماشائی بنی تھی شازل نے ان کی طرف دیکھا اور پانی پانی ہو گیا ۔۔موت بھلے مجھے آ جائے مگر میری عزتوں کی حفاظت کر یا اللہ شازل نے نظریں جھکاتے ہوئے دعا کی ۔۔
پپپپپپاااااا پا پ۔ ا میری سااادی راویان کو اپنی شادی کی فکر ستا رہی تھی ۔۔

مولوی صاحب نکاح شروع کرو ۔۔سلطان بیگ نے بیٹے کی بے تابی دیکھی تو فوراً اس طرف متوجہ ہوا ۔

عنبر میری گڑیا نکاح مت کرنا اس بڈھے کے پاگل بیٹے سے تو کبھی نہیں ۔۔شازل بھی سارے رشتے بھول گیا تھا ۔
نکاح تو اسے کرنا ہوگا شازل ۔

سلطان بیگ اپنی بہن کو اگنور کرتا آگے بڑھا --

شازل کے پاس پہنچا زندگی چاہتے ہو تو عنبر سے کہو ہاں کرے ۔

سلطان بیگ نے شازل کے ماتھے پہ ہلکی چپت رسید کی ۔

شازل زمان یہ مت بھولو کہ تم میرے گھر کھڑے ہو اور یہاں میں سب کچھ کر سکتا ہوں-- سلطان بیگ نے کہا ۔

ساتھ ہی پیٹ میں زور سے لات ماری ۔اسما گل چیخ پڑی ۔

بہن کی بددعا نہ لیں بھائی جان بخش دیں میرے بیٹے کی زندگی عنبر ہاں کر دو تم --

اسما گل ایک کو بچانے کے لیے دوسرے کو قربان کر رہی تھیں۔

اسما گل بھائی کے قدموں میں گر گئ مگر سلطان بیگ نے بالوں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور گارڈز کی طرف دھکیل دیا۔

جی کس سے ملنا ہے صاحب ؟

شاہ زین احمد بھری دوپہر میں کھڑا گیٹ پہ بیل پہ بیل دے رہا تھا درواز جلدی کھل گیا تھا ۔مگر گھر میں کچھ دنوں سے ہونے والے عجیب و غریب واقعات نے سب ملازمین کو بھی چونکا دیا تھا ۔

اس کے گیٹ پہ کھڑے اجنبی کو دیکھ کر مراد بابا کے پیچھے سارے ہی ملازمین نکل آئے تھے ۔

سب ہی جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے ۔۔شک سے کسی اچھے گھر کا لگ رہا ہے مگر حلیہ عجیب سا مجنوں کے جیسا تھا ۔

مراد بابا کے پیچھے کھڑے ایک ملازم نے مراد بابا کے کان میں سرگوشی کی ۔۔

شاہ زین سن چکا تھا مجھے میرال آصف سے ملنا ہے ۔

شاہ زین اس ملازمین کی فوج کو دیکھ کر پریشان سا ہو گیا تھا ۔اسیے جلدی سے بولا ۔۔

میرال بی بی سے صاحب؟ مراد بابا نے دائیں ہاتھ کا چھجا سا بناتے ہوئے تصدیق چاہی

۔

جی میرال بی بی ۔۔شاہ زین بھی انہی کے لہجے میں بولا ۔

وہ تو جی تین دن سے لاپت۔۔۔۔۔

وہ جی باہر گئ ہیں اپنی والدہ اور عنبر بی بی کے ساتھ

مراد بابا کی بات کاٹ کر اماں صغریٰ نے بات بنائی ۔۔

مراد بابا سمجھ کر سر ہلانے لگے ۔۔

جی جی ایسا ہی کہہ رہا تھا میں بھی ۔

کہاں باہر بابا ؟؟؟ شاہ زین کو کچھ کھٹکا ہوا ۔۔

وہ جی لندن شاید مراد بابا اور اماں صغریٰ یک زبان بولے ۔۔۔

شاید گئے ہیں ہوں ں ں ں ں ں ں ں ۔۔۔

شاہ زین نے ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھ کر ان کا مزاق اڑایا۔

ہٹو میں خود ہی دیکھ لیتا ہوں۔

شاہ اپنی ٹون میں واپس آیا اور دندناتا ہوا سب کو چیرتا ہوا اندر گھس گیا ۔۔

سب ہائے ہائے کرتے رہے مگر اس نے کان ہی نہیں دھرا ۔۔

وہ سیدھا اوپر بھاگا --اسے لگا تھا کہ میرال آصف کی شخصیت کے مطابق وہ اوپر ہی رہتی ہو گی --

مگر وہاں لاک لگا تھا --

شاہ زین آوازیں دیتا رہا ۔

مگر وہاں کوئی ہوتا تو آتا ناں --وہ سامنے والے روم کا بھی ہینڈل گھما چکا مگر وہ بھی بند تھا ۔

وہ نیچے اتر آیا ---

آتے ہی ملازمین پہ گن تان لی جو ساتھ ہی ایک قطار بنائے کھڑے تھے --

سچ سچ بتاؤ کدھر ہے وہ ؟؟

شاہ زین چیخ پڑا ---صاحب بتایا تو ہے سب مسنمانے --

سچ بتاؤ ؟؟؟؟؟ آواز میں گرج تھی سختی بلا کی تھی ۔

سب خوف زدہ ہو گئے شاہ زین نے ایک ہوائی فائر کر دیا تھا ---

مراد بابا سے پہلے ہی اماں صغراں نے سب ڈیٹیل سے بتا دیا ---

شاہ زین ہکا بکا رہ گیا اسی دن اس کا پلان میرال کو کڈنیپ کرنا تھا وہ کورٹ سے کچھ ہی فاصلے پہ کھڑا چند دوستوں کے ساتھ میرال کے آنے کا ویٹ کر رہا تھا مگر کافی ٹائم گزرنے کے بعد نہ تو اسے میرال ملی تھی اور نہ ہی ابیحا سلطان سے بات ہو سکی تھی یہ ماجرا شاہ زین کے لیے بھی الگ ہی موڑ لے رہا تھا --

وہ جو جوش و خروش سے میرال آصف کو بتانے آیا تھا

سارا جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا --

وہ سب کو پیچھے دھکیلتا باہر نکل گیا --

ایک نیا موڑ اس کا بھی ویٹ کر رہا تھا--

جس کھیل میں وہ ماہر تھا اسی میں فیل ہونے جا رہا تھا ---

وہ میرال ہی تھی جس نے پہلی شکست شاہ زین کو دی تھی --

یونیورسٹی میں بھی وہ پہلی پوزیشن حاصل کر کے شاہ زین کے منہ پہ نہیں دل پہ ضرب لگا گئ تھی ۔

اور شاہ زین جیسے حسد سے پر لوگ کہاں ایسی باتیں ہضم کر پاتے ہیں ۔

وہ خوش ہونے کی بجائے دشمنی پہ اتر آیا تھا۔اپنی ماں کی غلط روش نے ہر عورت سے نفرت کرنا سکھا دی تھی ۔

عورت نسل سنوار سکتی ہے اور عورت ہی نسل بگاڑ سکتی ہے ۔

کل کی عورت غوث الاعظم پیدا کرتی تھیں اور آج کی عورت اور مرد مل کر ڈانسر پیدا کر رہے ہیں --

ماں سب سے پہلا سبق جو اولاد کو دیتی ہے--

نندوں کی ساس کی چھپ کر باتیں سننا اور پھر ماں کو حرف بہ حرف سننا بلکہ اس سے بڑھ کر بتاتی ہے ۔

دیکھ لیا بیٹا یہ ہیں تمھاری پھوپھیاں اور دادی اب ان کے پاس مت جانا اور کوئی کام کہیں تو ہرگز نہ کرنا اور یہاں سے شروع ہو جاتی ہے اولاد کے دل میں نفرت اور خود کے دل میں بھی بغض پال لیتی ہیں ---

ان میں سے ایک ہیں مس از احمد خان---

جائز و ناجائز کی تمیز کیے بغیر دولت جمع کرنے

والے یہ دونوں کپلز اپنی اولاد کو بے مہار چھوڑا ہوا ہے ۔
شاہ زین کے دل میں محبت تو بہت دور کی بات ہے ہمدردی بھی نہیں تھی ۔۔۔
وہ غصے سے گاڑی میں بیٹھا سٹیرنگ پہ ہاتھ مارتا گاڑی سٹارٹ کرنے لگا ۔۔
شاہ زین کے دماغ نے فوراً پلین ترتیب دیا اور زن سے گاڑی اسی طرف موڑ دی ۔۔۔
♡♡♡♡،

اب تم اس سب کے بیچ میں آئی تو میں بھول جاؤں گا اسما گل کہ تم میری چھوٹی بہن ہو ۔۔
سلطان بیگ نے اسما گل کے بالوں سے پکڑ کر اسے دوسری سائیڈ پہ دھکیلتے ہوئے ایسے وارننگ دی جیسے اسما گل ان کی سگی ماں نہیں تھی ۔

سلطان بیگ بہن کو تو تم ابھی بھی بھول گئے ہو میرے رشتے کو دیکھا ہوتا تو مجھے میری ہی اولاد کے سامنے یوں زلیل نہ کرتے ۔

اسما گل پہ بات آئی تو وہ ادب لحاظ بھول گئ بھائی جان سے سلطان بیگ بنتے ہوئے اسے لمحہ بھی نہیں لگا تھا ۔تبھی کہتے ہیں عزت اپنے ہی ہاتھ میں ہوتی ہے ۔

سلطان بیگ پہ اسما گل جان دیتی آئی تھی مگر آج اسے لگا تھا کہ اس نے بھائی نہیں آستین میں سانپ پالا تھا ۔۔

جو اس کے ہی بچوں کو اس کے سمیت نگلنے لگا تھا ۔۔

کیا نہیں کیا میں نے تمھارے لیے اپنی پاکٹ منی سے پیسے اٹھا کر دیتی رہی ۔۔

بابا سے جھوٹ بول بول کر تمھیں بچاتی رہی ۔۔رعنا اور تم دونوں ہی مطلبی نکلے تو ہے کہ تم دونوں میرے بہن بھائی ہو ۔۔اپنے ہی اولاد کے منہ کا چھین کر تمھیں۔ دیتی رہی شوہر پہ بھی ایک بھائی کو ترجیح دی ۔۔۔

مگر سانپ نکلے تم بھائی نہیں قصائی ہو تم قصائی ایک بار پھر بھروسہ کر کے غلطی کر بیٹھی ہائے میرے بچے اسما گل نے شازل کو دیکھ کر آہ بھری ۔۔

مگر پانسا پلٹ چکا تھا ۔۔

شازل کو پیٹ میں لگنے والی لات سے وہ دوہرا ہوا تھا درد سے نہیں بلکہ جھکاؤ دیتے ہوئے ۔۔۔

ساتھ ہی گولیاں چلی تھیں ۔

دونوں سکیورٹی گارڈز کے ہاتھوں سے اچانک گولی چلی تھی ۔ عین اسی وقت روایان صوفے پہ چڑھ کر اچھلا تھا روایان کو لگا تھا کہ وہ کوئی کارٹون مووی دیکھ رہا ہے ۔۔ سا بسسس کہتا ہوا وہ گولی کی نظر ہوا تھا

شازل پھرتی سے پسٹل کی جانب بڑھا تھا اور اس کی جانب سلطان بیگ مگر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ پہ ساکت ہوئے تھے ۔۔

راویان کے منہ سے چیخ بلند ہوئی اور پھر سب کچھ ختم ہو گیا ۔۔

راویان میرا لخت جگر سلطان بیگ کی آنکھوں کے سامنے جو منظر تھا وہ اس کی جان لینے کے لیے کافی تھا مگر اسے اتنی آسانی سے موت کیسے آسکتی تھی۔۔

مار ڈالا میرے بچے کو اسما تیری اولاد نے میرے بچے نگل لیے میرے دونوں بچے تمھاری اولاد نے کھا لیے --

سلطان بیگ پاگلوں کی طرح سر پیٹنے لگا --

اسما گل بھی سب کچھ بھول کر ہکا بکا اپنے سامنے اس معصوم سے گول مٹول بچے کو اپنے سامنے مرتا ہوا دیکھنے لگی --

وہ پیدا ہوتے ہی اسما گل کی گود میں آیا تھا وہ اس کے لیے ایسے ہی تھا جیسے شازل زمان مگر مکافات عمل کہ سلطان بیگ بیٹے جیسی نعمت پا کر بھی محروم رہا اور بیٹی کو چاہا کر بھی خوشیاں نہ دے سکا اور آج جوان بیٹے کی لاش پہ بیٹھا بین کر رہا تھا --

کوئی پولیس کو بلاؤ سلطان بیگ دھاڑا تھا یہاں سے کوئی بھی بچ کر نہ جانے پائے --

۔سلطان بیگ گارڈز پہ چلائے مگر سب ہی ساکت تھے کیوں کہ گولی شازل کے ہاتھ سے نہیں ۔گارڈز کے ہاتھوں سے لگی تھی ۔مگر سلطان بیگ یہ سارا ملبہ اب بھی شازل پہ ڈالنا چاہتا تھا --

خبر دار کوئی ہلا بھی تو شاہ زین دونوں ہاتھوں میں پسٹل لیے اندر داخل ہوا اور اندر کا منظر دیکھ کر وہ بھی دنگ رہ گیا --

شازل بیٹا اچھا ہوا تو آگیا دیکھ اس خبیث نے کیا کر دیا سلطان بیگ فوراً اٹھ کر شاہ زین کے قریب آئے --

اوہ تو تم وہی شازل ہو میرال آصف کے عاشق ---؟؟

شاہ زین کو شازل کو دیکھتے ہی اپنا دکھ یاد آگیا --

کیوں نہیں انکل خون کا بدلہ خون ہی تو ہے یہ لیں پسٹل اور لے لیں اپنا حساب ادھر ہی --شاہ زین نے پسٹل ان کی طرف بڑھائی --

صوفے پہ حیران پریشان بیٹھی عنبر کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا تھا --شاہ زین کا یہ روپ وہ دوسری بار دیکھ رہی تھی ---

شاہ زین کی جیسے ہی عنبر پہ نظر پڑی --

تم یہاں کیا کر رہی ہو عنبر --اس کی طرف بڑھا --

شازل ایک بار تو ششدر رہ گیا تھا مگر اسے فوراً کچھ سوچنا تھا اسے وہاں سے نکلنا تھا --

ورنہ یہ مرڈر اس پہ ہی پڑنے والا تھا --

سلطان بیگ نے کمرے میں بند کی ہوئی اپنی بیوی کو بلا بھیجا ---

شازل بھی فوراً چاچی کے روم میں بھاگا یعنی سٹور روم اور وہاں سے نکلتے وہ اسما گل اور عنبر کو ساتھ لے گیا --

شاہ زین نے عنبر کو دیکھ کر پنتیرہ بدلا تھا --

تم سب جاؤ ابھی ہم بعد میں بات کرتے ہیں --

شاہ زین نے آہستہ آواز میں جھک کر کہا --

عنبر اسما گل اور نورین طلعت

کو لے کر شاہ زین ان سب کو جانے مت دو --سلطان بیگ کی آنسوؤں میں بھیگی آواز آئی --

سلطان بیگ پولیس کو کال ملا چکا تھا --

شازل رک جاؤ ورنہ میں گولی چلا دوں گا --

سلطان بیگ نے پسٹل تانے کہا مگر شاہ زین آگے آگیا آپ ابھی اسے جانے دیں آپ ابھی آپ ے بیٹے کو دیکھو کیا دیکھوں شاہ زین وہ مر چکا ہے اور اس کے قاتل بھاگ رہے ہیں --

شازل نے ماں بہن اور چاچی کو گاڑی میں بٹھایا اور عنبر ان کو گھر لے جاؤ میں بزدل نہیں ہوں کہ بھاگ جاؤں میں بعد میں آتا ہوں --

نہیں شازل تم ابھی ساتھ چلو اسما گل نے اس سانحے کے بعد ابھی لب کھولے تھے عنبر نے بھائی کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے پلیز بھائی آپ چلیں ہمارے ساتھ بعد میں دیکھ لیں گے پولیس کا ڈر نہیں ہے مگر ماموں آپ کو نقصان نہ پہنچائیں ---آپ ابھی چلیں --

عنبر نے بھائی کی منت کی اور شازل بھی کچھ سوچ کر گاڑی میں بیٹھ گیا--

♡♡♡♡♡♡

مجھے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا

ابیحا سلطان بیگ کہ تم میرے لیے چائے بنا رہی ہو --

فیصل درانی میگزین کی ورق گردانی کرتے ہوئے بولے --

کیا کھانا تیار ہو گیا ہے --- فیصل نے پہلی بات اگنور کر دی ---ابیحا نے برا سا منہ بنایا

میں نے پوچھا ہے کہ کیا کھانا بن گیا - ہے --

فیصل کے سامنے خاموش کھڑی ابیحا کو دیکھ کر فیصل کا پارہ پھر ہائی ہوا ---

ہاتھ پہ لگے ہوئے زخم پہ فیصل نے ناخن گاڑھ دیئے --

بھول گئ رات کو ہی تو سبق پڑھایا تھا تم یہاں میرے مطابق چلو گی میں کہوں گا کہ رات

ہے تو کہو گی رات ہے جی اور دن کہوں گا تو دن کہو گی --اور میری بات کا جواب فوراً دیا

کرو فصیل نے چائے کی پتیلی پہ ہاتھ رکھ دیا ابیحا سلطان تڑپ اٹھی --

آئنن دہ نہیں کروں گی سوری ----

ابیحا ہاتھ کو پیچھے ہٹاتی فوراً بولی اس کی آنکھوں سے پانی کا فوارہ ایک بار پھر ابلا جسے فیصل

اگنور کرتا لاونج میں جا بیٹھا --

چائے لے آؤ --
حکم بھی ساتھ دے گیا --
ابیحا سلطان فیصل کے اشاروں پہ ناچنے لگی --
تین دن سے فیصل نے اسے نیا حکم دیا تھا --دس افراد کا کھانا تین ٹائم بنانا چائے بنانا اور سارے گھر کی صفائی اس کے بعد فیصل درانی کے پیر دبانا --
فیصل خوب اس کی دوڑ لگواتا اپنے دل کی تسکین کرتا اکیلے چھوڑ کر ادھر ادھر نکل جاتا سکیورٹی کی ایک فوج پہرے پہ لگا رکھی تھی --
ابیحا کا وہاں سے نکلنا محال تھا --
وہ ہر رات اس سے معافی مانگتی اور وہ روزانہ وحشی بن جاتا --
عورت کی دل سے عزت کرنے والا فیصل درانی پیار دیتے دیتے تھک گیا تھا شاید ابیحا سے محبت کی تھی اس نے مگر اس نے اسے دھوکہ دیا جب تک وہاں رہی اس کے جزبات کے ساتھ کھیلتی رہی اور
پاکستان آتے ہی شازل کے پیچھے پڑ گئی --

فیصل درانی اسے ڈھونڈنے پاکستان آگیا ساری انفارمیشن لینے کے بعد وہ شازل کے آفس جا پہنچا مگر قسمت اس پہ مہرباں تھی کہ وہاں اسے ابیحا مل گئ اور پھر وہ ہر پل اس پہ نظر رکھنے لگا --

آخر شازل کے ساتھ اس نے پلین ترتیب دے دیا اور اب وہ مکمل اس کی دسترس میں تھی --

شازل کا مقصد بھی اسے سبق سکھانا تھا --

شازل میرو کو بچانا چاہتا تھا مگر اسے نہ بچا سکا تھا --

فیصل سے ہی اسے خبر ملی تھی کہ وہ آفس سے اکیلی نکلی تھی میرال اس کے ساتھ یا آس پاس بھی نہیں تھی --

شازل سلطان بیگ کو ایک سبق سکھانا چاہتا تھا کہ اپنی بیٹی عزت ہے تو دوسری بیٹی بھی اسی طرح ہے --

اور اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے مگر یہاں تو سارے فیصلے اللہ کیے بیٹھا تھا سلطان بیگ کی رسی تنگ پڑ رہی تھی ---

فیصل اب مجھے معاف کر دو پلیز میں نے بہت غلط کیا تمھارے ساتھ مجھے احساس ہو گیا ہے پلیز مجھے اپنی ماں کے پاس لے چلو اپنے پاپا سے ملنے دو میں واپس آ جاؤں گی ۔۔ابیحا کو اپنی غلطی کا احساس تھا یا نہیں تھا مگر اسے اپنے بہت یاد آرہے تھے ۔۔

اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے ۔۔ایک ہفتے سے اس نے سورج تک نہیں دیکھا تھا ۔۔

اس کے دل میں عجیب سے بے چینی تھی جو بڑھتی جا رہی تھی وہ اس لیے فیصل کے سامنے گڑگڑا رہی تھی ۔۔

اس سے پہلے کہ فیصل اسے جواب دیتا

اس کے موبائل پہ شازل کا نام جگمگا رہا تھا۔۔

ابیحا کے سامنے ٹیبل پہ موبائل رکھا تھا وہ نام دیکھ چکی تھی اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا

۔۔

اسے آفس کا منظر یاد آگیا ---

تو کیا شازل نے مجھے یہاں پھنسایا ہے اسی لیے اس نے مجھے اس دن آفس بلوایا تھا

کیا ہوا اس وقت کال کی ---

فیصل نے سلام دعا کے بعد پوچھا ---

فیصل اچھل کر کھڑا ہوا ----

کیا کہہ رہے ہو ---

یہ ہی سچ ہے دوسری طرف سے آواز آئی اور کال ڈسکنیٹ ہو گئ ---

فیصل چائے پیے بغیر ہی باہر نکل گیا ---

اسے اس وقت یہی مناسب لگا --

♡♡♡♡♡

مجھے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا غفران سیال صاحب --

میرال آصف نے سوجی سوجی آنکھیں بہت بے دردی سے مسل ڈالیں ۔

مجھے یقین نہیں آتا شازل زمان کا فیملی دوست

اور اتنا گھناؤنا چہرہ میرال آصف کا لگتا تھا زہنی توازن برقرار نہیں رہا تھا وہ نیم پاگل ہو چکی ہے ۔۔

کتنے چہرے رکھتے ہیں یہ دنیا والے اتنی سی عمر میں کیا کچھ دکھا دیا دنیا والو ۔۔

میرال کے منہ جو آ رہا تھا وہ بک رہی تھی

غفران آگے بڑھا ۔

قریب مت آنا میرے مسٹر غفران سیال۔

ریلکس رہو میرال ۔۔غفران نے اسے پیار سے سمجھایا۔

شٹ اپ ۔۔میرال چیخی ۔

محبت کی یہ سزا ہوتی ہے کیا میرال آصف۔؟

غفران نے اس کی ساری باتیں سنی ان سنی کر دیں ۔

اپنے دل پہ ہاتھ رکھتا وہ بیڈ پہ بیٹھ گیا ۔

نیوی بلیو جینز پہ سکائی کلر خوب جچ رہا تھا ۔

پیچھے کی طرف سیٹ کیے وہ واقعی اچھا لگتا تھا

محبت؟؟؟؟ میرال کو آنے کانوں پہ یقین نہیں آیا تھا ۔

ہاں محبت کر بیٹھا ہوں تم سے آج سے نہیں بچپن سے کرتا آیا ہوں۔۔تب سے جب محبت کی سمجھ بھی نہیں تھی مجھے ۔

یہ محبت کی ہے یا ڈکیتی کی ہے یا سیدھا سیدھا یوں کہو کہ عزت پہ ہاتھ ڈالا ہے میری ۔۔

مجھے کی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا اسے محبت نہیں ڈاکا کہتے ہیں ڈاکا میرال غفران پہ انگلی اٹھاتے ہوئے بولتی گئ ۔۔

چٹا تخخ----

تھپڑ کی زوردار چیخ میرال کے کانوں کی لوئیں بھی سرخ کر گئ --

شازل زمان مت سمجھنا مجھے جو تم جیسی زرا سی چھپکلی کی باتیں سن لوں گا ---

ایک اشارے پہ دنیا ناچتی ہے تم کس باغ کی مولی ہو آنکھیں نیچی رکھنا مجھ سے بات کرنے سے پہلے اور اگر مجھ پہ نیکسٹ انگلی اٹھاکر بات کی تو یہ انگلی سمیت پورا ہاتھ توڑ دوں گا --

تم مجھے قید کر کے چھپکلی تو کیا چیونٹی بھی کہہ سکتے ہو مسٹر اگر اتنے ہی شیر تھے تو مقابلہ اپنے جیسے طاقتور سے کرتے مجھ جیسی چھپکلی سے پیار کے اظہار کی بھی ہمت نہیں کر سک آنا شخص وہ ایک بار آئینہ دیکھ لیتا تو مجھ سے الجھتا بھی نہیں --

شازل زمان کی تو بات تم رہنے ہی دو مسٹر غفران ۔

تھپڑ کھانے کے بعد بھی میرال آصف کی زبان نہیں رکی تھی ۔

اس جیسا مرد کبھی کبھی پیدا ہوتا ہے اور اس صدی میں وہ ایک ہی مرد ہے میری نظر میں

بسسسسس۔۔۔۔میرال کی اتنی کڑوی کسیلی بات نے غفران کے چودہ طبق روشن کیے

تھے ۔

اچھا غفران نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ تیوری چڑھائی۔

بڑا پیار آ رہا ہے ؟غفران نے ایک اور طنز کا تیر اچھالا ۔

پیار ؟؟؟؟؟؟؟ بہت سارے سوالیہ نشان اا کی نظروں کے سامنے گھوم گئے ۔

پیار ہی تو نہیں سمجھ پائی میں اس کا !وہ خود سے بولی ۔۔۔کیا کہا غفران نے کان اس

کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

میں نے سنا نہیں زرا پھر سے کہنا ۔۔۔

غفران ناجانے کیوں اسے مزید چڑا رہا تھا۔اس کا مقصد کیا تھا میرال کی سمجھ سے باہر تھا

۔

میرال نے خاموش ہوتے ہوئے غفران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں ۔۔۔

بیوی ہوں میں شازل زمان حیدر علی کی ۔۔۔میرال نے جس بات کو خود تسلیم نہیں کیا تھا وہ اسے کہہ گئ یعنی غفران کو کہہ گئ وہ سب جو اسے خود بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

پندرہ سالہ بیوی کہو وہ بھی ان چاہی ۔۔غفران نے ایک اور وار کیا ۔۔

غفران چات کو تول دے رہا تھا وہ کیا سننا چاہتا تھا اس کو کیا سنانا تھا وہ جان ہی نہیں پا رہی تھی ۔

وہ ہر بات میں شازل کو لا رہی تھی ہر بات شازل کا حوالہ دے کر کر رہی تھی ۔

شازل کی اتنی تعریف اس رقیب کی اور اس شازل کی جو پچھلے بیس سال سے تمھارا مشاق اڑاتا آیا ہے تمھارے ہر کام میں رکاوٹ بننے والا شازل زمان

آج بہت یاد آ رہا ہے تمھاری جائیداد ہڑپنے والا غاصب ۔۔ شٹ اپ مسٹر غفران میرال غفران کی باتوں کو ٹوکتے ہوئے چیخ پڑی ۔۔وہ میرا اور میرے ہزبینڈ کا معاملہ ہے اور تھا آپ کون سی تسکین پانے کے لیے مجھے یہاں لائے ہیں ۔

میرال کا ایک بار پھر شازل نامہ شروع ہو چکا تھا ۔غفران تھک ہار کر سر پکڑ کر بیٹھ گیا ۔۔شازل سہی کہتا تھا وہ کسی سے ڈرنے والی نہیں ہے ڈرانے والوں میں سے ہے خود مٹ کر بھی ہار نہیں مانتی

جب تک اگلے بندے کو زیر نہ کر لے پیٹھ نہیں دیکھاتی غفران شازل کے الفاظوں پہ غور کرنے لگا۔

کتنا مکمل کیا ہے ناں اس شخص نے میرال کو مرد کی طرح ہے یہ عورت خوش نصیب ہوں میں جو اسے یہاں لے آیا۔۔

غفران سوچتے ہوئے باہر نکل گیا میرال چیختی رہی پلیز مجھے باہر نکالو مجھے یہاں نہیں رہنا میری عزت کا سوال ہے میری ماں مر جائے گی میری رسوائی برداشت نہیں کر سکے گی ۔۔غفران تالا لگاتے وقت تک اس کی آہ و پکار سنتا رہا تھا۔۔۔

بس آج کی رات کاٹ لے بلبل پھر تمھیں آزاد کر دوں گا --

♡♡♡♡♡♡♡

جنازہ تیار تھا ایک آہ و پکار مچی تھی سلطان بیگ ولا میں --
لائیو کوریج چل رہی تھی --
ابیحا سلطان کو ایک بار پھر زنجیروں سے باندھ گیا تھا فیصل درانی ---
ایک ملازم کی لڑکی نے ٹی۔وی آن کیا چینل نیوز کا لگا تھا اس سے پہلے فیصل درانی اسی جگہ بیٹھا نیوز دیکھ رہا تھا--
روایان سلطان بیگ جو کہ سلطان بیگ کا بیٹا ابیحا سلطان بیگ چیئرمین سیکٹری جنرل کے بڑے بھائی تھے ---- ان کا مرڈر ان کے پھوپھو زاد بھائی شازل زمان نے ان

کے گھر گھس کر کیا --

زرائع سے خبر ملی ہے کہ شازل زمان مفرور ہے اس کے علاؤہ اور بھی بہت ساری ایکٹیو ٹیز میں ملوث ہیں جن میں منشیات کی فروخت قتل وغارت بھتہ خوری سرفرست ہیں ۔۔سلطان بیگ نے بیٹے کی موت کا بھی فائدہ اٹھایا تھا میڈیا کو بلوا کر عوام کی ہمدردیاں سمٹینے

سلطان بیگ کی بیوی کا کہنا ہے کہ ان کے خلاف ۔۔۔

چینل بدل گیا تھا مگر ابیحا کی سانس وہی اٹک گئ تھی ۔

شازل نے میرے اکلوتے بھائی کو کیوں مارا۔۔۔

شازل ل ل ل ل۔ل ل ل ل ل ل ۔؟؟؟؟؟

وہ حلق کے بل اتنی زور سے چیخی کہ اس سے کچھ فاصلے پہ کھڑی ملازمہ صوفے سے اچھل کر زمین پہ جا گری اس قدر تو وہ تب بھی نہ چیخی تھی جب اسے اندھیرے کمرے میں تین دن تین راتیں بھوکا پیاسا رکھا گیا ۔۔۔

وہ راتیں اور یہ دن اس کے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھے ۔۔۔

وہ فیشن کی دلدادہ لڑکی بکھرے بال کتنے دن ہو گئے تھے اس نے ہیئر برش کی شکل نہ دیکھی تھی ۔

کتنے دنوں سے وہ آئینے کو بھولے رہی تھی اسے بس اللہ یاد آتا اس اندھیری رات میں اسے بس ایک اللہ نظر آتا تھا اللہ کی زات جے سوا اسے کوئی راہ فرار نظر نہ آ رہی تھی ۔

وہ زندگی میں پہلا سجدہ تھا جو ابیحا سلطان نے بغیر وضو کے بغیر لائٹ کے اور بغیر جائے نماز کے پیشانی ٹھنڈے اور کھردرے جگہ جگہ سے اکھڑے

فرش پہ ٹکائی تھی اسے بسم اللہ کے سوا کچھ بھی یاد نہیں تھا۔۔اس نے کبھی بھی اسلام کی سسٹڈی دل سے نہیں کی تھی وہ بس خود کو لبرل ازم کی پیدائش سمجھتی رہی اور اسی زعم نے برباد کر دیا اس گھر کو سلطان بیگ کے لالچ اور حوس نے اسے زمین میں گاڑھ دیا مگر وہ سمجھتا تب ہی ناں ۔۔۔سلطان بیگ جیسے کئ چہرے اس دنیا میں گھوم رہے ہیں مگر ہم سمجھیں تب ناں ۔۔۔

پاگل ہو گئ ہو گیا بھوتنی ؟؟

ملازمہ نے ڈر کر ابیحا سلطان کی جانب دیکھا وہ اٹھ کر بھاگنے کی کوشش میں منہ کے بل گری ۔

اس کے پاؤں کی زنجیر نے ارتعاش پیدا کیا سکیورٹی گارڈ بھاگ کر وہاں آیا۔

وہ منہ کے بل گری تو پھر اٹھ نہ سکی ---

اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا ---

فیصل درانی کو ایمرجنسی کال کر کے بلوایا تو وہ میٹنگ کا کہہ کر کال ڈسکنیٹ کر گیا --

ملازمہ نے بھی خود کا بھی غصہ اس پہ نکال دیا اس کا ڈرامہ جو خراب کر دیا تھا چیخ چیخ کر ابیحا نے بھی اوپر سے اس کا دھرا بھی نکال دیا تھا --

♡♡♡♡

کچھ دن گزرنے کے بعد ۔

ہمیں پندرہ دن کا ریمانڈ چاہیے اور مجرم کی گرفتاری بھی پولیس افسران نے کچھ ڈاکومنٹس جج کو پکڑاتے ہوئے سنگین الزامات عائد کر کے پیش کیے تھے اور ساتھ ہی شازل زمان کی

ضمانت منسوخ کرنے کی درخواست پیش کی ۔۔جج نے قلم منہ میں ڈالا کٹہرے میں کھڑے شازل زمان کی طرف نگاہ کی جو پرسکون جج کے فیصلے کا منتظر تھا ۔شازل زمان بے قصور ہے ۔۔

شازل زمان کی لائر نگینہ تبسم نے اپنے پاس اکھٹے کیے ہوئے چند نامکمل ثبوت پیش کیے ۔۔

شازل زمان ایک نیک دل اور شریف لڑکا ہے سر ان کو پھنسایا جا رہا ہے ۔۔

نگینہ تبسم نے جراع کی مگر اس کے ہم پیشہ عالم خطری جو شازل زمان کا مخالف وکیل تھا نے بھی اٹھ کر اس سے ڈس ایگری کیا اور اور ایک اور ثبوت جو کہ نورین طلعت کو لگنے والی گولی والا تھا نے سارے کیے کرائے پہ پانی پھیر دیا ۔۔میرال آصف کو بچاتے بچاتے آج وہ کڑے امتحان میں تھا اسما گل نے وہ ثبوت دیکھنے کے بعد بھی دانت پیسے

تھے ۔۔میرال کو جیسے کچا چبا رہی ہو۔۔شازل زمان کے ماتھے پہ تفکر کی لکیریں ابھریں تھیں اس نے سلطان بیگ کی جانب دیکھا سلطان بیگ ٹانگ پہ ٹانگ رکھے وکیل کی قابلیت پہ رشک کر رہا تھا ۔۔

1: ابیحا سلطان اغواء کیس !

2: میرال آصف شامل تفتیش !

3: رویان مرڈر کیس !

4: پراپرٹی فراڈ

5: سلطان بیگ سمیت فیملی پہ قاتلانہ حملہ ۔۔

سکیورٹی گارڈز کو مار کر ثبوت بنایا گیا کہ شازل ان کو مارتا ہوا اندر گھسا مگر شومئی قسمت کہ)
سلطان بیگ ااور ان کی اہلیہ بچ گئے جبکہ ان کا بیٹا رویان اور دو سکیورٹی اہلکار موقع پہ ہی
(دم توڑ گئے

مقصد خاندانی دشمنی ہے شازل زمان لندن امریکہ اور کینیڈا جیسے ممالک میں گھوم پھر
آنے کے

بعد ماموں جو کہ سلطان بیگ ہیں کی پراپرٹی پہ نظر رکھنے لگے اور پہلے ان کی بیٹی ابیحا
سلطان کو اکساتے رہے شادی کے لیے مگر جب وہ نہ مانی تو اسے کڈنیپ کر لیا گیا ---

باقی سب کچھ اس فائل میں درج ہے ---

ان کی غنڈا گردی جی ایک اور ویڈیو جو یہ جناح یونیورسٹی میں سر کو ام گھس کر دو پسٹل کو لہراتے ہوئے لائے اور سب کو ڈرا دھمکا کر مار پیٹ کی ---

عالم خطری کی جیب فل گرم کی گئ تھی اور اتنے ٹھوس ثبوت ایک ہی رنگ میں پیش کیے گئے تھے کہ شازل زمان کا بچنا ناممکن لگ رہا تھا ---

مصیبتوں کا پہاڑ آن گرا تھا شازل پہ مگر اسے فکر نہیں تھی اس کا پورا یقین تھا اللہ پہ جب اس نے غلط کیا ہی نہیں تھا تو سزا بھی کیسے ملے گی اسے فکر تھی تو میرال کی کہ وہ دو ہفتوں کے بعد نہ مل سکی تھی ---

جج نے نگینہ تبسم کی جانب دیکھا وہ کیا بولتی وہ تو ان کی جھوٹی گواہیوں اور ثبوتوں پہ حیران تھی --

بہت قابل اور مانی جانی جانے والی وکیل تھی مگر اس کے پاس ثبوت نہ ہونے کے برابر تھے۔

اسما گل نے بھائی کو بڑی بے دردی سے دیکھا تھا۔۔

♡♡♡♡،

دو ہفتے ہو گئے ہیں میرو مگر ابھی تک تمہاری عقل ٹھکانے نہیں آئی۔

غفران ہمیشہ کی طرح آج پھر اس کے پاس آیا تھا۔۔میرال نچڑ کر کانٹا ہو گئ تھی اس کی سفید لٹھے کی چادر کے جیسی شکل ہو رہی تھی ایسے لگتا تھا اب خون نہیں رہا اس میں ۔۔میں نے بھی آپ سے کہا ہے میرو مت بولا کریں مجھے یہ نام صرف میرے شیزی کے منہ سے اچھا لگتا ہے

میرال کی ٹون غفران کو بدلی نہیں لگی تھی ۔جہاں چھوڑ گیا تھا وہی اب بھی موجود تھی ۔۔

ٹھیک ہے آج بحث نہیں کرتے ایک خوشخبری ہے ۔۔

غفران بیڈ سے اتر کر اس کے پاس زمین پہ آ بیٹھا کچھ فاصلے پہ ۔۔

میرال کا دل زور سے دھڑکنے لگا صبح سے اسے ایک بے چینی لگی تھی ۔ ابھی بھی غفران اسے خوش نظر آ رہا تھا اور اس کی خوشی میرال کو زہر لگ رہی تھی ۔

میرال نے گٹنوں سے سر اٹھایا ۔۔۔

مگر خاموش رہی ۔

شازل زمان یعنی تمھارے بعقول تمھارے شیزی کو جیل ہو گئ ہے ۔۔

اللہ نہ کرے میرال کے منہ سے اچانک یہ الفاظ نکلے تھے ۔۔غفران نے اس کے بجھتے ہوئے چہرے کو بغور دیکھا۔۔تمھاری بددعا لگ گئ ہے اسے ۔۔غفران نے کہا میں نے اسے کبھی بددعا نہیں دی میرال نے غصے سے کہا ۔۔

مگر اسے ایسا ہی لگتا ہے اور اسی لیے یہ کاغزات لایا ہوں شازل نے تمھیں طلاق دے دی ہے ۔۔۔واٹ منحوس یہ ہی سب بتانا تھا مجھے یہ سب تم چاہتے تھے ناں میرال پھر سے بھڑک اٹھی ۔یہ طلاق کے پیپرز جھوٹے بنوائے ہیں ناں تم نے بولو میرال اس کے گریبان سے پکڑ کر جھنجھوڑ رہی تھی ہوش کرو لڑکی غفران نے اپنا آپ اس سے چھڑوایا اور دو قدم پیچھے جا کھڑا ہوا ۔میں بھی مسلمان ہوں جعلی کاغذات بنوا کر تم سے نکاح نہیں کرسکتا اب واویلا چھوڑو اور تیار ہو جاؤ میری دلہن بننے کے لیے ۔۔

میں تم سے نکاح مر کر بھی نہیں کروں گی -- تم مر کر نکاح کر بھی نہیں سکتی اس لیے اب خود کو تیار کرو --

ایک بات اپنے چھوٹے سے دماغ میں بٹھا لو اگر باہر کی دنیا میں اب گئ تو تمھیں تمھارے ہی گھر والے اکسیپٹ نہیں کریں گے اگر آزمائش شرط ہے تو میں تمھیں آزاد کرتا یوں -- مگر ایک وعدہ کرو میرے پاس لوٹ آؤ گی خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گی --

ٹھیک ہے مجھے شرط منظور ہے --

ایک اور وعدہ کرو یہ بات مر کر بھی شازل کو نہیں بتاؤ گی کہ تم میرے پاس تھیں --

کیوں کہ شازل کو صرف میں بچا سکتا ہوں اور اگر تم نے اسے کچھ کہا تو میں خود ہی اسے مار دوں گا --

غفران نے اس سے ایک اور شرط منوائی اور اس کی گلی میں کچھ فاصلے پہ اسے چھوڑ آیا--

غفران کے چہرے پہ اطمینان تھا جبکہ میرال آصف بے قصور ہو کر بھی مرے ہوئے دل کے ساتھ جا رہی تھی ---

♡♡♡♡♡

کہو کیسے آنا ہوا شاہ زین احمد رضا

شازل نے نرم لہجے سے شاہ زین کے آنے کی وجہ پوچھی نظریں اس کی ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں ۔تدفین ہو گئ ہے رویان کی وہی سے آرہا ہوں انکل سلطان بیگ بہت بپھرے ہوئے ہیں تم پہ بہت سے الزام کا سوچ رہے ہیں ۔۔

تم یہاں یہ بتانے آئے ہو ؟ شازل غصے سے کھڑا ہوا

اپنے ہاتھ پہ مکا مارا ۔

نہیں میں کچھ اور کہنے آیا ہوں ۔۔شاہ زین بھی کھڑا ہوا۔

اناں صغراں چائے کے ساتھ کچھ سنیکس کے ائی تھیں ۔۔

بیٹھو شاہ زین ۔۔شازل نے بیٹھتے ہوئے شاہ زین کو بھی کہا۔

میرال کہاں ہے اس کا کچھ پتا چلا ۔۔۔

شازل کے ماتھے پہ تیوری کے ساتھ پسینہ آیا تھا۔

!السلام علیکم

عنبر زمان نے اندر قدم رکھے تھے وہ اوپر سے شاہ زین کو دیکھ چکی تھی ۔۔

وعلیکم السلام۔آؤ عنبر زمان بیٹھو کیسی ہیں آپ شاہ زین نے ایسے کہا جیسے وہ ان کے گھر پہ نہیں بلکہ عنبر اس کے گھر پہ آئی تھی ۔۔

کیا تم جانتی ہو عنبر شاہ زین کو ۔۔؟

شازل نے حیران ہوتے ہوئے ناگواری سے پوچھا --

شاہ زین نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائی --

چائے صاحب صغراں اماں نے سب کو چائے پیش کی ۔

جی بھائی یہ ہی وہ شاہ جہان ہے جس سے میں آپ کو ملوانا چاہتی تھی --

عنبر نے صاف لفظوں میں جواب دیا --

مگر یہ تو شاہ زین ہے -- !شازل نے کچھ جتایا۔

وہ میرے والدین نے میرا نام رکھا تھا مگر شاہ زین میتا قلمی نام ہے میں شاعری کرتا ہوں اور چاہتا ہوں اسی نام سے جانا جاؤں کیوں عنبر زمان تم جانتی ہو ناں --

شاہ زین نے اپنے جھوٹ میں عنبر کو بھی شامل کیا اور عنبر نے بھی سر ہلا دیا --

اوکے اس بحث کو ختم کرو --شازل نے ہی ان کو مزید بولنے سے روک دیا--

کام بتاؤ ---؟ شازل نے کہا ۔

عنبر سے شادی کرنا چاہتا ہوں ۔اس کے لیے ہی آیا ہوں --اور مجھ سے رشتہ کر کے تم سارے معاملات سے بھی نکل جاؤ گے ---

شاہ زین کا لہجہ بہت عجیب تحکمانہ تھا --شازل کو یہ امید نہیں تھی --

اٹھو شازل کھڑا ہوا اور شاہ زین کو بھی اٹھنے کا اشارہ کیا ۔۔

کیا مطلب؟ شاہ زین نا سمجھی کے عالم میں بولا۔

دفع یو جاؤ یہاں سے تم کل بھی گھٹیا تھے تم آج بھی وہی ہو آوارہ بدکردار دولت کے نشے میں مست عقل سے پیدل تم میرے گھر میں کھڑے ہو ورنہ تمھیں سبق سکھا کر بھیجتا ۔۔

اے غیرت مند بھائی شاہ زین نے بھی انگلی اٹھا کر وارن کیا ۔۔۔

پوچھ اپنی بہن سے کتنی راتیں میرے ساتھ گزاری ہیں بند کمرے میں ۔۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہاتھ پڑا تھا شاہ زین کا ہونٹ پھٹ گیا تھا اس کی بکواس نے عنبر کو تو پانی پانی کیا ہی تھا ساتھ میں شازل کی غیرت کو للکارا تھا شازل بھائی چھوڑ دیں اس گھٹیا انسان کو شازل ٹوٹ پڑا تھا عنبر زمان بھائی کو ہٹانے لگی تھی تم جاؤ یہاں سے عنبر پہ چیخ پڑا عنبر کانپتے ہوئے باہر نکل گئ مگر اس احساس کے ساتھ کہ واقعی وہ گھٹیا شخص سے امید لگا بیٹھی تھی --

اسما گل نے بیٹے کو پیچھے ہٹایا اور اسے دھکے دے جر باہر نکلوا دیا ہاتھا پائی میں شازل کے بھی کپڑے پھٹ چکے تھے --

اور شاہ زین کی تو بہت بری حالت کی تھی شازل نے ---

شاہ زین کا پلان کامیاب ہوا تھا اور وہ ایک اور ثبوت کے ساتھ وہا۔ سے جا چکا تھا --

♡♡♡♡♡♡

اب کیا لینے آئی ہے یہاں بدچلن کتنوں کو پھنسا رکھا ہے ۔۔ایک سے دل نہیں بھرتا غرق ہو جاؤ یہاں سے میرے بیٹے کی زندگی برباد کر دی تم ماں بیٹیوں نے آسما گل نے میرال آصف کی شکل دیکھتے ہی سینگوں پہ اٹھایا تھا اسے اور منی میں جو بھی آیا تھا بجتی چکی گئیں تگی۔ اور آج پہلی بار تھا جو میرال آصف نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا تھا

۔۔

تیرے اپنے بھی تمھیں نہیں اپنائیں گے میرال آصف آزمائش شرط ہے ۔۔۔

غفران کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونجے تھے بلکہ چیخے تھے ۔۔۔

اسما گل نے پوری قوت سے دھکا دیا تھا اسے مگر کسی نے اسے گرنے سے پہلے سنبھال لیا تھا ۔۔۔

♡♡♡♡♡

شی از پریگننٹ سر !فیصل درانی جب گھر پہنچا تو ڈاکٹر جو اسی کی کال پہ گھر آکر چیک کر چکی تھی نے فیصل درانی کے آنے پہ اسے تفصیل بتائی --مگر ان کی حالت بہت کریٹیکل ہے ۔

ان کا بی پی بہت ہائی ہے -- ہارٹ بیٹ بھی بہت تیز ہے انھیں ایڈمٹ کرنا پڑے گا

تم جاؤ--- فیصل نے ڈاکٹر سے کہا ---
فیصل درانی نے جیب سے پیسے نکالے ڈاکٹر کو دیئے اور خود اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا --

اسے سوچنے کے لیے وقت چاہیے تھا۔۔وہ اسے ہاسپٹل لے کر نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی وہ اسے مارنا چاہتا تھا۔۔

وہ تو بس اسے سبق سکھانا چاہتا تھا۔۔

مگر صورت حال کوئی اور ہی رخ اختیار کر گئ تھی۔

♡♡♡♡♡♡

احمد خان تمھارے بیٹے نے مجھے دھوکہ دیا ہے ۔
ساری تحقیق کے بعد بات وہی آن رکی تھی لاسٹ کال ابیحا سلطان کو شاہ زین احمد خان نے کی تھی ۔اور وہ کال بار بار کر رہا تھا ہر بات سے باخبر کر رہا تھا
کیوں کال کی پوچھو اپنے بیٹے سے ۔۔

اغواء کی رات شازل سے الجھنے کے بعد سلطان بیگ ڈیٹا نکلوانے کے بعد احمد خان کے گھر پہنچا تھا ۔
ڈیٹا میں کم سے کم کالز ادھر ادھر کی تھیں مگر تھرٹی سیون کالز شاہ زین کے موبائل سے تھیں --
شاہ زین نے کال کیوں کی مجھے جواب دو --

سلطان بیگ نے آگ بگولہ ہوتے ہوئے پوچھا --
ریلکیس انکل اس کا جواب میں دیتا ہوں میرا باپ تو یہ نہیں جانتا کہ شاہ زین ہے کون --؟ ۔واٹ ربش شاہ زین نے ہمیشہ کی طرح باپ پہ پھبتی کسی --مگر باپ نے بھی ہمیشہ کی طرح شرم دلائی --
تم مجھے بتاؤ ابیحا کہاں ہے--ریلکس انکل کیوں پریشاں ہو رہے ہیں آپ یہ لیں تھوڑا سا پانی پی لیں سلطان بیگ کا دل کیا اس کا سر توڑ دوں مگر وہ بزنس پارٹنر تھے احمد خان بزنس کا دادا مانا جاتا تھا ---اور اثرورسوخ بھی اسی کے پاس زیادہ تھے

ابیجا شازل زمان کو اپنے سامنے جھکانا چاہتی تھی۔وہ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

شاہ زین نے بات شروع کی ۔۔۔

اسے شازل زمان ہی چاہیے تھا اس نے مجھے یہ ہی بات بتانے کے لیے کئ بار کالز کیں میں ملنے گیا تو پتہ چلا کہ وہ کیا چاہتی ہے یہ ہیں ساری ریکارڈنگز شاہ زین نے موبائل آن کیا اور ساری کالز سنا دیں کچھ باتیں ایسی تھیں جنہوں نے سلطان بیگ جیسے بندے کا بھی سر جھکا دیا تھا۔۔

شاہ زین نے اپنی شرط والی بات اس سے چھپا لی تھی سلطان بیگ ان سے معزرت کرتا نکل گیا تھا۔

ابیجا سلطان شازل زمان کو اکیلا دیکھنا چاہتی تھی یوں ہی بیساکھیوں کا محتاج تن تنہا اور تھک کر وہ میرے پاس آئے پھر میں اسے ٹھکراؤ جیسے اس نے مجھے ٹھکرا دیا تھا ۔۔

یہ مشن تھا آپ جی بیٹی کا اور میرال کو اغواء

بھی وہی کروانا چاہتی تھی اب میں نہیں جانتا کہ وہ ایسا کھیل کیوں کھیل رہی ہے وہ مجھ سے بھی کھیل کھیل گئ ہے ۔۔سلطان بیگ کو بھی یہ لگا میرال کو اغواء کر کے وہ خود اپنی مرضی سے ہی کہیں پوشیدہ ہے ۔۔سلطان بیگ کو اس سوچ نے ریلکس کر دیا تھا ۔

مگر شاہ زین کو وہ اپنے پلان میں شامل کر چکے تھے، شاہ زین خوشی خوشی راضی ہو گیا تھا۔۔۔

اس کی نظر میں ابیجا اسے ڈبل کراس کر گئ تھی --اب شاہ زین کا حساب اس کی طرف بھی نکلتا تھا--

♡♡♡♡♡

! میرو--- --

شازل نے گرتی ہوئی میرال کو سنبھالا اور اتنے ہی پیار سے میرو پکارا --

میرال اور بھی زمین میں گڑ گئ ---

اس گند کی پوٹلی کو اب میں اپنے گھر میں۔ نہیں رکھوں گی شیزی ---اسما گل کی نفرت جوں کی توں موجود تھی --

ماما ایسے نہیں ہو کہ آج کے بعد آپ کو یہاں میں ہی نظر نہ آؤں ۔۔۔شازل نے ٹھوس مگر نرم لہجے میں بات کی ۔۔

.!تمھاری ماں ٹھیک کہہ رہی ہے شازل ۔۔۔

نورین طلعت نے بھی بیٹی کے یوں اچانک نمودار ہونے پہ کچھ اور ہی سمجھا تھا ۔۔

!یہ آپ کہہ رہی ہیں چھوٹی امی جان ۔۔۔ شازل نے اچنبھے سے پوچھا ۔

آپ ؟؟میرال کا دل کیا تھا زمین پھٹ جائے اور اس میں سما جائے اسے یقین تھا اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا ۔۔۔اس کا بچپن کا شوہر بھی نہیں اس سے محبت کا دعویدار بھی نہیں مگر ماں اسے آغوش میں لے کر کہے گی کہ میری بیٹی بے قصور ہے ۔۔۔

مگر ماں نے ہی کہا اسما گل ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں اسے کون پاک باز مانے گا کون سمجھے گا کہ وہ سچی سوتری ہے ---

میں مانتا ہوں یہ دو ہفتے باہر رہ کر آئی ہے یہ معاشرہ ایسے موقعوں پہ انہیں گھر میں پناہ نہیں دیتا ۔بلکہ کوٹھوں پہ بٹھا کر ان کا دیدار کو ترجیح دیتا ہے تو کیا یہ انسان بھی نہیں رہی کیا گھنگرو پہن لینے چاہیئں اسے خود کشی کر لینی چاہیے یا پھر اس کا گلا دبا کر مار دینا چاہیے ---میرال کو چکر کے ساتھ الٹی ہوئی وہ سائیڈ پہ لاونج میں ہی بیٹھتی چلی گئ --

اسما گل نے نورین طلعت کو جب کہ نورین طلعت نے اسے دیکھا تھا اسما گل اتنے بڑے سانحے میں ہونے کے باوجود بھی طنز سے مسکرا دی --

نورین طلعت پانی پانی ہو گئ شرم سے سر جھک گیا ---

کیا ہوا تمھیں شازل سب کچھ بھول بھال کر میرال کی طرف بھاگا میرال بے ہوش ہو چکی تھی اس کے چہرے پہ پیلاہٹ تھی شازل کے دل کو اس کی یہ حالت دیکھ کر عجیب سا درد ہوا ایسا کچھ نہ یوا ہو میرے اللہ ورنہ میں جیتے جی مر جاؤں گا رہتا سہتا بھی شازل نے نگاہ اوپر اٹھائی ۔۔۔ اللہ سے فریاد کی دل ہی دل میں گڑگڑایا۔۔

اسے یہی دفن کر دو شازل اسما گل نے قریب آکر کہا نورین طلعت نے دانتوں میں کپڑا ٹھونس لیا وہ خود کو رونے سے روکنا چاہتی تھی ہاں مر ہی جانا چاہیے مجھے اور اس کو بھی کوئی حق نہیں اسے جینے کا ۔۔۔نورین طلعت کو ناجانے کیا سوجھی تھی وہ بھاگ کر اس کے قریب آئی چھوڑو اسے شازل اسے نیچے اتارو شازل اسے بانہوں میں اٹھا چکا تھا تاکہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جائے مگر ایک بازو اسما گل نے پکڑ لیا اور ایک بازو نورین طلعت نے ۔۔۔

شازل نے بینچ پہ لٹا دیا وہ سائیڈ پہ ہو گیا۔۔۔۔

نورین طلعت نے اپنا دوپٹا اتارا اور اس کی گردن پہ رکھ دیا اسما گل نے بھی دونوں ہاتھ اس کی گردن پہ رکھ دیئے اسی وقت شازل کو احساس ہوا کہ نورین طلعت نے اسے چھوڑنے کا کیوں کہا تھا۔

ہٹیں آپ دونوں شازل نے ماں کے ہاتھ زبردستی ہٹائے چھوڑ دو شازل مجھے اسے مار لینے دو یہ ہی سارے فساد کی جڑ ہے ۔۔۔اسما گل نے کہا۔۔

اسما گل نے خونخوار نظروں سے بیٹے کو دیکھا۔۔

شازل نے چاچی کو بھی پیچھا دھکا دیا اسے آج پہلی بار چچی بھی اپنی ماں جیسی لگی تھی

۔۔

اب کوئی اس کے قریب نہیں آئے گا شازل نے اسے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔۔کسی چھوٹے نیو بورن بچے کی طرح ۔۔۔

تم آج اس کا قصہ ختم کرو شازل وہ میری بیٹی ہے میں ماں حکم دیتی ہوں اسے مر جانے دو مت بچاؤ اسے آج اگر تم آج اسے بچا لو گے تو دنیا کی گندی غلیظ نظریں اسے کھا جائیں گی ۔۔وہ پل ہل مرتی رہے گی اسے ایک بار مر جانے دو اسے ایک بار مر جانے دو نورین طلعت پھر اسے کے پاس ہاتھ جوڑتی ہوئی آئی۔۔۔وہ بیوی ہے میری میں اسے بچاؤں گا دنیا کی غلط فہمیوں سے میں اس گھٹیا رسم کو ختم کروں گا میں لوگوں کو بتاؤں گا کہ جو لڑکیاں کڈنیپ ہو جاتی ہیں وہ اندر سے مر جاتی ہیں خدارا ان کا ساتھ دیں تاکہ کوئی کسی کی عزت پہ ہاتھ ڈال جر ایک رات چھپا کر چھوڑ دے اس لیے کہ اب یہ میرے پاس مجبور ہو کر آئے گی اور پھر میں نوچ کھاؤں گا اسے خدارا ایسا مت کرو ایسا معاشرہ وہ

تھا جب لوگ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے آج بھی وہ ہی رسمیں ہیں بس طریقہ کار الگ الگ ہے ---

---شازل نے گاڑی کی طرف دوڑ لگا دی جو کچھ ہی فاصلے پہ کھڑی تھی---

میرال کی سانس اکھڑنے لگی تھی اس جا سانس پھول رہا تھا میرال کی ہارٹ بیٹ بہت فاسٹ چل رہی تھی ---

میں لڑ لوں گا دنیا سے چچی مگر اس سے اس کا قصور پوچھے بغیر مرنے نہیں دوں گا شازل نے اسے اپنے اندد بھینچ لیا سارے نوکر چاکر اس لڑکی کے لیے رو رہے تھے ۔ عنبر بھی موجود تھی رشک سے اسے دیکھ رہی تھی شاہ زین کے تماشے کے بعد وہ سامنے نہیں آئی تھی مگر ابھی میرال کا سن کر وہ بھی وہاں آگئ تھی وہ بھی میرال کو سپورٹ کرنے آئی تھی مگر شازل اس بار بھی پہنچ گیا تھا وہ باہر ہی جا رہا تھا پانچ منٹ میرال

آصف لیٹ ہو جاتی تو شاید وہ کبھی واپس نہ آتی مگر اس کی قسمت اچھی تھی عنبر بس خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ بھی اس کزن کے لیے رو رہی تھی جسے اس نے بھی نفرت کے سوا کچھ نہیں دیا تھا --

اگر تم نے ایک بھی قدم باہر نکالا شازل تو میں اپنی مری ہوئی ماں کی قسم کھاتی ہوں کہ تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گے اسما گل نے کچن کی طرف قدم بڑھا دیئے ----

شازل ڈگمگایا---

تم جاؤ بھائی میں یہاں سب دیکھ لوں گی ---

شازل گاڑی میں بیٹھا بہن کی طرف مشکور نظروں سے دیکھا اور وہاں سے گاڑی لے گیا نورین طلعت روتے روتے اسے روکتی رہیں مگر وہ شازل ہی کیا جسے میرو کے سوا کچھ بھاتا ہو ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

میری اور تمھاری یہ بات تو طے نہیں ہوئی تھی ۔

غفران حامد بھائی امان اللہ اور غفران حامد ایک ساتھ بیٹھے ڈسکس کر رہے تھے ۔ غفران میرال کو گلی میں چھوڑنے کے بعد سیدھا امان اللہ کے گھر گیا تھا اور وہی بیٹھ کر امان اللہ کو ساری بات بتا دی ۔۔ جس کو سننے کے بعد امان اللہ کو اچھا خاصا غصہ آگیا غفران کی بے وقوفی پہ ۔۔۔

ہمارا پلان میں شازل کا جیل جانا بھی نہیں تھا اور ایک اور بات امان اللہ غفران کھڑکی میں جا کھڑا ہوا امان اللہ بھی ڈرائنگ روم کے صوفے سے اٹھ کر اس کے برابر جا کھڑا ہوا ۔۔۔

تین لوگوں کا امتحان ہے اس میں امان اللہ !!غفران تھوڑی دیر خاموش ہوا اور کھڑکی کے پردے ہٹا دیئے کھڑکی کھول دی جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو ۔۔

میں سمجھا نہیں غفران بھائی ؟؟؟

امان اللہ نے ماتھے پہ تفکر کے بل سجاتے ہوئے اچنبھے سے پوچھا ۔۔۔

تیرا میرا پلان کیا تھا میرال آصف کو احساس دلانا شازل زمان کی محبت کا اس کی دیوانگی کا اس کے جنون کا ۔۔۔ عمر بھر ساتھ کا وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہا ہے رہا تھا اور آج بھی ہے ؟؟؟؟ آخری بات پہ غفران نے امان اللہ کی طرف دیکھا اور سوال کیا ۔۔

کیا مطلب ---امان اللہ نے کہا ---

دو ہفتے گزر جانے کے بعد بھی کیا شازل کا پیار زندہ ہے ---

غفران نے پر سوچ انداز سے کہا --کیا آج بھی وہ اسے اپنا لے گا اگر ہمیں ہاں میں جواب ملتا ہے تو بھی ہمیشہ قدر کرے گی میرال آصف شازل زمان کی میں تو اسے دوسرے دن ہی احساس دلا دیتا مگر کہانی پلٹ گئ تمھارے سامنے ہی کی بات ہے ---- غفران نے کہا --اور اگر اس نے اکسیپٹ نہ کیا میرال آصف کو تو ؟؟؟؟ امان اللہ نے ایک اور سوال کیا----

میرال خوشی سے میرے پاس وآپس آ جائے گی اور پھر نہ مجھ سے گلا کرے گی وہ خود کی بربادی کا اور نہ میں گلٹی رہوں گا شازل سے --

میں شازل کو سب کچھ بتا دوں گا سلطان بیگ کا اصلی چہرہ اس بار میں کورٹ کو دیکھا دوں گا --

میرا ٹرانسفر کروا کر وہ مجھے جتنا کمزور سمجھ رہا ہے ناں اس کی بھول ہے -- سارے ثبوت اکھٹے کر لیے ہیں میں نے ---

یہ دیکھ غفران نے ایک لسٹ اپنی جیب سے نکالی آؤ بیٹھو اور غور سے دیکھو --

شازل یار لیے اپنا بھائی سے بڑھ کر ہے اس کا ساتھ تو اور میں نہیں دیں گے تو کون دے گا میرے بابا کے جگری یار کا بیٹا ہے اور اب تو میرا بھی جگر ہے وہ اتنی اتنی سی بات مجھے یوں بتاتا ہے جیسے میں اس کا بھائی ہوں امان اللہ غفران نے بڑے عقیدے اور پیار بھرے لہجے میں کہا امان اللہ بھی پیار سے مسکرا دیا ---وہ ہے بھی تو چاہے

جانے کے قابل غفران بھائی اپنی پاکٹ منی سے بچا بچا کر مجھ پہ خرچ کرتا تھا خود سے بڑھ کر میرا خیال کیا تعلیم میں ساتھ ادا دیا اور پھر اس فرم کا مالک کی طرح رکھا مجھے میں بھی کیوں نہ اس کے گن گاؤں ---

ہمارا پلان اسے بہت دکھی کرے گا مگر مجھے امید ہے وہ ہمیں معاف بھی کر دے گا ---

غفران بھائی آپ برا نہ مانیں تو ایک بات پوچھوں --

تیری مہربانی نہ پوچھ میں جانتا ہوں تم کیا پوچھنا چاہتے ہو ---

بس اتنا یاد رکھ لے سیال ہوں لجپال ہوں یار پہ یا پیار پہ قربان تو ہو سکتا ہوں غدار نہیں ہو سکتا میرال آصف شازل کی امانت تھی اسے لوٹا دی --

اگر شازل خود اسے اب نہ اپنائے گا تو پھر میں ہی میرال کو عزت دوں گا اور اگر وہ اپنا لیتا ہے جس کے زیادہ چانسز ہیں تو میں اسے وہاں خوش دیکھ کر لوٹ آؤں گا۔۔ غفران نے امان اللہ کا سوال سمجھ کر اسے بہت کچھ بتا دیا تھا بلکہ سمجھا دیا تھا۔۔

مجھے فخر ہے بھائی ۔۔آپ جیسا مخلص اس دور کے اندر یار ملا ہے میرے یار کو ۔۔۔ تم بھی بہت اچھے ہو امان اللہ غفران نے گہرا لمبا سانس لیا ۔۔۔

امان اللہ کے کندھے پہ ہاتھ رکھا اب میں چلتا ہوں ۔۔۔

کہہ کر وہ رکا نہیں تھا کیونکہ وہ اپنے آنسو پینے جی کوشش کرتے کرتے کمزور پڑ رہا تھا۔۔۔

امان اللہ سمجھ گیا تھا مگر اسے جانے دیا روکا نہیں تھا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

سب ٹھیک ہے ناں ڈاکٹر؟

فیصل درانی نے گھر پہ ہی ڈاکٹر کی فوج بلوا لی تھی ---

ابیحا سلطان کی کنڈیشن خطرے سے اب باہر تھی مگر اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا---

فیصل درانی نے ڈاکٹر کے باہر آنے کے بعد پوچھا --

سب ٹھیک ہے فیصل مگر ایک بات تشویش ناک ہے اس لڑکی کو کوئی گہرا صدمہ لگا ہے --

فیصل درانی کے ایک جاننے والے دوست جو کہ ڈاکٹر تھے نے تشویش سے بتایا ---

ہاں حسیب اس کے بھائی کا مرڈر ہو گیا ہے ---

یہ ہی صدمہ لگا ہے اسے فیصل نے ڈاکٹر حسیب کو سب سچ بتا دیا --

لیکن اب کوشش کرنا کہ اسے کوئی سٹریس نہ ہو ورنہ اسے ہارٹ اٹیک آ سکتا ہے ---

ڈاکٹر حسیب نے اسے تسلی دیتے ہوئے سمجھایا۔

فیصل درانی نے ڈاکٹر حسیب کے کندھے پہ ہاتھ رکھا کوشش تو کرتا ہوں مگر یہ لڑکی ناقدری بہت ہے آخری الفاظ اس نے بس سوچے تھے --

ڈاکٹر سے بس اتنا ہی کہا تھا کوشش تو کرتا ہوں --

ڈاکٹر حسیب ایک دو نرس اس کے پاس چھوڑ کر کلینک چلا گیا جب کہ فیصل اس کے ہوش میں آنے کا ویٹ کرنے لگا --

اسموکنگ نام سے چڑ تھی مگر ابیحا سلطان کی بے وفائی کے بعد اس کی وہ جیسے ساتھی بن گئ تھی --

♡♡♡♡♡

مجھے مر جانے دو سسٹر مجھے اب نہیں جینا میرال ہوش میں آتے ہی اپنی ڈرپس اتارنے لگی ۔

پاس میں ہی کھڑی سسٹر نے میرال کو اٹھنے سے منع کیا اور اس کے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر قابو کرنے لگی ۔کیا کر رہی ہیں آپ ؟ نرس نے پیار سے کہا-- زندگی سے پیار کرتے

ہیں نفرت کا حق کا نے دیا ہے آپ کو ٹھیک ہے زندگی میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے مگر کیا اس کا حل خود کو تکلیف دینا ہے ---

آپ اگر یہ ڈرپس ہٹا بھی دیں گی اس سے آپ کو تکلیف ہو گی مگر موت نہیں آئے گی موت تو بس اپنے مقررہ وقت پہ ہی آئے گی ---

ڈاکٹر صاحبہ کیسی ہیں میرال اب ؟

ان کو کوئی گہرا صدمہ لگا ہے اس کے علاوہ زہنی ڈپریشن کے ساتھ ساتھ وہ کئ دنوں سے ڈائٹ نہ لینے کی وجہ سے متلی و قے اور بار بار بے ہوش ہو رہی ہیں --

ان کا معدہ اچھا خاصا ڈسٹرب ہے --

ان کی خوراک کا دھیان رکھیں --بی پی لو ہو رہا ہے --

ویکنیس کی وجہ سے ان کی شوگر بھی ڈاؤن ہے --

ڈاکٹر ارم نے ڈٹیلیز بتائیں چند ہدایات کیں اور اپنے کیبن میں چل دیئں --

شازل اندر داخل ہوا --ڈاکٹر نے اوکے کی رپورٹ کے ساتھ میرال کی زہنی کنڈیشن بھی بتائی تھی --

ڈاکٹر نرس کو چھوڑ گئ تھی کیوں کہ میرال بار بار یہ ہی کر رہی تھی --

ہوش میں آتے ہی خود کو نوچ رہی تھی ڈرپ ہٹا رہی تھی تو کبھی رو رو کر برا حال کر رہی تھی ۔

شازل میرو نے شازل کے پاس آتے ہی بیڈ سے اتر کر اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے نرس آگے بڑھی مگر شازل نے روک دیا----

♡♡♡♡

میرال آصف کی کڈنیپنگ سے پہلے کا پلان سلطان بیگ ،ابیحا سلطان بیگ،شاہ زین احمد خان،امان اللہ اور غفران ---؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

یہ وہ سوالیہ نشان ہیں جو ہر پڑھنے والے کے دماغ میں آئے ہوں گے ----

! سلطان بیگ کا پلان

اسما میں تمھارا بھائی ہوں دشمن نہیں ہوں دیکھ میری بات مان میرال کو مجھے قابو کرنے دے اس سے تم بھی آزاد میں بھی خوش اور اس دو ٹکے کی لڑکی کی اوقات بھی دیکھا دوں گا اس کو ---

سلطان بیگ نے بنایا ہوا پلان اسما گل کے گوش گزار کیا تھا جو کہ شازل زمان نے اپنے کانوں سے بائی چانس سن لیا تھا ----

اسما گل خوشی خوشی راضی ہوگئ تھیں---

شازل زمان نے میرال آصف کو اندر بند کرنے کے بعد غفران کو سارا معاملہ سمجھا دیا تھا ---

غفران نے امان اللہ کے ساتھ مل کر کچھ آدمی سلطان بیگ کے پیچھے اور کچھ ابیجا سلطان کے پیچھے لگا دیئے تھے -- کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ہر کام میں ابیجا ملوث ہوگی ---

غفران کا مقصد میرال کو بری نظروں سے بچانا تھا مگر امان اللہ نے اسے ایک نئ راہ سجھائی تھی --

غفران بھائی شازل بہت اکیلا سا ہو گیا ہے اس کا کوئی بھی نہیں دوست احباب بھی ہم ہیں بھائی بھی اس کے ہم ہیں اور ہمدرد بھی ایسا مخلص دوست و انسان قسمت سے ملتا ہے ---

تم کہنا کیا چاہتے ہو امان اللہ ؟؟

غفران نے پوچھا ---

کیوں ناں میرال کو آپ اپنی کسٹڈی میں لے لیں --

امان اللہ نے راہ سجھائی ---

اس سے کیا ہو گا امان اللہ !وہ ایک عورت زات ہے اس کی کل کلاں کو شادی ہو گی اگر شازل کو وہ ایکسپٹ نہیں کرتی تو کییں تو اس کی شدہ ہو گی ناں اور ایسے بہت سے کیس میرے پاس سینکڑوں کے حساب سے ڈیلی آتے ہیں ---

لڑکی پاک دامن بھی ہو تو معاشرہ کہتا ہے --تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے ضرور کوئی نہ کوئی نرم گوشہ دیکھایا ہوگا تبھی تو نوبت یہاں تک آئی --اس لڑکے نے بدلے میں تیزاب ڈال دیا اس سے برداشت نہیں ہوئی ہو گی ناں فلاں لڑکی کی بے وفائی ---

غفران نے امان اللہ کو سمجھاتے ہوئے ساتھ میں بہترین مثالیں بھی پیش کی تھیں

---غلط ہمیشہ عورت ہی سمجھی جاتی ہے ---

یہ کوئی نہیں کہتا کہ ایک بوڑھے مرد نے ایک اٹھارہ بیس سال کی لڑکی سے شادی کیوں کی بلکہ یہ معاشرہ اس بات کو یوں پیش کرتا ہے---

لالچ سے شادی کی ہو گی دولت کے چکر میں آج کل کی لڑکیاں عمر کہاں دیکھتی ہیں کہاں حلال حرام کو ترجیح دیتی ہیں --

پھر بھی گھما پھرا کر ایک عورت ہی پستی ہے امان اللہ --غفران سیال نے بہت گہری بات کی تھی --

امان اللہ بھی ایک بار تو ڈر گیا تھا اسے بھی اتفاق تھا غفران کی باتوں سے مگر امان اللہ کے سامنے اپنے بھائی جیسے یار سے زیادہ محسن کا چہرہ نظر آ گیا تھا--

غفران بھائی آپ بھی تو محبت کرتے ہیں ناں میرال سے ؟

یہ کیسی باتیں کر رہے ہو امان اللہ میرال آصف شازل زمان کے گھر کی بیٹی و عزت ہے اور میں دوستوں کے گھروں پہ نقب نہیں لگاتا میرال تو پھر شازل زمان کا دل ہے --اور میں شازل کے دل پہ کیسے نقب لگا سکتا ہوں---

ہاں اگر بیچ میں شازل اپنا جگری یار نہ ہوتا تو بھی میں سیدھے طریقے سے رشتہ بھیجتا اور اسے اپنے گھر لے آتا غفران کہتے کہتے کہیں کھو سا گیا --

میرال میں بہت خوبیاں ہیں مگر ایک خامی بھی ہے کہ وہ شازل زمان جیسے انسان کو سمجھنا نہیں چاہتی ---

غفران خاموش ہوا تو امان اللہ نے کہا --

!امان اللہ؟ غفران نے اس کا نام پکارا --

تم نے یہ بات کیوں کی کہ میں میرال سے محبت کرتا ہوں ؟

معاف کرنا غفران بھائی مگر میں نے آپ کی سسٹر سے بات کرتے سن لی تھی جس دن میں اور شازل آپ کے گھر آئے تھے وہ بات صرف میں نے ہی نہیں شازل نے بھی

سنی تھی مگر وہ سمجھ نہیں سکا تھا کہ آپ کس کی بات کر رہے ہیں مگر مجھے اندازہ تب ہوا جب آپ نے میرال سے شادی سے انکار کیا تھا مگر فوراً وہاں سے اٹھ گئے تھے ۔۔بہت گھنا ہے یار امان اللہ تو تو ۔۔۔غفران شوخی سے بولا ۔۔۔کافیہ شناس بھی ہے ۔۔

امان اللہ ہنستے ہنستے غفران کے گلا لگ گیا ۔۔ غفران نے بھی اسے تھپکی دی ۔۔۔

اور یوں ان دونوں نے پلان کیا کہ وہ پولیس مقابلے میں لڑکی کو اپنی کسٹڈی میں رکھے گا مگر یہ بات شازل سے خفیہ رکھی جائے گی ۔۔

ورنہ شازل وہاں پہنچ جائے گا اور میرال پھر سے سارا الزام شازل ہہ عائد کر دے گی اور شازل صفائی بھی پیش نہیں جرے گا اس وار کو بھی سہہ جائے گا جو بھی کرنا ہو گا ہمیں ہی کرنا ہوگا ۔۔

شازل کا امتحان بھی لے لیں گے کیا وہ اتنا بھروسہ کرتا ہے میرال پہ کیا پھر بھی وہ محبت کے ساتھ وہی عزت کرتا رہے گا میرال کی او یوں ہی اس کے لیے لڑتا رہے گا ۔۔۔اگر وہ جیت گیا تو بھی میرال آصف سیو رہے گی اور اگر ہم ہار گے تو بھی میرال آصف سیو رہے گی غفران اسے اپنا نام دے گا ۔۔۔

میرال کا امتحان تھا کہ اس معاشرے میں ایک لڑکی کا تن تنہا جینا کتنا مشکل ہے اور اس معاشرے میں سر اٹھا کر چلنے کے لیے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے شازل نے ہی پرووائڈ کی تھی ۔غفران نے بد سے بد سلوک کر کے میرال کی آنکھیں کھول دی تھیں ۔۔۔

کہ شازل کی قدر کرو اسے اپناؤ اسے ٹھکراؤ مت ۔۔

♡♡♡♡♡♡

میرے بچے کا قصور کیا ہے سلطان بیگ؟ اسما گل کورٹ کے دروازے پہ کھڑی ہوئی سلطان بیگ سے بولی تھیں ۔۔

اسما گل بھائی کہنا بھول گئ ہو لگتا ہے بچوں کی ممتا جاگ گئ ہے ۔۔۔

بھائی ہوتے تو قصائی نہ بنتے میرے بچے کا ریمانڈ لے کر اسے پٹوا پٹوا کر ادھ موا کر دیا ہے اور مجھے سبق سکھا رہے ہو کیا تم اب بھی بھائی کہلانے کے لائق ہو کیا تم سلطان بیگ اس قابل رہے ہو کہ میں تمھیں ادب و احترام سے بلاؤں ---

ساری دولت لے لو سلطان بیگ مگر میرے بیٹے کو بخش دو اسما گل کو بیٹے کے جانے کے بعد احساس ہوا تھا کہ وہ کتنا غلط کر چکی ہے اپنے ہی بچوں کے ساتھ ان کی خوشیاں کبھی نظر ہی نہیں آئیں وہ تو بس سمجھتی تھی کہ اولاد ہے پراپرٹی ہے ہماری ہم جو چاہیں ان کے ساتھ سلوک کریں --

وہی ملنا چاہیے جو ہم ان سے چاہتے ہیں -- اسما گل جاو یہاں سے میری بیٹی کا جو حال اس نے کیا میرے بیٹے کو قتل کر دیا کیا اس کے بعد بھی میں اسے بخش دوں ---

اب تو ایک ہی صورت بچتی ہے سلطان بیگ نے بہن کو کھری کھری سنائیں ۔۔اسما بھی اسے کھری کھری ہی سنا رہی تھیں ۔

اسما گل نے سوالیہ نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا ۔۔

! ایک رات میرال کو میرے پاس بھیج دو

تمھیں شرم نہیں آئی اپنی سگی بہن سے یہ بکواس کرتے ہوئے ۔۔مگر سلطان بیگ وہاں رکا نہیں تھا جا چکا تھا اسما گل پہ ایک نیا بم گرا تھا بیٹا بری حالت میں تھا ماں کو بھی وہ چھوڑ چکا تھا آخر کب تک وہ ایسے رشتے کی عزت کرتا جو صرف اپنے مفاد کے لیے تھا ۔۔

بھائی کو بڑی حقارت بھری نظروں سے پہلی بار اسما گل نے دیکھا تھا اس کے دل سے آہ نکلی تھی ۔

یہ کیا اتنا گر گیا ہے کہ ہمارے گھر جی عزت پہ نگاہ رکھنے لگا ہے اور میں اتنی گر گئ تھی پستی میں کہ یہ بھی نہ سوچ پائی کہ میری بھی ایک بیٹی ہے --

♡♡♡♡♡

بہت مبارک ہو شازل زمان ---

سلطان بیگ نے پیچھے ہاتھ باندھے ہوئے تھے شازل سلاخوں کے پیچھے کھڑا اپنی بے بسی پہ کڑھ رہا تھا ---

آج تمھاری بہن شاہ زین کی بیوی بن چکی ہے --

اور ہو سکتا ہے وہ یہاں ہی آئیں اپنے سالے سے نیگ وصول کرنے کے لیے --

شٹ اپ سلطان بیگ جسٹ شٹ یور ماؤتھ ۔۔۔

شازل نے دانت چباتے ہوئے کہا ۔۔۔

ریلکس شازل میری جان ۔۔۔۔

کتے بھونکتے رہتے ہیں ان کی بھونک کو نظر انداز کرو

۔۔۔۔۔

غفران نے اتنے ہی کڑوے لہجے سے کہا تھا وہ بھی سلطان بیگ کے پیچھے کھڑا ہوا تھا ۔

پہلے آپ اپنے داماد سے تو مل لیں پھر سالے کو چھیڑنا سلطان بیگ ----جی ---

ایک اجنبی آواز نے پیچھے سے آکر سلطان بیگ کے پیروں سے زمین نکالی تھی ---

♡♡♡♡

پچاس لاکھ لگیں گے اس کام پہ احمد خان بڑا ٹیڑھا سا کام ہے--یہ میں تمھیں اس کام کے ایک کروڑ دوں گا مگر کام ایسا ہونا چاہیے کہ لوگ مدتوں یاد رکھیں میرے اور میرے یار سے کوئی ٹکر لینے سے پہلے ہزاروں سال سوچے اور پھر بھی اس کی روح کانپ جائے
''''''''''''---ڈی ایس پی شجاعت
احمد خان رضا نے ڈی ایس پی شجاعت کو خرید کر جیسے بڑی توپ چلا لی تھی ---
آپ فکر نہ کرو احمد خان صاحب یہ لڑکا پھانسی کے پھندے تک ضرور جائے گا اس کی میں وہ حالت کروں گا کہ سات پشتیں یاد رکھیں گی --
ڈی آئی جی سے بھی میری بات چیت چل رہی ہے ۔

اور جج صاحبان سے بھی بس چند دنوں میں ہی یہ کام ہو جائے گا آپ میرا کام فورآ کر دیں --

ڈی ایس پی نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائی ---اور ٹیک لگا لی چئیر کی احمد خان اس کے پر عزم لہجے کو دیکھ کر مسکرا دیا ---

چلتا ہوں احمد خان---نے ڈی ایس پی سے کہا اور اپنے لٹھے کے کڑکڑاتے سوٹ کی سلوٹیں سیدھی کرتا باہر نکل گیا --اس کی چال میں غرور چھلک رہا تھا --

پارا چنار گفٹ کرنا پڑے گی سلطان بیگ احمد خان نے اپنی صرف گاڑی میں بیٹھتے ہی سلطان بیگ کو خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی اپنی رشوت بھی بتا دی ---مگر احمد خان یہ جانتا تھا سلطان بیگ نہیں --

کام ہو گیا ناں احمد خان ؟؟؟ -سلطان بیگ نے تسلی چاہی--

احمد خان ہوں میں شہزادے کسی کام کو ہاتھ ڈالوں- اور وہ ہو ناں ایسا کہاں ممکن ہے ---

بس ایک چھوٹا سا کام کر دو اب تم بھی یار احمد خان نے ساتھ میں ایک اور کام کہا--

اور دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے ---

♡♡♡♡♡♡

رات کا ناجانے کون سا پہر تھا جب میرال کی آنکھ کھلی وہ دوا کے زیر اثر سو رہی تھی --
مگر جو اس کے ساتھ ہو چکا تھا وہ اس پہ کچھ زیادہ ہی گہرا اثر چھوڑ گیا تھا
---------پرائیوٹ روم میں وہ وہ اکیلی نہیں تھی دیوار کے ساتھ ایک اضافی بیڈ پہ
شازل زمان سینے پہ ہاتھ باندھے ٹیک لگائے سو رہا تھا --شاید وہ سو نہیں رہا تھا اس کی
آنکھ لگ گئ تھی --
میرال نے آنکھیں مسلیں ادھر ادھر دیکھا سامنے ہی شازل سوتا ہوا نظر آیا ---
ہر بار میں نے تمھیں تکلیف دی ہے میرے شیزی ---
مگر ہر بار تم نے میرا بار اٹھایا ہے میرے حصے کی خوشیاں مجھے لوٹانے میں کوئی کسر
نہیں اٹھا رکھی --مجھے معاف کر دینا شیزی --میرال کی آنکھوں سے دو آنسو بڑے دکھ سے
نکلے تھے ---

وہ بہت غور سے پہلی بار شازل کو دیکھ رہی تھی --
اس کے پنک باریک لڑکیوں جیسے ہونٹ اور ان پہ گھنی مونچھیں ---
اگر میں تم پہ فدا ہوتی تو تمھیں ضرور کہتی کہ تم انھیں چھوٹی کرواؤ --میرال نے خود سے کہا --
لیکن افسوس شازل میں نے کبھی تمھیں نہیں سمجھا تائی کی سزا تمھیں دیتی رہی حالانکہ نیں جانتی تھی کہ وہ سب کچھ تائی امی کرتی ہیں مگر میں تمہارے ساتھ اس لیے غلط کرتی رہی کہ شاید اولاد کا دکھ ہی تائی امی کو راہراست پہ لے آئے مگر انھیں تمھاری بھی کوئی پرواہ نہیں تھی --اس لیے میں نے سب اللہ پہ چھوڑ دیا ---
دروازہ تیزی سے کھلا تھا میرال نے چونک کر دروازے کو دیکھا جب کہ شازل بھی اس افتاد بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا --

u r under arrest mr shazil zaman!،
تمھیں گرفتار کیا جاتا ہے --- تم پہ رویان بیگ کے قتل کا الزام سچ ثابت ہو چکا ہے --
شجاعت مراد نے اپنے اہلکاروں کو گرفتاری کا حکم دیا--

شازل زمان بیڈ سے نیچے اترا ۔۔۔۔

یہ کیا بے ہودگی ہے سر !میرال کو نہ جانے کیا سوجی کہ وہ ڈی ایس پی شجاعت مراد کے سامنے آگئ ۔۔۔

تم بیچ میں نہیں آؤ لڑکی شجاعت نے سخت لہجے سے کہا ۔

کیوں نہیں آؤں آخر کیا غلط کیا ہے شازل نے ۔۔

میرال نے قدرے غصے سے مگر آہستہ آواز میں کہا ۔۔

اچھا کیا تم سکھاؤ گی مجھے کون صحیح ہے اور کون غلط ۔۔۔

شجاعت نے کہا ۔۔

ایکسوزمی یہ ہاسپٹل ہے پلیز آپ کا کام ہو گیا ہے تو آپ جائیں یہاں سے ۔۔۔

ڈاکٹرز نے مداخلت کی ۔۔شازل نے بھی میرال کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا ۔۔۔

مجھے ایک کال کرنے دو شازل نے آگے بڑھ کر کہا ۔

چلو تم یہاں سے پولیس والے نے آگے دھکا دیا۔۔شازل نے جاتے جاتے مڑ کر میرال کو دیکھا غفران کو کال کر کے بلا لینا اور کسی پہ بھروسہ مت کرنا میرو اللہ کے حوالے شازل نے کہا میرو دور تک گئ نرسسز نے اسے پیچھے ہٹا لیا شازل نے آج پہلی بار میرال کے چہرے پہ اپنے لیے تشویش دیکھی ۔۔

یہ بھی ہونا تھا آج محبوب کی آنکھوں میں پیار نظر آیا تو میں خود ہی پردیسی ہو گیا ۔۔شازل سوچ کر مسکرا دیا۔

ڈی ایس پی شجاعت نے شازل کی نظروں کا تعاقب کیا تھا اور اس کی آنکھوں کی چمک بھی بڑھی تھی ۔۔

♡♡♡♡♡♡

کیسا لگ رہا ہے شازل زمان ؟؟

سلطان بیگ آج پھر شازل سے ملنے جیل آیا تھا --

اور آتے ہی طنز کے تیر چلائے تھے ---

شازل زمان نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا ----

سامنے سلطان بیگ سگار سلگائے خباست سے مسکرا رہا تھا ---

کلیجے میں ٹھنڈک نہیں پڑنے والی پھر بھی آپ کے سلطان بیگ ----کاسہ الٹ دیں دولت سے بھر گیا ہو گا شازل نے بھی اسی کے انداز میں تیر چلایا ---

رسی جل گئ پر بل نہیں گئے ---

سلطان بیگ نے سگار کا دھواں اس کے منہ پہ پھینکا ۔۔۔شازل تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا

۔۔۔

کام کی بات کرو شازل مجھ سے معافی مانگو اور جیسا جیسا میں کیتا ہوں کرتے جاؤ۔
۔تمھیں یہاں تک لے آیا ہوں تو سوچو پھانسی تک بھی لے جا سکتا ہوں اب تک سارے پروف تمھارے خلاف جا رہے ہیں اور باقی کے میں خود بنوا لوں گا اگر تم نہیں مانے تو

ووووو

سلطان بیگ نے اسے ہر خطرے سے آگاہ کیا ۔۔

سلطان بیگ آپ جانتے ہیں میں بے قصور ہوں اور اگر آپ کے پاس جھوٹے ثبوت ہیں تو میرے پاس بھی سچے ثبوت موجود ہیں بس آپ نیکسٹ پیشی کا انتظار کریں ۔۔

شازل نے بھی اسی کی باتیں اسی کو لوٹائیں۔۔

کتے کی دم سیدھی نہیں ہو سکتی ۔ سلطان بیگ نے غصے سے سلاخوں پہ مکا مارا ۔۔۔

ٹھیک ہے دیکھتے ہیں دیکھتے ہیں ۔۔ اس پیشی پہ تم کیا تیر مارتے ہو ۔۔

سلطان بیگ کی بات مکمل کیے بنا ہی شازل اپنی جگہ پہ جا بیٹھا۔

سلطان بیگ پیر پٹختا وہاں سے ہٹ گیا ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

میں تم پہ تھوکنا بھی نہیں چاہتی شاہ زین عرف شاہ جہان تمھاری جرات بھی کیسے ہوئی مجھے کال کرنے کی ---

عنبر زمان ماں کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئ اور پھر آخر کار ان کو دوائی دے کر سلا کر اپنے روم میں آئی ہی تھی کہ ان ناون نمبر سے کال آگئ --

عنبر نے اٹھا تو لی مگر شاہ زین کی آواز سن کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا --

فیصل درانی صاحب مس ابیحا کا بی پی شوٹ جر گیا ہے اس سے ان کی شریان پھٹنے کا نی صرف خطرہ ہے بلکہ انھیں فالج کا اٹیک ہو رہا ہے جس سے ان کا منہ ٹیڑھا ہوتا جا رہا ہے اس وقت ہمیں ایمرجنسی انھیں لے کر جانا ہو گا ---
نرس ایک ہی سانس میں فیصل درانی کے چھکے چھڑا چکنے کے بعد تھوک نگلتے ہوئے فیصل کی سخت تیوریوں سے خاموش ہوئی ورنہ تو وہ بولے ہی جا رہی تھی --

ایک اور نئ مصیبت فیصل نے ہاتھ پہ مکا مارا۔۔

انسانیت کے ناطے سر شی از یور وائف ۔

نرس نے ایک بار پھر مداخلت کی ٹھیک کرو ایمبولینس کو کال مگر یہاں نہیں سپر ہائی وے پہ آئیں ہم وہی ملیں گے ان کو فیصل درانی کو وہ لوکیشن کسی کو نہیں دینی تھی سو ابیحا کو گاڑی میں ڈال کر سپر ہائی وے جو بہت قریب ہی تھی لے گیا اور وہی سے ہاسپٹل ۔۔۔

۔۔۔آپ یہی ویٹ کریں جو بھی کرے گا اللہ بہتر ہی کرے گا ۔ڈاکٹر ایمرجنسی کے لیے الریڈی تیار تھے ۔۔

ڈاکٹر حسیب فیصل درانی کو تسلی دیتا اندر بڑھ گیا ۔۔

پانچ گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹر حسیب باہر آئے۔۔

فیصل تم تب سے یوں سے ہی بیٹھے ہو ۔۔

ڈاکٹر کو حیرت کا جھٹکا لگا ۔۔

فیصل درانی جیسا مرد جس کے پاس نہ دولت کی کمی نہ شرافت کی نہ عورت کی اور نہ ہی ان کے مطابق اس لڑکی سے محبت یے انھیں مگر پھر بھی پانچ گھنٹوں سے اسی جگہ پہ اسی پوزیشن نیں بیٹھے ہیں نظر جھکا کر دونوں ہاتھوں سے بینچ کو تھامے نائٹ ڈریس کے نام پہ سادہ سا ٹروزر شرٹ --

سلیپر عام سے عجیب ہی شخص ہے --ڈاکٹر حسیب کافی دیر تک اسی پہ سرچ کرتے رہے ---

اور پھر ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تو فیصل چونک کر کھڑا ہوا سب ٹھیک ہے ناں --ڈاکٹر فیصل نے حسیب کو دیکھتے ہی پوچھا۔

سب ٹھیک ہے فیصل میرے ساتھ میرے کیبن میں چلو۔ڈاکٹر نے کہا اور دونوں ڈاکٹر حسیب کے کیبن میں آ گئے--

ابیحا سلطان کا بی پی بہت ہائی رہا کنٹرول نہیں ہو رہا تھا شریان بھی پھٹ سکتی تھی مگر شریان تو بچ گئ --بچہ نہیں بچ سکا ڈاکٹر حسیب نے واضح کر دیا سب----

ابیحا سلطان ٹھیک ہیں اب؟ فیصل نے بے چینی سے پوچھا---

ہوں !ڈاکٹر حسیب نے لمبا سا ہوں ں کیا ---

مگر ان کا فیس ٹیڑھا ہو چکا ہے ----

واٹ ؟ فیصل نے حیرت سے واٹ کہا ---

حسیب کو بھی دکھ ہوا فیصل درانی کے دکھ پہ وہ بھی دکھی تھا --

رپورٹس کروائی ہیں آتی ہی ہوں گی ---

ڈاکٹر حسیب نے مزید بتایا ---

حسیب ؟؟؟؟ فیصل نے اسے مزید بولنے سے روک دیا ہاتھ کے اشارے سے ---

مل سکتا ہوں اب اسے ؟؟؟ فیصل درانی کھڑا ہوا--

ہاں مل سکتے ہو مگر دھیان رہے کہ اسے اب کوئی سٹرص زہنی دباؤ میں نہ رہے ---

فیصل نے سر ہلایا اور باہر نکل آیا ---

فیصل جب اندر داخل ہوا تو ابیحا دروازے کو ہی دیکھ رہی تھی ---

پلیز فیصل مجھے میری ماں سے ملوا دیں ایک بار فیصل پلیز آپ ہو اللہ و رسول کا واسطہ ہے نجھے میری ماں سے ملنا ہے ورنہ میں زندہ نہیں رہ پاؤں گی -- بولتے ہوئے ابیحا کا چہرہ بہت بھیانک لگ رہا تھا -- بائیں گال اور ہونٹ آنکھ اور ناتھے کی طرف ایسے کھنچ رہے تھے جیسے منہ کا وہ حصہ ہی نہ ہو فیصل درانی نے منہ ہی موڑ لیا مگر ابیحا کی التجا نے اس کے قدم ابیحا کے بیڈ کی طرف موڑے تھے --

ورنہ وہ کھڑکی کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا تھا --

کہو طبیعت کیسی ہے ؟؟؟ فیصل نے پوچھا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں سے سیلاب امڈ آیا مگر خصد کی تکلیف بھول کر اسے ماں اور بھائی یاد آ رہے تھے گو کہ وہ رویان کے اتنا قریب نہیں تھی مگر اپنی ماما کے وہ ہمیشہ قریب رہی تھی ------

آخری بار میں اپنی ماما سے ملنا چاہتی ہوں---

ابیحا سلطان کو جب سے ہوش آیا تھا وہ بس ایک ہی رٹ لگا رہی تھی --

ڈاکٹر حسیب نے فیصل کو سمجھایا تھا کہ ضد چھوڑ کر اسے لے جاو اس کی ماں کے پاس اب ابیحا کے پاس اب کچھ نہیں بچا وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکے گی اور پھر وہ جس

حسن ہہ اتراتی تھی وہ بھی کھو چکی ہے کہ وہ اب تو بچے بھی اس کو دیکھ کر ڈر جائیں گے

ڈاکٹر حسیب نے اسے ایک ایک بات تفصیل سے بتائی تھی ---

کیا تمھیں ڈاکٹر نے سب کچھ بتا دیا ہے ؟؟

میرا مطلب ہے کہ کچھ بتایا ہے تمھاری صحت کے متعلق -- فیصل نے بڑے ٹائم بعد

ابیحا سے اسی لہجے میں بات کی تھی کہ ابیحا بھی چونک گئ --

کیا ہوا ہے مجھے ابیحا نے ایک دم تشویش سے پوچھا --

فیصل !کچھ نہیں وہ جان گیا تھا کہ ابیحا ابھی کچھ نہیں جانتی نہ بچے کے بارے میں اور

نہ ہی کسی اور بارے میں --

اوکے چلو تمھاری امی سے ملنے چلتے ہیں --

فیصل نے بات پوچھ کر بات ہی پلٹ دی --

ناجانے کیوں آج میرا دل اتنا اداس ہے ایسا دل کر رہا ہے کہ ابھی جاؤں اور اڑ کر پہنچ

جاؤں ابیحا سوچتے ہوئے خود سے ہی مخاطب ہوئی --

مگر فیصل درانی کافی اپ سیٹ تھا اگر ابیحا اپنی شکل دیکھے گی تو ناجانے کیسا ری ایکٹ کرے گی۔

مگر اسے جانا ضروری تھا کیوں کہ اس کے محسن کو اس کی ضرورت تھی ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡

سلطان بیگ گھر پہ نہیں ہیں بھابھی ؟؟؟

احمد خان جانتا تھا کہ سلطان بیگ کہاں ہے مگر وہ اور مسسز احمد خان جان بوجھ کر وہاں چلا آئے تھے ۔

مسسز احمد خان اندر زریں بیگم سے ملنے چلی گئیں ۔جب کہ

زریں بیگم نے ملازمہ کے ہاتھ چائے بھجوائی تھی ۔

مگر احمد خان اٹھ کر باہر چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اندر آیا ۔۔۔۔

بات سنو ماسی احمد خان نے حاکمانہ انداز میں کہا۔۔

گھر کا سودا سلف لاتی ہو ناں ---؟؟؟
مسسز احمد خان بھی اپنی خوبصورت مہنگی سلک ساڑھی سنبھالتی وہاں چلی آئی --

ملازمہ نے ہاں میں سر ہلایا جاؤ آج اس لسٹ کے مطابق سب کچھ لے آؤ ساتھ میں میڈم بھی جا رہی ہیں آپ کے احمد خان نے اپنی مسسز کے ساتھ ملازمہ اور مالی کو بھی بھیج دیا --
زریں بیگم اپنے روم میں چلی آئیں تاکہ کچھ دیر ارام کر سکے--
ابھی انہوں نے اپنا دوپٹہ سائیڈ پہ رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی---
زریں بیگم نے پی ھے مڑ کر دیکھا ---
وہ جوانی کی دہلیز پار کرنے کے باوجود بھی جازب نظر تھیں۔مگر بے حد سنجیدہ طبیعت اور ساتھ میں پردے کی پابندی پانچ وقت کی نماز اور ساتھ ہی تہجد نے چہرے کی دلکشی بڑھا دی تھی --

سلطان بیگ نے زریں بیگم کی اس خوبی کو کبھی نہیں دیکھا تھا سلطان بیگ کو ماڈرن آمنہ احمد خان کی طرح عورت پسند تھی اور وہ شخص آمنہ احمد خان کا دیوانہ تھا ۔
وہ احمد خان کے ساتھ کم اور سلطان بیگ جیسے لوگوں کے ساتھ زیادہ وقت بتاتی تھی ۔۔
اور احمد خان اپنی بیوی کے ہر کام میں ساتھ دیتا تو مسسز احمد شوہر کا ساتھ دیتیں بڑا انوکھا کام کرتے تھے دونوں کپل اور اسی حرام خوری نے احمد خان اور اس کی بیوی میں حلال حرام کی تمیز ختم ہو گئ تھی ۔۔
کیا تمھارا دل نہیں کرتا زریں کہ تم بھی آمنہ کے

جیسے خوبصورت اور خوابوں جیسی زندگی گزارو
احمد خان آگے بڑھا جب کہ زریں بیگم نے جلدی سے دوپٹہ اوڑھا اور احمد خان کی طرف پیٹھ کر کے کھڑی ہو گئ ۔۔

وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں کچھ دنوں سے تو ان کی حالت اتنی ڈاؤن تھی کہ وہ اور بھی خشوح سے نماز پڑھنے لگی تھیں --دل میں عجیب ہی وسوسے اور خوف سا محسوس ہو رہا تھا --

شاید اپنی لاڈلی بیٹی کی یاد نے ایسا کر دیا تھا اوپر سے جوان جہان نیم پاگل ہی سہی تھا تو بیٹا ہی ناں نے زندگی مشکل بنا دی تھی آج کل بیٹی بہت یاد آ رہی تھی دعاؤں کے ساتھ ساتھ آنسوؤں میں بھی اضافہ ہوا تھا --

آپ یہاں کیوں آئے ہیں احمد بھائی؟؟؟

بھائی تو نہ کہو ---زریں ؟-احمد خان کو دکھ ہوا --

کب سے چاہا رہا تھا تمھیں وہ میں ہی دے سکتا ہوں--جو سلطان بیگ نہیں دے سکا --وہ کہتے ہی آگے بڑھا تھا

احمد خان وہی رک جاؤ آگے ایک قدم بھی مت بڑھانا میں عورت ضرور ہوں مگر کمزور نہیں ہوں میرے ساتھ میرا اللہ ہے میں اس وقت بھی باوضو ہوں میری لاج وہی رکھے گا ---

احمد خان زریں بیگم کی باتیں سن کر ہنس رہا تھا کیوں خود کو تھکا رہی ہو --احمد خان پھر آگے بڑھا زریں بیگم دوپٹے کو کس کر پکڑے بیڈ کے گرد گھوم رہی تھیں --

مگر جب احمد خان کسی صورت بھی نہیں ٹلا تو

زریں بیگم نے کارنر ٹیبل پہ رکھا واز اٹھا کر احمد خان کو دے مارا احمد خان کے آنکھ کے تھوڑا اوپر واز نے زبردست نشانہ لگایا تھا احمد خان آنکھ کے اوپر ہاتھ رکھتا نیچے بیٹھتا چلا گیا

زریں بیگم نے باہر کی طرف دوڑ لگائی ---

ماما ؟؟؟ !ابیحا سلطان نے ماں کو دیکھتے ہی ماما پکارا ابیحا تم ؟ اور زریں بیگم ابیحا سلطان کے گلے جا لگیں مگر وہ بیٹی کے پیچھے کھڑے اجنبی کو دیکھ کر شرم سے پانی ہو گئیں حیا و شرم کس پیکر تھی وہ عورت اپنی انسلٹ برداشت نہ کر سکی --

اس سے پہلے کہ احمد خان پہ نظر پڑتی زریں بیگم ہاتھ پیر چھوڑتی نیچے گرتیں چلی گئیں--

ابیحا ماں کو بس دیکھتی رہ گئ فیصل درانی نے آگے بڑھ کر ان کی نبض چیک کی اور موبائل نکال کر کال کرنے لگا ----

♡♡♡♡♡♡♡♡

امان اللہ بھائی ؟؟؟؟ میرال آصف کی پھولی ہوئی آواز امان اللہ کے موبائل میں ابھری

جب کہ امان اللہ سمجھا کہ شازل زمان کی کال ہے میرال کو شازل زمان موبائل اور پرس دے گیا تھا جس میں سب کچھ تھا --

کتنا بھروسہ تھا ناں اس عاشق کو اپنے محبوب پہ --اس پرس میں لگی میرال کی بچپن سے ابھی تک کی تمام چھوٹی چھوٹی پکس لگیں تھیں مگر اس وقت میرال کا دھیان صرف شازل پہ تھا اس کے پرس پہ نہیں ---

امان اللہ بھائی شازل زمان کو پولیس لے گئ ہے ۔

! رویان قتل کیس میں

میرال نے اس کو ساری تفصیل بتا دی---

امان اللہ کو ایک دم اس کا خیال آیا --

میرال تم کب آئیں اور شازل کہاں سے اریسٹ ہوا اور تم اس وقت کہاں ہو --

امان اللہ نے ابیحا سے کئ سوال ایک ساتھ کر ڈالے --
بھائی مجھے کچھ بولنے دیں گے تو ہی کچھ بولوں گی میرال آصف ہاسپٹل کے بیچ و بیچ کھڑی
امان اللہ کو کال کر رہی تھی رات کے اس وقت نرسز سے وہ قابو نہیں یو رہی تھی
--اس کی بے چینی شازل زمان اپنے لیے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا تو سارے غم بھول
جاتا مگر وہ ابھی وہاں موجود نہیں تھا۔
اچھا اب نہیں بولتا بولو آپ ؟ امان اللہ نے کہا ۔
میں ہاسپٹل میں ہوں اور میرال نے ایک ایک بات امان اللہ کو بتا دی ---
میرال کے کال کاٹتے ہی امان اللہ نے غفران کو کال ملائی تھی اور ساری بات بتا کر
امان اللہ میرال کے پاس جب کہ غفران سیال تھانے پہنچا تھا ---
.مگر اس وقت تک شازل کو وہاں نہیں لایا گیا تھا
غفران سیال نے کال پہ رابطہ کیا تو اسے ڈی ایس پی نے اپنے آفس بلا لیا ---
امان اللہ بھائی میں ایک بار شازل سے ملنا چاہتی ہوں ۔

میرال آصف کی حالت ٹھیک نہیں تھی اس کا سانس بہت پھول رہا تھا ڈاکٹر نے ڈسچارج کرنے سے انکار کر دیا تھا ایک بار پھر میرال کو ہارٹ اٹیک کا خطرہ لاحق ہوا تھا ۔
امان اللہ نے میرال کو اٹھنے سے سختی سے منع کر دیا مجھے سکون نہیں آئے گا بھائی اب کبھی بھی مجھے میرے ہی اپنوں نے بدکردار کا سرٹیفکیٹ دے ہے میری انگلی پکڑ کر مجھے پاؤں پاؤں جس نے چلنا سکھایا انہوں نے ہی مجھے زندہ دفنا دیا میرال چھت کو گھورے جا رہی تھی اور ساتھ ہی
دل ہی دل میں امان اللہ سے مخاطب تھی --
میں آتا ہوں میرال آپ پلیز خود کو سنبھالیں آپ بہت باہمت ہیں اچھے کردار کی مضبوط پرسنالٹی ہیں بس آپ ہمت مت ہاریں --
میرال آپ کی ضرورت ہے شازل بھائی کو امان اللہ نے ڈرتے ڈرتے میرال سے کہا مبادا کہ وہ پہلے کی طرح بھڑک نہ جائے ۔
میرال نے خاموشی سے آنکھیں میچ لی تھیں ۔
نرس اس کے ہاتھ پکڑے اس کے بلڈ کے سیمپل لے رہی تھی --

آکسیجن لگائے میرال کا کچھ سانس بحال ہوا تھا۔

اتنے درد سہہ سہہ کر میرال کا دل شاید کمزور ہو گیا تھا یا وہ شروع سے ہی بہت کمزور دل کی مالک تھی بس خود کو مضبوط ثابت کرنے کی کوشش کرتی آ رہی تھی ۔۔

امان اللہ اسے آرام سے سوتا دیکھ کر باہر نکل گیا۔۔

♡♡♡♡♡

جی سر آپ نے مجھے یاد کیا ؟؟؟

ڈی ایس پی۔ شجاعت نے غفران کو بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔ تم جانتے ہو تمھارا

ٹرانسفر لیٹر آیا ہے ؟ شجاعت نے بات کا آغاز کیا ۔۔

جی سر میں جانتا ہوں !غفران نے مختصر جواب دیا --

پھر کیا سوچا تم نے اپنے شہر میں رہو گے یا پھر ایک دوسرے صوبے میں جانا پسند کرو گے --

شجاعت نے پہلی بجھوائی ---

سر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں مجھے کھک کر بتائیں --- غفران نے ڈی ایس پی شجاعت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا ---

شجاعت اپنی چیئر کی ٹیک لگاتے ہوئے مسکرایا --

سمجھدار تو تم ہو ہی نڈر بھی ہو۔۔۔ مگر زمانہ شناس نہیں ہو شاید ۔۔ شجاعت نے بات کو ابھی بھی گھما کر کہا ۔۔۔

سر میں سمجھ نہیں پا رہا آپ نے کہا کہ میرا ٹرانسفر لیٹر آگیا ہے اور تجویز بھی مانگ رہے ہیں مجھ سے کیا میں جان سکتا ہوں کہ میرا ٹرانسفر کیوں کروایا گیا ہے ۔۔۔

ہاں اب آئے ہو تم مطلب کی بات پہ شجاعت کے چہرے پہ بلا کا اطمینان تھا غفران سیال کو اس وقت زہر لگ رہا تھا مگر وہ مجبور تھا کیونکہ وہ سنئیر آفیسر تھے ۔۔

اس لیے وہ خاموش تھا ۔۔۔

غفران سیال بات یہ ہے کہ ہم لوگ ان سیٹوں پہ ضرور بیٹھے ہیں مگر ہمارے پاس اختیار بہت کم ہوتے ہیں ۔۔

میں تمھارے جیسے آفیسر کو کھونا نہیں چاہتا اس لیے سلطان بیگ سے مک مکا کر لو اور بات یہی ختم کر دیتے ہیں ---

.غفران کچھ کچھ سمجھ چکا تھا پہلے ہی ابھی بھی ہوں میں جواب دیا

اور اگر نہ کروں تو میرا ٹرانسفر پکا ہے اور آپ اس میں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

ہوں تم بلکل ٹھیک سمجھے ہو غفران سیال۔شجاعت نے نفی میں سر ہلایا --

تو پھر ڈیل کر پکی کر لیں میں اپنے صوبے کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا --

آپ کو جو مناسب لگے آپ کر لیں غفران نے کہا اور جانے کے لیے کھڑا ہو گیا ۔-

ڈیل ڈن ہو چکی تھی غفران بھی خریدا جا چکا تھا۔۔

یہ سلطان بیگ کو لگتا تھا۔۔

♡♡♡♡♡♡

کیسی طبعیت ہے شازل زمان تمھاری ؟ ۔سلطان بیگ ایک بار پھر سگار کے کش لگاتا شازل کو چڑانے آیا تھا ۔۔

تمھاری اکلوتی بہن آج اسی غنڈے کی بیوی بن چکی ہے شازل زمان جسے تم نے غیرت کے نام پہ گھر سے نکال دیا تھا ۔۔۔

تمھاری نام نہاد بیوی بہت جلد تمھیں بچانے آئے گی اگر خود مجھ سے بچ گئ تو ؟؟؟؟
سلطان بیگ جب تک زندہ ہوں اپنے گھر کی عزتوں پہ آنچ بھی نہیں آنے دوں گا ۔۔۔

مر کر بھی مجھے ویسے اس کی امید نہیں لگتی اور سنو یہ خواب دیکھنے چھوڑ دو ۔۔۔

شازل نے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا ۔۔

اور کسی کی طرف نگاہ اٹھانے سے پہلے یہ سوچ لینا تم ایک عدد بہن کے ساتھ ساتھ ایک عدد بیٹی کے بھی باپ ہو ۔۔۔

شازل بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے پاپا ۔۔۔۔؟؟؟؟

سلطان بیگ کے ساتھ ساتھ شازل نے بھی سامنے دیکھا تھا۔۔

♡♡♡♡

تو تم یہاں ان چاہی بیوی بن کر آ ہی گئ ہو عنبر زمان ---

شاہ زین کے پیچھے کھڑی ہوئی بغیر میک اپ اور بغیر دلہن ڈریس کے عنبر زمان سہم گئ تھی --

اب تو تمھارا بھائی گیا کام سے مسسز شاہ زین ؟؟ ۔احمد خان نے آتے ہی اوقات دیکھائی تھی --

یہ لیں احمد خان رضا صاحب میں نے آپ کی اور آپ کے دوست کی شرط مان لی کر لیں اس لڑکی کو برباد آپ مگر اب میں جو بھی کروں گا آپ اور آپ کی مسز میرے کام میں

کوئی مداخلت نہیں کریں گے ۔ شاہ زین نے عنبر زمان کو احمد خان کے پیروں کے پاس دھکا دیتے ہوئے حقارت سے کہا تھا ۔۔

شاہ زین نے نہ صرف شازل سے بدلہ لیا تھا بلکہ اسے پورا ہورا برباد کرنے کا پلان ترتیب دے دیا تھا عنبر زمان جو بھائی کی محبت میں قربان ہو گئی تھی اسے کوئی صلہ نہیں ملنے والا تھا

پر ایک بار پھر شازین کی باتوں میں آ گئی تھی مگر اب اسے پچھتاوا ہو رہا تھا کہ میں نے یہ کیا کر دیا میں نے اور بھی اپنے بھائی کی زندگی مشکل میں ڈال دی ہے ۔

شاہ زین تم مجھے پاپا کیوں نہیں کہتے آخر اتنی نفرت کیوں ہے تمھارے دل میں ہم دونوں سگے ماں باپ ہیں تمھارے تم اکلوتی اولاد ہو ہماری ہر خواہش پوری کی ہے تمھاری ۔۔ہم نے پھر بھی ایسا کیا کیا جائے کہ تم تھوڑی سی عزت دے دو ہمیں ۔۔

احمد خان عنبر زمان کو بھول کر بیٹے کے لہجے پہ دکھی ہو گئے تھے اور وہ سائیکو انسان خوش تھا کہ اس نے شازل کو برباد کر دیا شازل اب اس کی بند مٹھی میں ایک سکہ ہے جب جدھر جہاں چاہے گا اسے اچھال دے گا۔۔

آمنہ خان سلیولیس بھڑکیلی ساڑھی میں تیار

شیار ہو کر چست لباس میں کسی کا بھی لحاظ کیے بنا سامنے آئی تھی شاہ زین کچھ بولتے بولتے نہ صرف خاموش ہوا تھا بلکہ نظریں جھکا گیا تھا اور ساتھ ہی باپ پہ قہرآلود نظر ڈالتا اپنے توم کی طرف بڑھ گیا۔۔

اسے کیا ہوا جانو ؟ آمنہ خان نے آگے بڑھ کر احمد خان سے پوچھا اور زارو قطار روتی ہوئی عنبر زمان کا پوچھا۔۔ احمد خان نے زور دار قہقہ لگایا۔

تم اندر جاؤ ابھی میں جلدی میں ہوں پھر تم سے ملتے ہیں اوکے بائے ۔۔۔

احمد خان اور آمنہ خان نے عنبر زمان کی پرواہ کیے بنا کہا اور دونوں ایک دوسرے کے بازوؤں میں بازو ڈالے گاڑی کی طرف نکل گئے ۔۔

عنبر وہی لان سے واپس مڑنے لگی مگر سکیورٹی گارڈ نے گیٹ بند کر دیا آپ اندر جائیں آپ کو باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

مجھے جانے دو پلیز گیٹ کھولو میں آپ کی کوئی بات نہیں مان سکتا ۔۔

عنبر ؟؟ شاہ زین نے نیچے آکر عنبر کو آواز دی۔

عنبر نے نفرت سے اسے دیکھا تم جیسا گھٹیا شخص میں نے پوری لائف میں نہیں دیکھا

--

اب دیکھ لیا ناں اب چلو شاہ زین یکدم بدلا ہوا روپ لیے اس کے سامنے تھا عنبر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسے اوپر لے جانے لگا مگر عنبر نے ایڑیوں پہ زور دیتے ہوئے جانے سے انکار کر دیا۔۔

چٹاخ کی آواز کے ساتھ شاہ زین عنبر پہ جھپٹا تھا یہ لو موبائل اور ویڈیو بناؤ اس کی شاہ زین نے پاس کھڑے سکیورٹی گارڈ کو اپنا موبائل پکڑایا اور عنبر کو لاتوں اور مکوں تھپڑوں کی بارش کر دی نہیں مانے گی ضد کرے گی شاہ زین سے ضد لگائے گی شاہ زین کہتا جاتا اور عنبر زمان عروسی لباس کے بغیر دلہن بنی اسما گل کے کیے ہوئے ایک یتیم اور بیوہ عورت پہ مظالم کی بھینٹ چڑھ گئ شاہ زین تھک گیا عنبر مار کھا کھا کر ادھ موئی ہوتی دوہری ہوتی گئ اور پھر اس نے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیئے ---

شاہ زین کانپتا موبائل جھپٹتا لان میں صوفے پہ جا بیٹھا اسے اٹھاؤ اور لاونج میں ڈال دو
--

ساتھ ہی سکیورٹی گارڈ کو حکم دیا عنبر زمان مکمل بے ہوش تھی شاہ زین کی تسکین ابھی باقی تھی --

ویڈیو ایڈیٹ کی اور سلطان بیگ کے موبائل پہ سینڈ کر دی --

شازل زمان کے لیے شاہ زین کی طرف سے پہلا گفٹ دل و جان سے قبول ہو --

اس نے نیچے لکھا اور ہنس کر باہر نکل گیا --

سکیورٹی گارڈ کو زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی پہ ترس آیا تھا ۔۔۔

ورنہ اس نے اپنی ڈیوٹی کے دوران جو بھی لڑکی دیکھی تھی اس پہ اسے غصہ اور نفرت ہی ہوئی تھی۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

یہ دیکھو تمھارے بہنوئی نے کتنا اچھا گفٹ دیا ہے تمھیں ۔۔شازل کو ویڈیو دیکھ کر اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا تھا ۔

سلطان بیگ نے ہنستے ہوئے کہا۔۔اب تم بتاؤ میرال مجھے سونپ رہے ہو یا پھر اسی طرح عنبر زمان کو سولی چڑھا دو گے ۔۔

مجھے اپنی رکھیل بنانا ہے اسے اور وہ میں تمھارے ہی زریعے شروع کروں گا ورنہ مجھے کوئی مائی کا لال روک نہیں سکتا ویسے تو دونوں ماں بیٹی بہت ہوٹ ہیں پر پہلے اس کی بیٹی کی جوانی چکھوں گا اس کے بعد نورین طلعت کا بھی سوچنا ہے مجھے ۔سلطان بیگ میرے ہاتھ باندھ کر مردار کھانے والے بھیڑیے تو بن بیٹھے ہو شیر باہر آگیا تو تمھاری سات نیں بگاڑ دے گا آج کے بعد کوشش کرنا کہ میرے سامنے مت آؤ ورنہ تمھارا منہ جلا کر راکھ کر دوں گا میرے صبر کی انتہا ہو گئ ہے ۔

شازل نے سلطان بیگ کے منہ پہ تھوکتے ہوئے نفرت سے کہا ۔۔

میری ماں آپ کی عیاش طبیعت کی بھینٹ چڑھ

گئ ہے سلطان بیگ آج مجھے نفرت ہو رہی ہے خود سے آپ سے اس وجود سے کیا مردانگی یہ ہی ہوتی ہے کہ اپنی زات کا سوچو اپنے آپ کو خوش رکھو اپنی حاجت پوری

کرنے کے لیے کسی مجبور بے کس لڑکی کو اٹھا کر اپنا آپ خوش کرو اور پھر یہ امید رکھیں کہ ہمارے گھر کی طرف نگاہ اٹھا کر کوئی نہ دیکھے --

ابیحا سلطان ناجانے وہاں کب پہنچ گئی تھی اور سلطان بیگ کی گھٹیا گفتگو کے ساتھ ساتھ شازل کی بھی ایک ایک بات اس نے سنی تھی --

ابیحا سلطان شازل سے ملنے اور اس سے معافی مانگنے آئی تھی مگر وہاں کوئی اور ہی صورت حال تھی اس کا سن کر ہی برا حال ہو چکا تھا۔ پھر ابیحا کے منہ میں جو آیا تھا وہ سلطان بیگ کو سناتی چلی گئی تھی آج وہ بھول گئ تھی کہ سامنے والی شخصیت ہے کون --

جیسا کیا گیا تھا ویسا ہی ہو رہا تھا سلطان بیگ کی بھی الٹی گنتی شروع ہو چکی تھی --

میں ساتھ ہوں تمھارے شازل !فیصل درانی شازل کی طرف بڑھا تھا--

اے بی بی یہ تھانہ ہے کوئی تمھارے باپ کا گھر نہیں یہاں کھڑی ہو کر سلطان بیگ سے تمیز بات کرو ۔۔

سلطان بیگ کا بیٹی کو سامنے دیکھ کر اس حالت میں دیکھ کر ہوش تو اڑ گئے تھے ساتھ ہی بدلا ہوا روپ دیکھ کر اس مضبوط کھنڈر نما پتھر کے جسم سے بھی روح نکل رہی تھی وہ بت بنا بیٹی کے ٹیڑھے منہ کو دیکھ رہا تھا ۔

وہ سلاخوں سے دور ہٹ گیا تھا جب شازل نے منہ پہ تھوکا تھا مگر پیچھے کھڑی لڑکی سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا تھا۔۔

سلطان بیگ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا ۔۔

جیلر نے سلطان بیگ کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر ابیحا کو وہاں سے ڈانٹ کر بھگانا چاہا مگر جوں ہی ابیحا نے اس کی طرف آنکھیں گھمائی تھیں ۔وہ بھی ساکت ہو گیا ۔۔۔

شازل اپنا دکھ بھول کر ابیحا کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔فیصل درانی نے بھی شازل کی آنکھوں کا تعاقب کیا ۔۔

شازل کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی ۔

تم جاؤ یہاں سے ۔سلطان بیگ نے جیلر کو ڈانٹ دیا بیٹی لیے یہ میری جیلر سن کر ہی حیران پریشان ہو گیا کہ اگر بیٹی ہے تو پھر سلطان بیگ سلطان بیگ کیوں کر رہی لیے ۔۔

ابیحی میری جان سلطان بیگ آگے بڑھا ہم گھر چل کر آرام سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔

اب کیا بات کریں گے اب کیا مجھے سکھائیں گے ابیحا سلطان کچھ فاصلے پہ جا کھڑی ہوئی تھی ۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمھیں ابیحا تم کس لہجے میں میرے سے بات کر رہی ہو ۔۔؟؟؟؟

دور رہیں مجھ سے ابھی پیچھے پیچھے ہٹتی جا رہی تھی اور سلطان بیگ سب کچھ بھول کر بیٹے کی طرف بڑھ رہا تھا ۔۔

فیصل درانی نے شازل کو تسلی دی بس آج کی رات ہے میرے دوست کل میں تمھیں عزت سے یہاں سے لے کر جاؤں گا میرا وعدہ ہے تم سے فیصل نے ایک ہاتھ اپنے سینے پہ اور ایک شازل کے ہاتھ پہ رکھا تھا جو شازل کے ہاتھ پہ کم اور سلاخوں پہ زیادہ تھا اور پھر ابیحا سلطان کی طرف بڑھ گیا تھا ۔۔۔

میں کیا سکھاتا اسے اللہ نے خود ہی سب سامنے کر دیا ۔۔ فیصل سوچتا ہوا ابیحا کی جانب بڑھ گیا ۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

کیسی طبعیت ہے تمھاری میرال ؟

میرال نے اسے دیکھ کر منہ موڑ لیا تھا ۔۔

مانا کہ بہت مشکل رہا سفر بہت غلطیاں ہوئیں مجھ سے بھی بہت کچھ کہا میں نے ان سے مگر وہ میری ہر غلطی کو اگنور کرتے رہے میرے سائبان بن کر میرا خیال رکھا مجھ پہ یہ راز ڈائری پڑھ کر نہیں کھلا تھا یہ تب ہی کھل گیا تھا جس دن میں ریس جیت کر آئی تھی۔۔

جب میں تائی اماں سے کہہ کر کہ یہ دیکھ لیں میرے کس عاشق نے بھیجے ہیں تب جب شازل زمان تم پیچھے آکر کھڑے ہوئے اور ہلکی سی مسکان لبوں پہ آئی اور آپ فوراً تائی کو اندر لے گئے ۔

مجھے آپ کی ہنسی میں کچھ نظر آیا تھا اور ہھر ایک دن میں تمھارے روم میں جا کر ڈائری پڑھ آئی تھی سب سمجھ آگیا تھا مجھے مگر میں تائی اور اپنے غصے میں اس بات کو حاوی نہیں ہونے دیا--

کیا تم اس جیسے ہو کیا ہے اس جیسا تم میں ؟

تم موقع پرست ایک بدکردار و غدار انسان ہو وہ تمھیں جگر جگر کہتا تھا اور تم نے اسی کو جیل بھیجوا دیا---

میرال آصف کب سے چپ چاپ بیٹھے غفران علوی کو وہ باتیں بتا رہی تھی جو اس نے خود سے بھی نہیں کیں وہ خود کو مضبوط بناتے بناتے ریت کی بھربھری دیوار تو بن گئ تھی مگر اندر سے خالی

بھی ہو گئ تھی نہ کوئی جزبات رہے * *تھے نہ کوئی خواب --

میں تو دنیا فتح کرنا چاہتی تھی غفران علوی مگر میں خود ہی ختم ہو گئ پر اس دنیا کو فتح تو دور کی بات ہے میں اس میں زندہ ہی نہیں رہی ایک لاش بن گئ ایک عورت نے مجھے ناکردہ گناہ کی سزا دی اور ایک مرد نے مجھے زندہ لاش بنا دیا--

ہاں احساس ہے مجھے کہ میں کم بخت ہوں ۔ کمزور ہوں یتیم ہوں باپ کا سایہ نہیں ہے میرے سر پہ اور غفران علوی اب تو ماں بھی نہیں ہے سر پہ تو اب تم آزاد ہو کر نوچ کھاؤ مجھے ۔۔

میرال آصف ہاسپٹل کی ونڈو میں کھڑی تھی مگر غفران اس کے برابر کھڑا تھا وہ کب سے آیا ہوا تھا امان اللہ نے اس کی حالت کا غفران کو بتایا تھا اور غفران سیال وہاں پھر رک نہیں سکا تھا ۔

وہ فوراً سارے کام چھوڑ کر ہاسپٹل چلا آیا تھا مگر وہ میڈیسن کے زیرِ اثر سو رہی تھی۔

جب اسے ہوش آیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور طبیعت کا پوچھنے کی جسارت کر بیٹھا تھا بس پھر میرال نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی غفران اس کے پاس رکھے بیڈ سے اٹھ کر ونڈو میں جا کھڑا ہوا تو میرال بھی وہاں ہی جا کر کھڑی ہو گئ۔

اور غفران کو دیکھ کر اور بھی بھڑک اٹھی تھی۔

تم بہت پاگل ہو لڑکی غفران نے اس کی تمام کڑوی کسیلی باتوں کا بس یہ ہی جواب دیا۔۔

کچھ دن پہلے تو اچھی لگتی تھی اتنی اچھی کہ ڈائریکٹ اغواء ہی کر لیا اور آج میں آپ کو پاگل لگ رہی ہوں --

میرال کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرے ۔

اب کیا لینے آئے ہو یہاں بولو ؟؟

میرال نے آنکھیں نکال کر پوچھا --

میرے ساتھ چلو میں خود ہی دیکھ لوں گا ہاسپٹل والوں کو ---

غفران نے میرال سے کہا مگر وہ دو فٹ پیچھے ہٹ گئ --بس ڈر گئ مس ورلڈ غفران نے اس کی حرکت پہ چوٹ کی --

تمھیں شرط یاد ہے ناں غفران علوی؟؟

میرال نے اس کو شرط یاد دلائی --

یاد ہے مجھے زرا زرا تمھیں یاد ہو کہ ناں ہو --

غفران نے شاعری کے انداز میں کہا --

مجھے تم سے شادی کی شرط قبول ہے --- !!!!!!۔

بہت سارے ساز اس کے گرد بجنے لگے تھے ---
مگر میرال کا دل نوحہ کناں تھا وہ شازل کے دل سے تب نکل گئ جب شازل اس کے دل میں پنجے گاڑھے بیٹھا تھا --
میں اب مزید اس کے لیے کھار دار نہیں بنوں گی میں تمھاری زندگی سے بہت دور نکل جاؤں گی --

یہ سب میرال نے دل میں سوچا روکنے کے باوجود بھی آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں آن پھنسا ۔
مگر میری بھی ایک شرط ہے۔میرال نے غفران سے کہا ۔
غفران نے سر کو ہلکا سا سائیڈ پہ کیا -- جیسے کہہ رہا ہو کہ بولو۔
تم شازل زمان کو اب کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے ۔
.!!!!اسے بے گناہ ثابت کر کے باعزت بری کرواؤ گے --
غفران کو امید نہیں تھی کہ وہ کوئی ایسی شرط رکھے گی --

اوکے تم نے اتنی بڑی خوشی دی ہے میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔
غفران نے جھک کر اپنا دایاں ہاتھ اپنے سینے پہ باندھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔
میری بھی پھر ایک شرط ہے اگر تم میرا ساتھ دو گی تو شازل زمان کو کبھی بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا میں بھی نہیں --
میرال آصف نے چونک کر غفران کو دیکھا تھا کل تک اس کا دشمن غفران علوی سیال اسی کے لیے مجھ سے مدد مانگ رہا ہے بات کچھ سوچنے کی ہے ناں ۔
میرال آصف نے غفران کے لہجے میں ہی کہا --
مطلب صاف لیے میرال تم میرا ساتھ دو گی تو مجھے بھی اس قابل سمجھو گی کہ میں بھی ایک انسان ہوں--
میرال سمجھ گئ تھی کوئی بات ضرور ہے
ٹھیک ہے ان کی رہائی کے بعد ہی یہ شادی ہو گی اور ایک بات یہ شادی خفیہ نہیں ہو گی میرال جیسے سب کچھ یہی طے کرنا چاہتی تھی--

ٹھیک ہے یہ سب بعد میں ابھی تم چلو میرے ساتھ تم بہت برٹو ہو تمھیں کوئی چیز گرا نہیں سکتی --

چھوڑو ان میڈیسن کو ان ڈرپس کو میرال کو شدید غصہ آیا تھا اسے لگا تھا کہ غفران اس کا مزاق اڑا رہا ہے جب کہ وہ اس کو اس فریسٹریشن سے نکالنے آیا تھا--

غفران اس کے پاس رکھی اس کی چند چیزیں سمیٹتا باہر نکل گیا ریسیپشن پہ بات کرنے کے بعد وہ جا چکے تھے --

مگر غفران کی جیسے چار آنکھیں تھیں -

اس کے پیچھے لگی آنکھوں نے دیکھ لیا تھا کہ کوئی ہے جو اس کا پیچھا کر رہا ہے--

غفران نے میرال کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی کے اندر طیش میں دھکا دیا --

میرال وہی اڑنے والی تھی جب غفران نے دروازہ بند کر دیا اور فرنٹ ڈور کھول کر گاڑی

شٹلرٹ کی --

!!!!!!!!!تم جنگلی جانوروں سے بھی بد

غفران نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اسے ڈرایا آنکھیں دیکھائیں --
میرا پلان سنو -- مگر جیسے میں بول رہا ہوں اس میں میں چیخوں گا چلاؤں گا تاکہ دیکھنے والے کو لگے کہ میں تمہارے ساتھ زبردستی کررہا ہوں باقی مجھے جیسے ہی موقع ملے گا میں تمھیں سمجھا دوں گا ---
غفران یہ سب اتنا چیخ کر اس سے کہہ رہا تھا کہ مخبر سمجھ رہا ہے وہ جھگڑ رہا ہے اس سے لڑ رہا ہے --
میرال تم بھی مجھ سے لڑو اور میں ہاتھ رکھوں گا تمھارے منہ پہ تب تم بے ہوشی کا ناٹک کرنا اور جیسا میں کہوں ویسا کرتی رہنا --
یہ سب کرتے کرتے وہ بہت دور نکل آئے تھے کسی ویرانے کی طرف ---
میرال نے ویسا کیا تھا وہ بے ہوش پڑی رہی تھی --
غفران نے اسے پکڑ کر نیچے اتارا اور اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر وہاں چیونگم چپکا دی --
اور میرال کے بال ایسے آگے کر دیئے جیسے اس کا سٹائل ہو یہ --

چلو اندر کسی کو بھی مت بتانا تم یوں ہی بے ہوش رہنا ۔۔۔
شازل تک میں تمھیں پہنچاؤں گا اس کی حفاظت میں کروں گا اور اللہ تو ہے ہی ۔۔
وہ ایک بڑے سے فارم میں پہنچ چکے تھے۔۔

احمد خان۔۔

ڈی ایس پی شجاعت ۔

سلطان بیگ غفران علوی کو دیکھ کر کھڑے ہوئے ۔۔

ارے واہ تم تو بڑے کام کے آدمی نکلے ویلڈن ببر شیر ۔۔میں نے کہا تھا ناں کہ یہ بندہ اپنے ضرور کام آئے گا۔۔

سب کھل کھلا کر ہنس پڑے میرال کو غفران نے جھوٹ موٹ کا نہیں سچ مچ کا بے ہوش کر دیا تھا ۔

تم اتنے گھٹیا ہو میں نے کبھی نہیں سوچا تھا شاہ زین اور یہ تم نے آج جو کیا ہے میری روح نکالنے کے لیے کافی تھا ۔عنبر زمان شازل زمان کی بہن تھی نڈر باہمت ڈٹ جانے والی۔۔

شاہ زین کا ہاتھ میں پکڑا بیلٹ پوری قوت سے پکڑا تھا اس نے اور اتنے ہی زور سے کھینچا تھا کہ شاہ زین زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

تم مجھے مارو گی عنبر مجھے شاہ زین قوت سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا مگر عنبر نے لات مار کر اسے دوہرا کر دیا۔۔۔

شاہ زین عنبر کو مارنے کے بعد روم میں چلا گیا تھا اور عنبر بھی اس کے پیچھے ہی جا پہنچی تھی ۔شاہ زین باہر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا شاہ زین بیلٹ لگانے والا تھا جب عنبر نے آتے ہی اس پہ حملہ کر دیا۔

شاہ زین کو اس سے اس سب کی امید نہیں تھی

اسی لیے وہ ریلیکس تھا مگر عنبر نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا تھا

ڈریسنگ پہ رکھا شاہ زین کا وہ ہتھیار جو وہ ہر جگہ دھڑلے سے استعمال کرتا تھا آج اسی کی جان کا دشمن تھا۔۔

شاہ زین اپنی جگہ سے ایک انچ بھی ہلے ناں تو خدا کی قسم تمھیں بھی شوٹ کر دوں گی اور خود کو بھی اب جینے کی تمنا یوں بھی مجھے نہیں رہی ۔

شاہ زین جتنا خود سے پیار کرتا تھا اتنا تو وہ ماں باپ سے بھی نہ کرتا تھا۔۔

شاہ زین گٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔

عنبر نے کہا شاہ زین نے ہاتھ اوپر اٹھا لیے ۔۔

مرغا بنو شاہ زین مرغا بن گیا ۔۔ ناک رگڑو سو بار اور ساتھ ساتھ گنتی بھی گنو شاہ زین ناک رگڑتے ہوئے کاونٹنگ بھی کرنے لگا

عنبر کو اپنی تکلیف بھول گئ تھی۔۔

واش روم چلو شاہ زین واش روم میں چلا گیا عنبر نے باہر سے دروازہ لاک کیا مگر دروازہ اندر سے ہی کھلنے والا تھا عنبر واپس آئی سامنے ڈریسنگ سے پیسے اٹھائے اور باہر سے دروازہ لاک کرتی نیچے اتر گئ ۔۔

چوکیدار نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ عنبر نہ صرف بھپھری ہوئی تھی بلکہ اس نے ہوائی فائرنگ بھی کر دی سب ملازم ہی چپک کر بیٹھ گئے ۔۔شاہ زین کا موبائل بھی جاتے جاتے لے گئ ۔۔۔تھی عنبر زمان شاہ زین اس کمزور سی لڑکی کا روپ دیکھ کر چکرا گیا تھا ۔

شاہ زین میں نے دل سے تمھیں چاہا تھا مگر تھو ہے میری چاہت پہ جاتے جاتے شاہ زین کو تھوک گئ تھی وہ لڑکی جسے شاہ زین ناکارہ سمجھتا تھا ۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

مت آئیں آپ میرے پیچھے مت کہیں مجھے اپنی بیٹی نہیں ہوں میں آپ کی بیٹی ابیحا سلطان اب بس کسی کی بیوی ہے شازل کی بے گناہی کی گواہ ہے سلطان بیگ اس کے لیے کچھ نہیں

ساری زندگی مجھے میری سے الگ رکھنے والے اس کالے نقاب پوش انسان کو میں اس لیے نہ سمجھ سکی کہ مجھے وہ اپنی ہی آنکھوں سے دیکھاتا رہا اور میں ۔۔صدا کی احمق ابیحا خود کو ہواؤں میں اڑاتی رہی سلطان بیگ ہوں میں کہہ کہہ کر اتراتی رہی اور آپ میری ماں کو تکلیف دیتے رہے اولاد کو ماں سے دور کر دیا اور آج وہ ماں ہمیں چھوڑ کر چلی گئی اور دیکھو سلطان بیگ جاتے جاتے آپ کو اپنی شکل بھی نہیں دیکھائی اور اس بار واقعی نہیں دیکھائی آپ ہر بار کہتے تھے ناں کہ مجھے اپنی شکل مت دیکھایا کر لو آج سے ہی گم کر لی انہوں نے اپنی شکل کو۔ چھوڑ گئ وہ مجھے کاش مجھے پہلے ہی سمجھ بوجھ آ جاتی تو آج میرا ضمیر کچوکے نہ لگاتا کاش ۔۔

ابیحا سلطان بول بول کر تھک گئ مگر اس کے سامنے زندہ پڑی لاش کچھ بھی نہ بول سکی چاہنے ک باوجود بھی عہ ایک ناکارہ وجود تھا بے کا بے بس ہوتا ہوا ایک ناکارہ وجود ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈی ایس پی شجاعت مراد ہمارا معاہدہ یہ طے نہیں ہوا تھا مجھ سے غداری کر رہے ہو؟؟ میں تو تمھارا ساتھ دے رہا ہوں پھر یہ سب کیوں ۔؟؟؟

غفران علوی چئیر سے بندھا بے بس نظر آتا تھا۔

موٹے موٹے رسوں سے بندھا وہ ڈی ایس پی سے سکون سے بات کر رہا تھا۔۔

تمھیں چھوڑ دوں گا غفران بس تھوڑا سا سلطان بیگ کو خوش تو ہو لینے دو ۔۔ شجاعت مراد نے سول کپڑوں کی سلوٹیں سیدھی کرتے ہوئے کہا ۔۔

شجاعت ایک ٹانگ زمین پہ اور ایک ٹانگ غفران کی چئیر پہ رکھے ہوئے غفران کو ڈی گریڈ کر رہا تھا۔

غفران علوی کا غصے سے رنگ سرخ ہو گیا تھا ۔

سلطان بیگ احمد خان پارٹی انجوائے کرنے کے ساتھ ساتھ غفران علوی کی بے وقوفی پہ ہنس رہے تھے ۔

غفران پوری کوشش کر رہا تھا ن کو یقین دلانے کی مگر ناجانے کیوں وہ اس پہ بھروسہ نہیں کر پا رہے تھے یا اپنے دل کی تسکین کے لیے یہ سب کر رہے تھے ۔

میرال آصف حیدر علی آخر میرے پاس آ ہی گئ ۔۔

اگر شازل میری بیٹی کو اپنا لیتا تو میں تمھاری طرف آنکھ بھی نہ اٹھا کر دیکھتا مگر اس نے نہ صرف میری بیٹی کو دھوکہ دیا میری انا کو للکارا اس نے اور اب دیکھتا رہے کہ سلطان بیگ اس کا ماما ہے اس کی ماں کا بھائی دو دفعہ ماں ماں کہو تو جا کر ماما بنتا ہے اور وہ مجھے ہی ڈاج دینا چاہتا ہے --

میرال آصف مگر میں تمھیں تب ہی چھووں گا جب تم ہوش و حواس میں آؤ گی تا کہ مجھے تیرے ساتھ کھیلنے میں مزا آئے اور تمھیں خود کی بے بسی پہ یقین ---

میرال بے ہوش بیڈ پہ لیٹی تھی اس کے بال کافی گھنے تھے جو اس کے آگے پھیل گئے تھے یا پھلائے گئے تھے اس کے اوپر چادر غفران نے اوڑھا دی تھی اور پھر باہر چلا آیا تھا مگر باہر آتے ہی اس سے موبائل واٹلٹ لے کر اسے کرسی کے ساتھ باندھ دیا تھا --

یہ سب تماشا کرنے کے بعد سلطان بیگ ہی اندر گیا تھا اور پھر میرال کو بے ہوش دیکھ کر خود سے ہی چند باتیں کر کے وہ باہر نکل آیا تھا۔۔وہی جہاں پارٹی چل رہی تھی ۔۔

اسی اثنا میں پولیس نے دھاوا بول دیا تھا اور وہ عام پولیس نہیں رینجرز کے ساتھ سی آئی اے والے بھی تھے ۔۔

سانس ساکن ہوئی تھی۔۔۔سب کی ۔۔

غفران کے چہرے پہ اطمینان اتر آیا اور ساتھ میں مسکراہٹ بھی ۔۔

غدار ڈی ایس پی شجاعت غفران کی طرف نگاہ اٹھا کر بڑبڑایا۔۔

ہینڈز اپ ایوری ون۔۔

وہ بھاری آواز میں چلائے مگر سب نے اپنی اپنی جگہ سنبھالی اور اپنے ہتھیار نکال کر پہ رینجرز پہ فائرنگ شروع کر دی --

جوابی فائرنگ میں کس کو کیا ہوا یہ کوئی نہیں جانتا تھا مگر وہاں کی موجودہ صورت حال نے شازل زمان کی بے گناہی ثابت کر دی تھی --

غفران کو بھی ایک چنگھاڑتی ہوئی گولی نے زخمی کر دیا تھا --امان اللہ اور چند دوسرے افراد نے اسے سیو کیا --

سلطان بیگ زندہ تھا یا مردہ کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا --

میرال آصف تہہ خانے میں ہونے کی وجہ سے محفوظ رہی --- -

میڈیا کا جم غفیر جمع تھا۔۔ہر ایک اپنے اپنے چینل کا ریٹ بڑھانے میں لگے ہوئے تھے۔۔

جھوٹی سچی کہانیاں مکس کر کے سنائی جا رہی تھیں ۔۔۔

کوئی غفران کو غدار کہہ رہا تھا تو کوئی پولیس کو گالیاں بک رہے تھے۔

ڈی ایس پی شجاعت ایک الگ انوار بنا ہوا تھا۔۔

۔

میں ابیحا سلطان بیگ قسم کھاتی ہوں جو کہوں گی سچ کہوں گی سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گی --

ابیحا سلطان کٹہرے میں کھڑی قرآن پاک پہ ہاتھ رکھے گواہی دے رہی ہے--

رویان مرڈر کیس کے بارے میں آپ کیا کہیں گی --؟ -سلطان بیگ کے وکیل نے کٹہرے کے سامنے کھڑے ہو کر پوچھا--

وہ ابھی صورت حال سے واقف نہیں تھا اور ابیحا سلطان کی شکل اچھی نہیں رہی تھی جس سے وہ پہچان میں کم آ رہی تھی--

سلطان بیگ کورٹ نہیں آ سکے تھے --

رویان کا مرڈر سلطان بیگ کے ایک سکیورٹی گارڈ نے کیا ہے اور اس نے یہ دانستہ نہیں کیا --رویان کی اپنی زہنی کنڈیشن سے ہوا ہے---

آپ کسی کے زیر دباؤ یہ بات کر رہی ہیں --وکیل نے ایک بار پھر پوچھا --یہ کیسا سوال ہے یوراونر--

مخالف وکیل نے جراح کی --

ایک منٹ ابیجا نے جج سے پہلے انھیں چپ رہنے کا کہا --

رویان بھائی تھا میرا ستائیس سال ایج تھی ان کی مگر وہ زہنی و جسمانی طور پہ معذور تھا--

میرے والد سلطان بیگ نے انھیں ہمیشہ گھر میں ہی بند رکھا جس کی وجہ سے رویان کو کوئی خاص نہیں جانتا یہ رہے سب ڈاکومنٹس ان کے برتھ سرٹیفکیٹ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ۔۔میڈیکل رپورٹس

ابیحا سلطان نے سب کچھ پیش کر دیا۔۔۔

آپ جا سکتی ہیں۔۔

ابیحا سے جج نے کہا۔۔

عنبر زمان اس واقعی کی چشم دید گواہ ہیں اس کے علاؤہ ابیحا سلطان گھر کے تمام ملازمین لے آئی تھی اور سب نے سچ کا ساتھ دیا تھا۔۔۔

میرال آصف نے بھی اسی ٹائم انٹری ماری تھی اس کے پاس اس سے بھی بڑے ثبوت موجود تھے ۔۔۔

جان جوکھوں میں ڈال کر شازل زمان کے جیسے سارے حساب برابر کر گئ تھی ۔۔۔

میرال آصف شازل زمان کے عشق کا پہنہ بھر گئ تھی ۔۔

🎈🎈🎈🎈🎈🎈🎈🎈۔

شاہ زین کی باپ کی موت کی خبر سن کر عجیب سی کیفیت ہو گئ تھی بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے ۔

فرینڈز ڈاکٹر کے پاس لے گئے رپورٹس کے بعد سب کے سب ہی فرار ہو گئے تھے ۔۔۔

شاہ زین کو بیماری ہی ایسی بتائی تھی ---

کہ کوئی بھ سنتا وہ یوں ہی زندگی بچا کر بھاگ جاتا آخر زندگی سب کو پیاری ہے ---

****

آپ کو جو بھی کہنا ہے آپ ایوڈینس بکس میں آکر کہیے مس جج نے میرال کو ویٹنیس بکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

کیا ثبوت ہیں آپ کے پاس ؟؟؟

شازل زمان سے کیا تعلق ہے آپ کا---

میرا انسانیت کا ناطہ ہے فی الحال ۔

میرال نے اپنا رشتہ بتانے سے گریز کیا مگر---

شاہ زین اٹھ کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے وکیل کے کان میں کچھ کہا ۔۔۔
وکیل مسکرا سیدھا ہوا ۔۔۔

مس میرال آصف آپ جھوٹ بول کر عدالت کو گمراہ کر رہی ہیں سچ بتائیے کہ آپ کون ہیں مخالف وکیل نے ایک پوائنٹ ڈھونڈ ہی لیا تھا۔۔
میں نے کب کہا کہ میں میرال آصف نہیں ہوں ۔
میرال نے بھی آنکھیں دیکھائیں۔
یہ کیا ماجرا ہے ؟ جج نے بھی پریشان ہو کر پوچھا ۔
یور اونر یہ لڑکی شازل زمان کی نہ صرف چچا زاد کزن ہے بلکہ یہ شازل زمان کے نکاح میں بھی ہے ۔۔
وکیل محترم نے شدید مخالفت کرتے ہوئے کہا۔۔
اور آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ گواہی نہیں دے سکتے ۔۔
وکیل نے پھر کہا۔

لیہن ثبوت تو پیش کر سکتے ہیں۔۔

غفران نے اٹھ کر میرال کے پاس آتے ہوئے جواب دیا۔۔

آپ ثبوت پیش کریں گے ایس ایچ او غفران علوی آپ ؟؟ وکیل محترم نے غفران پہ طنز کیا۔۔

یوراونر معزز وکیل میرے کلائنٹس کی انسلٹ کر رہے ہیں جبکہ یہ رہے ثبوت غفران نے میرال سے ثبوت لے کر وکیل کو دے دیئے تھے اور غفران علوی دوست کے ساتھ ساتھ میرال کو بھی ڈیفینڈ کر رہا تھا۔

وکیل کی بات پہ جج نے ثبوت مانگ لیے۔۔

شازل زمان کے ایکسیڈنٹ سے لے کر میرال کے اغواء تک کے ثبوت موجود تھے۔۔

وکیل محترم کچھ بولنا چاہتے تھے مگر جج نے خاموش کرتے ہوئے کہا۔۔

مس ابیحا سلطان جب کہ یہاں بذات خود موجود ہیں تو کیس کا جواز مزید نہیں بنتا۔۔

شازل زمان بے گناہ ہے۔۔

سلطان بیگ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا جائے۔۔

شاہ زین سٹپٹایا تھا ۔۔۔شاہ زین فرار کا راستہ ڈھونڈ رہا تھا کہ اس کے موبائل پہ رنگ ٹون بجی وہ موبائل کال اٹینڈ کرتا باہر نکل گیا۔۔

تمھارے والد ہاسپٹل ہیں مگر کریٹیکل ہیں جلدی ہاسپٹل پہنچو کسی جاننے والے نے کال کر کے اطلاع دی مگر شاہ زین کو مرنے کی خبر نہ دے سکا۔

♡♡♡♡♡

سنو میرال آصف؟؟

غفران نے میرال کو پکارا تھا میرال جیسے ہی کورٹ سے باہر آئی تھی

غفران بھی اس کے پیچھے لپکا تھا جب کہ امان اللہ شازل زمان کے پاس تھا شازل کی کچھ کاغذی کاروائی باقی تھی ۔۔

!!! تھینکس فار کاپریٹ ود می فروم شازل زمان

غفران علوی میرال کے برابر چلتے ہوئے بولا۔۔

ویسے یقین نہیں ہوتا تمھارا کون سا روپ پرفیکٹ ہے ۔۔۔کون سا اصلی ہے اور کون سا دیکھاوا ہے ۔۔

شازل زمان کی سائیڈ پہ ہو مخالف ؟

میرال جیسے خود کلامی کرتی ہوئی بولی ۔۔

طنز اچھا کر لیتی ہو ۔غفران نے ہنس کر بات کو رفع کیا ۔۔
یقیناً تم نے اچھا کام کیا۔غفران نے میرال کو سراہا۔
کب سے محبت کرتی ہو شازل سے جب سے میں اس لفظ کا مطلب بھی نہیں سمجھتی تھی ۔۔
لیکن قدر اب کھونے کے بعد ہو رہی ہے۔۔

اچھا اس کا مطلب ہے کہ شازل کی طرح تم بھی بچپن سے ہی اسے لائیک کرتی تھی ۔
غفران ناجانے کون سے جزبے کی تسکین کر رہا تھا۔
میرال نے حیرت سے پوچھا اس کا مطلب ہے کہ آپ ان کے ہر راز میں شریک رہے اور اسی بات کا فائدہ اٹھایا۔آپ نے ؟
میرال کو وہی غم کھائے جا رہا تھا ؟
شٹ اپ میرو اگر اب کوئی الٹی سیدھی بات کی تو اٹھا کر سامنے والی دیوار کے ساتھ چپکا دوں گا۔۔۔۔
غفران کو بار بار اکسانے پہ غصہ ہی آگیا تھا۔
غفران نے غصہ سے کہا مگر اس میں مزاق کا عنصر بھی موجود تھا ۔۔
میرال بس گھور کر رہ گئ مگر خاموش ہو گئ ۔۔
میرال چلتے چلتے رک گئ
چلو میں تمھیں تمھارے گھر چھوڑ دیتا ہوں غفران نے میرال سے کہا۔۔

میرال آصف چلتے چلتے رک گئ اس کی آنکھوں کے سامنے وہ کچھ دن پہلے کا منظر آگیا نورین طلعت اس کی طرف بڑھیں تھیں ۔۔اتار دو شازل زمان اس بدکردار لڑکی کو اسما گل کی آواز نے میرال کا دور تک تعاقب کیا تھا ۔۔

ہٹ جائیں چھوٹی امی آپ یہ کیا کر رہی ہیں ؟ ۔شازل زمان کی بچاتی ہوئی آواز ابھری تھی ۔۔

اس کا مسیحا اس کے اوپر جھکا تھا ۔۔

میرال آصف کا بی پی لو تھا وہ غنودگی میں بھی آوازیں پہچان رہی تھی ویسے بھی اس کی حسیں بیدار تھیں

کیا ہؤا میرال تم رک کیوں گئ ہو ۔۔

غفران نے اس کے بدلتے رنگ کو دیکھ کر پوچھا۔۔

اس کے دل میں ایک چبھن محسوس ہوئی تو اس نے پاس کھڑی ہوئی گاڑی کے بونٹ پہ ہاتھ رکھا۔

کیا ہوا میرال آر یو اوکے غفران تشویش سے سامنے آیا۔۔۔

میں شازل کے ساتھ جاؤں گی آپ جا سکتے ہیں۔

میرال نے اپنا بھرم رکھنے کی پوری کوشش کی تھی مگر غفران علوی ایک آفیسر تھا گھاٹ گھاٹ کے مجرم اس کے پاس آتے تھے وہ شکل دیکھ کر بتا دیتا تھا کہ یہ واقعی مجرم ہے یا نہیں میرال تو پھر اس کے دل میں کسی دھڑکن کی طرح تھی اس کی لرزش کیسے نہ پہچانتا۔۔

چلو میرے ساتھ غفران نے میرال کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ اور گاڑی میں بیٹھ گیا بیٹھو گی یا زبردستی بٹھاؤں میرال کسی کی دھونس برداشت نہیں کرتی مگر تم پہ ایک احسان کر رہی ہوں میرال کہہ کر پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گئ تھی۔۔

غفران کے لہجے میں سکون اتر گیا۔۔

♡♡♡♡♡♡♡

میں پوچھتی ہوں عنبر زمان کہاں ہے --دیکھیئے میڈم ہم ملازم بندہ ہے ہم نہیں جانتی آپ کس کی بات کرتا ہے --

شاہ زین کے چوکیدار نے پٹھانوں والے لہجے میں مؤنث مزکر چینج کیے --

میں اس گھر میں آئی اس لڑکی کی بات کر رہی ہو جو کل ہی بیاہ کر اس گھر میں لائی گئ ہے --

اچھا تو تم اس لڑکی کی بات کرتا ہے خان بابا نے داڑھی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ---

اسما گل کو اس چوکیدار پہ بہت غصہ آیا تھا --

وہ تو جی بھاگ گیا کل رات کو ہی کیسا لڑکی تھا جی توبہ توبہ خان بابا نے ہاتھ کانوں تک لے جاتے ہوئے کہا۔۔

اس سے پہلے کہ اسما گل اس بوڑھے چوکیدار کو کھری کھری سناتی ایمبولینس کی آواز سنائی دی تھی اور ان دونوں نے ادھر نگاہ اٹھائی تھی ۔۔۔

یاالہی خیر مگر خیر کہاں تھی احمد خان کی ڈیڈ باڈی کے ساتھ ہی مسسز احمد خان آنسو صاف کرتے ہوئے اتریں تھیں ۔۔

اس کے ہیچھے ہی شاہ زین کی گاڑی آ رکی تھی ۔۔

لمحوں میں آمنہ خان بیوہ ہو گئ تھی اور لمحوں میں ہی شاہ زین یتیم ہوا تھا ۔۔

شاہ زین کو بار بار غشی کے دورے پڑ رہے تھے ---

تدفین کے بعد شاہ زین کے لیے ڈاکٹر آیا تھا--

ڈاکٹر نے رپورٹس لکھ کر دی تھیں --مگر رپورٹس کے مطابق شاہ زین کو بتایا گیا تھا---

اوہ مائی گاڈ --ڈاکٹر نے ماتھے پہ ہاتھ مارا ---

آپ کے دوست کو ایڈز ہے .....-کاشان کے پوچھنے پہ ڈاکٹر نے جو انکشاف کیا تھا کاشان کے ساتھ باقی پانچ دوست بھی اچھل پڑے تھے ---

شاہ زین گھر پہ موجود تھا احمد خان کی تعزیت کے لئے اس کا گھر ہونا ضروری تھا ---مگر اس کی کنڈیشن دنوں میں ہی بگڑ گئی تھی سب کے سب اس کی گرتی ہوئی صحت پہ

حیران تھے کیونکہ وہ سب جانتے تھے شاہ زین کو باپ کے مرنے کا کوئی صدمہ نہیں تھا وہ ان کو باپ کم ہی کہتا تھا اکثر وہ احمد خان کو احمد خان ہی کہتا تھا ۔۔

اور ماں سے تو وہ بات ہی نہیں کرتا تھا ۔۔۔اس کیے سب کو یقیں نہیں آ رہا تھا کہ شاہ زین کو ہوا کیا ہے ۔۔۔

آسما گل بیٹی کو ڈھونڈ کر وہاں سے جا چکی تھی اور کرتی بھی کیا ملازمین کے منہ سے وہ سب سچ سن چکی تھی۔۔

اسما گل جانتی تھی اس کی بیٹی ماں کے پاس کیوں نہیں آئی تھی ۔

♡♡♡♡♡♡۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے غفران بھائی ؟؟

شازل زمان کی امانت تب ہوتی جب میرال اسے اپنی مرضی سے ایکسپٹ کرتی --

میرال ہی جب تم سے شادی پہ راضی ہے تو پھر تمھیں کس بات کی پریشانی ہے کیوں اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی دل کا خون کرنے پہ تلے ہو ---

افشاں سیال)غفران علوی کی بڑی سسٹر(

پچھلے دو گھنٹوں سے غفران علوی کی کلاس لینے میں بے حد مصروف تھی ---

کون کہتا ہے آپی میرال مجھ میں انٹرسٹڈ ہے ؟ -میں اس سے سب کچھ پوچھ چکی ہوں وہ تم سے شادی پہ راضی ہے -- ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا ہاہاہا --

غفران ناجانے کیوں اتنا ہنس رہا تھا وہ کوئی غم چھپا رہا تھا یا افشاں کی بات ہی اسے لطیفہ لگی تھی --اس کے بے وجہ ہسنے پہ غفران علوی کا دماغی توازن صحیح معلوم نہ ہوتا تھا

غفران اس میں ہسنے والی کیا بات ہے -؟ غفران ہسے جا رہا تھا افشاں کو برا تو بہت لگا مگر وہ اس چھوٹے بھائی کو کچھ نہیں کہہ سکی تھی -

آپی آپ ہمیشہ بھولی ہی رہیں گی میرال سے میرے سامنے پوچھیں اور پوچھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکنا اگر میرے نام پہ اس کی آنکھیں چمک اٹھیں تو جو فیصلہ آپ کا وہی مجھے منظور ہے --

غفران علوی کی آنکھوں کے تیرتے پانی کو محسوس کیا تھا مگر وہ اس کو درگزر کرتی میرال کے پاس جا پہنچی تھیں --

اس کا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا تھا ایک انجانا خوف افشاں علوی کے آس پاس منڈلا رہا تھا--

پہلی بار میں نے اپنے بھائی کی آنکھوں میں کسی امید کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھی تھی ورنہ وہ چمکتا ہوا وہ ستارہ تھا جس کی جگہ ہی آسمانوں پہ تھی --

مگر آج بجھا ہوا بے کار سا بے نور سا دیا لگ رہا تھا۔

آپی ؟ میرال نے کھوئی ہوئی افشاں کے سامنے چٹکی بجائی -- آں ہاں کک جیا ہوا افشاں چونکی تو چونکی کچھ ڈر سی بھی گئ جیسے کچھ ہونے والا تھا وہ ابھی ہو گیا ہے اس کے سامنے ہے سب --

میرال کو دو دن ہو گئے تھے غفران علوی کے گھر آئے ہوئے غفران اسے سیدھا اپنے گھر لے گیا اور وہاں سے سسٹر کو کال کر کے بلوا لیا تھا ۔۔افشاں کو یہ تو پتہ تھا کہ یہ وہی میرال آصف ہے جس سے غفران محبت کرتا تھا۔
مگر وہ اس طرح اسے اپنے گھر کیوں لایا تھا وہ نہیں جانتی تھی ۔۔

کاش میں آپ کو سمجھ سکتی شازل تو آج یہ سب کچھ کبھی نہ ہوتا وہ چٹان جیسی لڑکی میرال آصف ایک شخص کی اچھائی کے آگے ہار گئ تھی محبت سے جانور سدھائے جا سکتے ہیں وہ بھی جیت چکا تھا میرال کے دل کو مگر میرال اسے اب جتانا نہیں چاہتی کہ مبادا وہ اسے دھتکار دے اس کا دل بند کر دے اس کا دھتکارنا میرا فیصلہ ٹھیک ہے غفران نے یہ سب کیا ہے نا۔ تو بھگتنا ہی اسے ہی چاہیے اور میں اسے زندگی کا وہ سبق سکھاؤں گی کہ وہ خود سے ہی منہ چھپاتا پھرے گا میرال کسی اور ہی لے پہ سوچے جا رہی تھی وہ انہیں سوچوں
سوچوں میں گم تھی جب افشاں علوی نے ایک بار پھر اس کے کمرے میں قدم رکھا ۔

آپی ؟؟ میرال اپنے آنسو صاف کرتی کھڑی ہو گئ ۔
تم رو رہی تھی میرو بیٹا ؟ افشاں علوی میرال کو عورت دیکھ کر پریشان ہو گئ تھی ---
کتنی اچھی ہیں افشاں آپی اور ایک وہ ہیں ان کے ہی بھائی مگر غدار دھوکے باز --
میرال خود کو سمجھتی کہ وہ چہرہ شناس ہے مگر اسے سب ہی چہرے فریبی ہی لگنے لگے
تھے غفران کے اقدام پہ ہی وہ ہی مجرم تھا اسکا اسی کے لیے وہ اتنی بے وقعت ہوئی
تھی وہ یہ ہی سوچتی تھی اس کی سوچ کی گردان یہاں ہی آکر ٹوٹتی ہے۔
نہیں آپی میں کیوں روؤں گی ہاں ماما یاد آرہی تھیں تو آنکھیں بھر آئیں بس اس کے
علاؤہ کچھ نہیں ہے ---میرال نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے افشاں علوی سے کہا --
تم سے ایک بار پھر کچھ پوچھنے آئی ہوں میرو ! تم مجھے اپنی بہن سمجھو دوست سمجھو یا ماں
جیسی سمجھو میں ہر طرح سے تمہارے ساتھ ہوں --
مگر پلیز مجھ سے کچھ چھپانا مت افشاں علوی نے میرال کے دونوں ہاتھ اپنے دونوں
ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا وہ دونوں بیڈ پہ آمنے سامنے بیٹھ چکی تھیں ---

سکائی کلر تم پہ بہت کھلتا ہے میرو ۔۔افشاں نے اس کے کھلتے ہوئے کلر کی دل سے تعریف کی ۔۔

افشاں علوی اسے خود کے قریب لانا چاہا رہی تھیں ۔

کیا تم دل سے راضی نہیں ہو اس شادی پہ ؟ افشاں علوی نے ایک اور سوال کیا ۔۔۔ننننن نہیں آپی میں خوش ہوں اور اس کی زبان کی لڑکھڑاہٹ نے افشاں علوی کے دل کے ٹکڑے پاش پاش کر ڈالے تھے بھئی کے ہسنے کی وجہ سمجھ میں آگئ تھی ۔۔۔ وہ تیزی سے باہر نکل گئ تھیں میرال سے بنا کوئی سوال کیے بنا کچھ تصدیق کیے بنا کچھ سوچے وہ سیدھی غفران کے پاس اس کے روم میں چلی آئیں جہاں وہ تیار ہو رہ پولیس یونیفارم میں وہ چوڑی چھاتی والا بارعب شخصیت کا مالک بجھا بجھا سا لگ رہا تھا ۔

کہاں جا رہے ہو غفران مائی سن مائی جگر ۔۔؟

افشاں کو بھائی بھی بہت پیار آیا تھا وہ اتنا ہی مضبوط تھا جتنا اس کی بہن اسے دیکھنا چاہتی تھی ۔۔۔

آپی میں تھانے جا رہا ہوں یہ کہہ کر غفران خاموشی سے بہن کا اترا ہوا چہرہ دیکھنے لگا
--افشاں علوی دروازے پہ ایستادہ کھڑی بھائی کو بغور دیکھ رہی تھی ---
چند قدم چل کر بھائی کے پاس چلی آئی ---
سچ سچ بتاؤ یہ کیا قصہ ہے میرال کیوں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی-- غفران کا ہاتھ اپنے سر پہ رکھے افشاں علوی سچ سننا چاہتی تھیں ۔
سچ یہ ہے کہ وہ شازل زمان سے محبت کرتی ہے --
غفران نے سچ بتاتے ہوئے کہا ---
وہ دونوں میاں بیوی ہیں میرال آصف آلریڈی نکاح میں ہیں شازل زمان کے ---
واٹ ؟؟ !افشاں علوی کو دو سو چالیس والٹ کا کرنٹ لگا تھا جیسے وہ دور ہوئی تھی بھائی سے --
اچھا تو تبھی تم اس میں مدد کر رہے ہو شازل زمان کی ---
پھر وہ یہاں کیوں آئی کیا شازل کے گھر کیوں نہیں گئ آخر افشاں علوی غفران سے بڑی ہونے کے ساتھ ساتھ قیافہ شناس بھی تھی ---

آپی یہ بہت لمبی کہانی ہے مختصر یہ ہے کہ آپ رخصتی کی تیاری کریں میں اسے یہاں سے رخصت کروں گا اپنے گھر سے اپنے ہاتھوں سے اپنے سامنے ---

غفران نے چہرے پہ زبردستی کی مسکان لاتے ہوئے کہا جب کہ دل کرلا رہا تھا ---

بیت بڑے دل کے مالک ہو کیا تم سمجھتے کیا ہو تم اس لڑکی کو یہاں سے رخصت نہیں کروں گے یہ میرا حکم ہے تمھیں غفران علوی سیال ۔

افشاں علوی غصے میں آ گئی۔ تمھیں --

آپی جن پہ دل آ جائے ان کی خوشی دیکھی جاتی ہے اپنی نہیں ان کے لیے قربان ہوا جاتا ہے اپنی قربانی دی جاتی ہے ان کی نہیں میں نے اس سے محبت کی ہے اس نے مجھ سے نہیں کی وہ ہمیشہ سے شازل کی امانت تھی میرے اس اس کے ثبوت تھے میرے پاس بابا نے رکھوائے تھے سب ڈاکومنٹس اور یہ تب کی بات ہے جب انکل زمان بیمار ہوئے تھے جب شازل نے میرال کو سٹور میں بند کر دیا تھا اور وہ جنونی لڑکی کھڑکی پھلانگ کر نیچے کود گئ تھی اس کی قسمت اچھی تھی کہ سٹور روم اونچائی پہ نہیں تھا مگر پھر بھی چوٹ کے ساتھ ساتھ وہ بے ہوش ہو گئ تھی تب شازل نے ماں کی ایک ایک بات باپ

کے ڈر سے بتاتا چلا گیا تب انکل زمان نے بیوی کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے دونوں کا نکاح ہاسپٹل میں ہی پڑھوا دیا تھا --

شازل زمان شروع سے ہی انٹرسٹڈ تھا میرال میں مگر تب اسے مطلب پتا نہیں تھا اور کچھ ماں کی باتوں میں آ گیا تھا مگر ڈر سے نکاح تو کر لیا تھا اس کے بعد اسے جیسے میرال سے عشق ہوتا گیا وہ ہر سانس کے ساتھ اس سے جڑتا گیا اور اسے مضبوط بنانے کے لیے اسے سہارا نہیں دیا اسے سپورٹ کی اسے اکسایا اور میرال آج ایک کامیاب ترین لڑکی ہے وہ دسوں پہ بھاری ہے --

غفران کہتے کہتے رکا تھا جب میں اس کے گھر جاتا تھا تو میرال ہی کے آس پاس رہتا تھا مگر میں شازل سے بڑا تھا مجھے سمجھ بوجھ تھی مگر میں اسے اس وقت اتنی چھوٹی ایج میں کچھ نہیں بتا سکتا تھا اور بتانا جب چاہا اس سے پہلے ہی انکشاف ہوا کہ جو ڈاکومنٹس بابا مجھے دے کر گئے تھے اس میں زمین کے ساتھ ساتھ ان دونوں کا نکاح نامہ بھی تھا ---

غفران خاموشی کے بعد پھر شروع ہوا تھا اور آخر تک سب بتا دیا اغواء والی بات چھپا گیا

میرال کی رسوائی اسے خود بھی گوارہ نہیں تھی --
دوست کی محبت بچانے کے لیے ایک کو تو قربانی دینی ہی پڑتی ہے غفران نے دل میں سوچا۔

میرال کو فی الحال یہ ہی کہنا ہے کہ اس کی شادی مجھ سے ہو رہی ہے اسے تھوڑا تنگ کرنا بنتا ہے اس نے مجھے بہت تنگ کیا ہے غفران نے آخری فقرہ دل میں کہا۔
بس آپی اب تھوڑی رونق بھی لگنی چاہیے اور پلیز آپ اپنے بھائی کو خوش ہی دیکھیں گے غفران کہتا ہی باہر نکل گیا مگر افشاں علوی نے دل ٹوٹنے پہ ماتم کی بجائے رات کو ہی ڈھولک کا انتظام کر لیا اور ساتھ ہی فاطمیہ بھی پہنچ چکی تھی --
اتنا کچھ ہو گیا میرو اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں ہے --
تمہارے خواب ادھورے رہ گئے میرو تمھاری
سکالرشپ آ چکی ہے مگر تم پتہ نہیں کہاں چلی گئی تھی

فاطمیہ میرال کے گلے لگ کر رونے کے ساتھ ساتھ سب کچھ بتا بھی رہی تھی ۔۔اور یہ میں کیا سن رہی ہوں تمھاری شادی غفران بھائی مت بولو اسے بھائی وہ قصائی ہے دشمن ہے وہ میری خوشیوں کا اس کی وجہ سے میں ماں کی نظروں میں گر گئ ہوں صرف ایک اس شخص کی وجہ سے میرال نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔۔

اچھا چلو اب چھوڑو گھر بہت پیارا ہے ان کا بھی

فاطمیہ نے بھی بات بدل دی میرال اسے روم میں لے گئ اور وہاں بیٹھ کر دونوں دوستیں حال احوال بانٹنے لگی تھیں ۔۔

مہندی کا فنکشن بڑے دھوم دھام سے اریج کروانے کے آرڈر دے دیئے تھے

غفران علوی کا اگلا اقدام شازل کو سرپرائز کا تھا ۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

شازل معاف کر دو مجھے میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں وآپس آ جاؤ اسما گل بیٹے کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی ہوئیں تو وہ تڑپ کر اٹھا تھا شازل جیل سے رہا ہونے کے بعد امان اللہ کے گھر چلا گیا تھا اسما گل بیٹے کو کال کر کر کے تھک چکی تھیں

کورٹ میں بھی شازل نے ماں سے منہ موڑ لیا تھا اسما گل نے جب اسے امان اللہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تو وہ جان گئ تھیں کہ وہ اپنا بیٹا بری طرح ناراض کر چکی ہیں اٹھائیس سال بیٹے کو با اپنے ہی اشاروں پہ نچایا تھا مگر اب شاید خود ہی کٹھ پتلی بن گئیں تھیں --

آپ یہ کیا کر رہی ہیں ماما شازل ماں کےگلے جا لگا --

بہت سےگلے شکوے دھل گئے تھے چھوٹی امی سے نہیں ملو گے کیا شازل نورین طلعت نے بھی پیچھے سے انٹری ماری تھی --

میں آپ لوگوں کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں --چھوٹی امی اور ماما شازل نے دونوں کو بیک وقت ہی کہا ---

ہمارے گھر کا ایک فرد اور بھی غائب ہے ؟ کہاں ہے وہ نورین طلعت نے شازل سے میرال کے متعلق پوچھا ---

باقی باتیں گھر جا کر کرتے ہیں شازل نے امان اللہ کو کال کر کے بتا دیا اور خود ماں کے ساتھ چل دیا ۔

چالیں جتنی بھی الٹی چل لیں سیدھی چال چلنے والا وہ اللہ ہے اس کے سامنے سب بے کار ہے کوشش بھی بے کار ہے --

اسما گل کو یہ بات سمجھ آگئ تھی مگر اپنی انا کو کچل دینا بھی بہت بڑا محاز ہے بہت بڑی جنگ ہے --

اس کے دل میں میرال کے لیے نرم گوشہ موجود نہیں تھا ۔

مگر یہ بات صرف اسما گل جانتی تھی اور کوئی نہیں مگر اسے بیٹے کو راضی کرنا تھا کسی بھی طرح سے --اس لیے وہ نورین طلعت کو ساتھ لائی تھیں تاکہ شازل زمان ماں کو معاف کر دے --

اب معاف کر دو شازل زمان اپنے غرور کی بہت بڑی بڑی قیمتیں چکا چکی ہوں میں ---

ابیحا سلطان شازل زمان کے گھر فیصل درانی کے ساتھ موجود تھیں اور شازل کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی معافی کی طلب گار تھی اسما گل نے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا تھا اسے ان سے نفرت سی ہوگئ تھی وہ اس کے بیٹے کے ساتھ ساتھ بیٹی کو بھی برباد کر چکے تھے ---

میں تمھیں معاف کر چکا ہوں ابیحا سلطان وہی اسی جگہ پہ جہاں تم میرے لیے لڑنے آئی تھیں --

(جیل کا نام لیا شازل نے)

میں جانتی ہوں تم مجھے معاف کر چکے ہو مگر میں اپنے لیے نہیں اپنے بابا کے لیے آئی ہوں ۔

ابیحا نے سر پہ دوپٹہ کو سیٹ کرتے ہوئے کہا سرکتا ہوا دوپٹہ چہرے کی بدصورتی واضح کر رہا تھا ۔۔

کون کہتا ہے مکافات عمل نہیں ہے کون کہتا ہے اللہ خاموش تماشائی ہے وہ تو گھونسلے سے پرندے گرنے نہیں دیتا پتھر کے نیچے کیڑوں کو بھوکا نہیں سلاتا پھر وہ کسی انسان سے کیسے غافل ہو سکتا ہے سب آنے اپنے دائرے میں تھے مگر اللہ نے انھیں ایسے گھسیٹا کہ منہ کے بل گرے اور گرتے ہی چلے گئے ۔۔

میں نے سب کو معاف کیا ابیحا تم سب کو معاف کیا شازل نے آنکھوں میں آئے آنسوؤں کے قطروں کو پیتے ہوئے کہا ۔۔۔

شازل تم ان سب کو کیسے معاف کر سکتے ہو اسما گل بیٹے کے مقابل جا کھڑی ہوئی یہ تمھارے مجرم ہی نہیں عنبر زمان کے قاتل بھی ہیں ---

میری پھولوں جیسی بیٹی کھا گئے یہ دونوں باپ بیٹی اسما گل نے سینہ کوبی شروع کر دی وہ کبھی سینا پیٹتی تو کبھی اپنے گھٹنوں پہ جھک کر گھٹنوں پہ ہاتھ مارتی --زہنی طور پہ وہ ابنارمل سی معلوم ہوتی تھی ---

ماما پلیز آپ خود کو سنبھالیں شازل ماں کی طرف بڑھا نورین طلعت نے بھی اسما گل کو تھاما ہوا تھا جب کہ فیصل درانی کے لیے ایسی سیچویشن نئ تھی سو وہ خاموش تماشائی بنا بس دیکھنے میں مصروف تھا --ابجیا تم بیٹھ جاؤ فیصل کو بس اتنا ہی خیال آیا ---

کیا ہوا عنبر کو ماما شازل نے یہ بات سن کر ماں کو جھنجھوڑ ڈالا ۔۔۔ عنبر چلی گئ ہم سب کو چھوڑ کر اس نے نکاح تمھیں بچانے کے لیے ایک اوباش سے کر لیا نگل گیا وہ میری بیٹی کو شازل یہ سب کیسے ہو گیا شازل کیسے ہو گیا اسما گل شازل کا گریبان پکڑتی نیچے بیٹھتی چلی گئیں شازل خاموش کھڑا یہ بھی نہ کہہ سکا کہ یہ سب آپ کی وجہ سے ہی تو ہوا ہے ۔۔ یہ رونا تو ساری زندگی کا ہے ماما بس جو ہو گیا اسے بھولنے کی کوشش کرتے ہیں ۔۔

شازل نے اسما گل کو بھیگے لہجے میں کمزور سی آواز میں کہا ۔۔

میں نے کونا کونا چھان مارا ہے شازل وہ کہیں نہیں ملی شازل میری بیٹی لا دو مجھے میری بیٹی لا دو مجھے اسما گل کسی بھی نہیں سن رہی تھیں وہ بس میری بیٹی میری عنبر میرا جگر میرا ٹکڑا بس اس کی ہی گردان کیے جاتی تھیں ۔۔

ابیحا سلطان کی آنکھوں میں سنی پھوپھو کی یہ حالت دیکھ کر آنسو آ گئے تھے ۔۔کاش پھوپھو آپ اور پاپا مل کر کوئی اچھا کام کر جاتے تو آج آپ بھی سوکھی ہوتے اور آپ کی اولاد بھی خوش ہوتی مگر کاش ایسا ہوتا ابیحا سوچ کر رہ گئ ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡-

میرال کہاں ہے غفران ؟؟

شازل نے غفران کو کال کی ۔۔

وہ میرے گھر ہے آپی کے ساتھ تم ملنا چاہو گے اس سے ۔۔

غفران نے بتایا ۔۔ہاں میں وہی آ رہا ہوں ۔۔شازل نے کہہ کر کا کاٹ دی ۔۔اور خود پندرہ منٹ بعد وہاں موجود تھا ۔۔

کافی دیر بعد بھی میرال شازل سے ملنے باہر نہیں آئی تو شازل خود ہی اندر چلا گیا اسے افشاں آپی نے کہا کہ تم اندر ہی چلے جاؤ میرال کی طبیعت خراب ہے وہ اس لیے باہر نہیں آ رہی۔۔

میرو شازل نے دروازے پہ ہلکی سی دستک کے ساتھ میرال کا نام بھی پکارا ۔۔

میرال بیڈ پہ ہی بیٹھی شش و پنج میں اپنے لب کاٹ رہی تھی کہ باہر جائے یا نا جائے ۔۔

شازل کی آوز پہ بوکھلا کر کھڑی ہوئی اور گھوم گئ شازل کی طرف پیٹھ کر لی ۔۔

مجھ سے ملنا نہیں چاہتی تھی کیا--؟؟ شازل نے بات کا آغاز کیا--

کیوں ملنا چاہتے تھے آپ ؟ میرال نے الٹا سوال کر دیا--وذت میرو کیوں ملنا چاہتا ہوں --؟ شازل نے اسے پکڑ کر اپنے سامنے کیا میرال نے ہاتھ جھٹک دیئے --

کیوں آئے ہو جب سب کچھ ختم ہو چکا ہے یہاں تو کس لیے آئے ہو شرم نہیں آتی ہر بار میرا تماشہ لگواتے ہوئے --میرال نے طلاق کے متعلق کہا مگر شازل کے سر پر سے گزر گیا--

میں نے کچھ نہیں کیا میرو میں نے وہی کیا جس میں تمھاری بھلائی تھی جس میں تمھاری خوشی تھی شازل نے اس کے خیال کرنے اور اسے کڈنیپ کرنے کے متعلق بات کی

شازل دوسرے دن جان چکا تھا کہ میرال کہاں ہے مگر اس نے غفران کو نہیں جتایا تھا کیوں کہ وہ جانتا تھا دوست ہے غفران غداری نہیں کر سکتا اور یہ بھی کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا جو کام شازل نہیں کر سکتا تھا وہ غفران نے کیا تھا میرال کو سائیڈ پہ کرنا ضروری تھا ---

ورنہ وہ واقعی برباد ہو جاتی سلطان بیگ اور احمد خان کے ہاتھوں ---

وہ پوچھنا چاہتا تھا میرال سے کہ اس نے ہاسپٹل میں بھی اور گھر بھی سچ کیوں نہیں بتایا کیوں نہیں بتایا کہ تم کیوں خاموش رہی شازل میرال کو دیکھ کر بس سوچ کر رہ گیا --

♡♡♡♡♡♡-

غفران علوی تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرال کو جھوٹ بولنے کی تم تو بھائی جیسے تھے بلکہ بھائی تھے تم بھی غدار نکلے --

شازل نے غفران کا گریبان پکڑتے ہوئے بہت کچھ کہہ ڈالا --

غفران ہکا بکا سوچ کر رہ گیا کہ شازل کو کیا ہو گیا ہے ---

میں نے پوری کوشش کی کہ شاہ زین اپنے لخت جگر کو بچا سکوں مگر میرے گناہ اتنے تھے کہ نہ میں اپنا سہاگ بچا سکی نہ ممتا --میں ایسی عورت ہوں جو اپنے گھر کو کھا گئ بناتے بناتے اجاڑ بیٹھی مجھے گھر بنانا نہیں آیا میں اسے حرام طریقے سے بنانا چاہا رہی تھی اللہ سے مقابلہ کرنے چلی تھی اور اللہ سے مقابلہ کر کے کون جیتا ہے جو میں جیت جاتی تو جو زندگی ہے وہ توبہ و استغفار میں بھی گزار دوں تو میں اسے واپس نہیں لا سکتی میں نہ

اپنے احمد خان کو بچا سکی اور نہ ہی اپنے لخت جگر کو بچا سکی تمام تر پیسہ لگا کر آج خالی ہاتھ آئی ہوں۔۔

کیا کوئی تمہارے پاس بھی نہیں آیا سلطان بیگ؟

جنرل ہسپتال کے حبس زدہ عام سے جنرل وارڈ میں بوسیدہ سی بلیک چادر میں اپنا چہرہ چھپائے نحیف سے کمزور بدن کے مالک بیٹے شاہ زین کے پاس بیٹھی ہیں ہاتھ میں بڑے بڑے دانوں والی لمبی سی کھجور کی بنی تسبیح ہے اور وہ دانے پہ دانہ گرا رہی ہیں شاہ زین دوائی کے زیر اثر ہونے کے باوجود کراہ رہا ہے نجانے یہ سزا کب کم ہو گی ہو گی بھی یا نہ ہو گی ۔ ان سوچوں میں غلطاں

وہ جھریوں زدہ چہرہ کھانستے ہوئے مگر بے سدھ پڑے مریض پہ پڑی تو لگلے ہی پل ایک شناسائی ابھری تھی ۔

سلطان بیگ برابر والے بیڈ پہ بے سدھ پڑے تھے

تمھیں کیا ہوا سلطان بیگ اور تم یہاں کیسے آئے ۔۔

مگر سلطان بیگ پیرالائز ہو چکے تھے زہنی و جسمانی طاقت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئ تھی اور دولت ہاتھ سے جا چکی تھی جس پیسے کے پیچھے وہ بھاگا تھا وہ اسے جنرل ہسپتال لے آیا تھا پچھلے کئ سالوں سے وہ بے یارو مددگار پڑے تھے لاوارث تن تنہا دولت دوست احباب کھا گئے تو کچھ اپنے علاج پہ لگ چکی تھی ۔

سلطان بیگ آمنہ خان کو کچھ بھی نہ بتا سکے بس ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے آمنہ خان خود ہی اپنے دکھ کہہ کر خاموش ہو گئیں اور نرس کو بلا کر بس اتنا کہا کہ کیا یہ بات نہیں کر سکتے ۔۔

نہیں جی یہ بات نہیں کر سکتے --

نرس بے رخی سے کہہ کر آگے بڑھ گئ یہاں غریبوں کے ساتھ سلوک بھی غریبوں والا ہی کیا جاتا ہے --

♡♡♡♡♡♡♡♡♡

تم میرے ساتھ ایسے کیسے کر سکتے ہو شازل زمان غفران علوی و امان اللہ کی بات سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا --

میرال سے ملنے کے بعد شازل غفران علوی اور امان اللہ کے پاس چلا آیا --اور آتے ہی غفران کا گریبان پکڑ کر اس پہ چلانے لگا تم نے میرال سے جھوٹ کیوں بولا--

کیوں کہا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔۔۔

غفران نے شازل کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنا گریبان چھڑوایا ۔۔

بات تو سن لے یار مانا کہ طریقہ کار غلط تھا مگر نیت غلط نہیں تھی ۔۔

امان اللہ نے کھڑے ہوتے ہوئے وضاحت کی ۔۔

غفران وہاں سے گزر رہا تھا جب سلطان بیگ کی گاڑی میرال کے پاس کھڑی ہوتے دیکھی اس سے کچھ غنڈے نکلے اور میرال کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں ڈال دیا بھائی نے اس گاڑی کا پیچھا کیا اور پولیس مقابلہ کر کے میرال کو آنے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور پھر ہم

دونوں نے بھابھی کو ڈرانے اور آپ کا احساس دلانے کے لیے یہ سب کچھ کیا سوری یار معاف کر دے --

غفران نے شازل کو گلے لگایا تو وہ بھی ہنستے ہوئے گلے لگ گیا مجھے فخر ہے کہ تم دونوں میرے دوست ہو ---

شازل نے امان اللہ کو بھی گلے لگایا --

ہمارا انعام بھی بنتا ہے شازل بھائی امان اللہ نے ایک آنکھ ونک کی غفران کی طرف دیکھ کر۔

ہاں بولو یار کیا چاہیے اب تو شازل کا لوں لوں قرض دار ہے۔ شازل نے دونوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر کہا ۔

ایسا تو نہیں بولو۔

امان اور غفران نے مل کر اسے اوپر اٹھا لیا --

بہت دنوں بعد شازل کے دل میں بہار آئی تھی --

اچھا اچھا اب نیچے اتارو مجھے شازل نے کہا --

اب بتاؤ کیا انعام چاہیے --

بھابھی کو یہاں سے رخصت کریں گے اوکے ۔غفران اور امان اللہ نے مل کر کہا۔۔اوکے اوکے اوکے ڈن شازل نے دن کر دیا سب ---

مگر ؟؟؟ دونوں ہی بیک وقت بولے اور دھیرے ایڑیوں پہ چلتے ہوئے شازل کے قریب آئے۔۔

بھابھی کو یہ نہیں پتہ چلنا چاہیے کہ اس کی شادی تم سے نہیں ہو رہی

غفران اس بات پہ خاموش رہا۔۔

اوکے پھر ڈن ہو گیا۔۔

شازل نے کہا اور پھر تینوں دوست ہستے

کھلکھلاتے ہوئے چائے پینے لگے۔۔

♡♡♡♡♡♡-

بہت افسوسناک خبر ہے شازل کی بہن عنبر زمان کی اسی دن ایکسیڈنٹ میں موت ہوئی اور لاوارث سمجھ کر اسے دفنا دیا گیا تھا سارے شواہد رہے ۔

اور یوں شازل زمان اس بات کو بھی دل میں چھپا کر سہہ گیا اور کر بھی کیا سکتا تھا ۔۔

غفران علوی نے یہ کھوج نکلوا لی تھی ۔

♡♡♡♡♡♡♡-

سنو لڑکی افشاں علوی نے فاطمیہ کو پکارا ۔۔

جی آپی مجھے فاطمیہ تو کوئی فاطمین تو کوئی فاطمہ بلاتا ہے آپ بھی ان میں سے کوئی بلا سکتی ہیں --

فاطمین اوپر روم میں جا رہی تھی جہاں میرال آصف رہ رہی تھی ۔مگر افشاں نے دیکھ کر بلا لیا --

تمھاری کوئی انگیجمنٹ وغیرہ تو نہیں ہوئی ہوئی

افشاں علوی نے کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا --

نہیں نہیں آپی آپ مجھے بھابھی بنا سکتی ہیں میں بالکل فری یوں ---

فاطمین نے جھٹ سے وہ کہہ دیا جو اس کی غفران کے متعلق خواہش تھی اور پھر دانتوں تلے زبان دبا کر وہاں سے بھاگ گئ --

بے باک تو بہت ہے پر بہت اچھی بنے گی جوڑی دو دوست شازل اور غفران اور دو دوست میرال اور فاطمیہ افشاں علوی سوچ کر مسکرا دی --

فاطمین اوپر جا کر بولنے ہی والی تھی جب غفران نے انٹری مار کر سب سنبھال لیا --

شازل زمان بھی دولہا بنے بیٹھے تھے تو ساتھ میں غفران علوی بھی دولہا بن کر میرج حال میں پہنچے تھے ---

ابیحا سلطان کمال مہارت سے چلتی ہوئی فیصل درانی کے ساتھ آ رہی تھی--

فزیوتھراپی کی بدولت منہ کافی حد تک سیدھا ہو رہا تھا ۔۔۔

مگر اسے اس کی پرواہ اب نہیں تھی وہ سلطان بیگ کو معاف کر کے اپنے گھر لے آئی تھی ۔۔

میرال کو دیکھ کر ابیحا سلطان کے چہرے پہ خوشی کی لہر کے ساتھ افسوس بھی ہو رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ ایک لڑکی کا دل دکھایا ہمیشہ اس کی جا کر معافی بھی مانگی ۔۔

رخصتی کا وقت ہوا تو میرال آصف کو گاڑی میں بٹھا دیا مگر میرال کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ اس کا نکاح کیسے ہوا ہے نہ اس کے پاس نکاح خواں آیا اور نہ ہی غفران نے اس سے ایک بار بھی بات کی ہاں شازل اس کے پاس تھا بہت بہت قریب رہا تھا اور ہر بار میرال چپکے سے اسے دیکھ رہی تھی ۔۔فاطمہ کا اسے کہا گیا کہ یہ شازل سے شادی کر رہی ہیں ۔۔

اس لیے اسے شک نہیں گزرا کہ دو دولہے کیوں موجود ہیں وہاں ---

میرال دل میں سوچتی سٹیج تک پہنچ چکی تھی بہت سی رسمیں ہوئیں جس میں شازل بھی ساتھ تھا مگر میرال غصے و نفرت کی پٹی میں اس قدر مگن رہی کہ وہ سر اٹھا کر یہ بھی نہ دیکھ سکی کہ وہ واپسی پہ غفران کے گھر نہیں بلکہ شازل زمان کے گھر آئی ہے --

وہ کمرے میں بیٹھی ایزی ہونے لگی تھی جب اسے کسی غیر معمولی شئے کا احساس ہوا

--

یہ کمرا دیکھا ہوا کہوں لگتا ہے --مگر اس کی سٹنگ شازل زمان نے چینج کروائی تھی نیا فرنیچر نیا پینٹ اور سیلنگ پہ بھی ڈیزائننگ کے ساتھ ,ایم۔ایس۔

لکھوایا تھا یعنی میرال شازل --

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ شازل اندر داخل ہوا

میرال نے جھٹ سے منہ ادھر کر کے کھڑی ہوئی اور واش روم جانے لگی اس کا ارادہ کپڑے بدلنے کا تھا وہ غفران کی یہ رات خراب کرنا چاہتی تھی --وہ بہت سے پلان ترتیب دیتی آئی تھی ---

غفران علوی میرا ہاتھ چھوڑو میں نے یہ شادی شازل زمان کی زندگی بچانے کے لیے کی ہے اس کے علاؤہ مجھ سے کسی چیز کی امید نہ کرنا--

اچھا اااااااا--اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے کہ اپنی ہی قربانی دے ڈالی شازل نے کہا اور میرال کا بازو اس کے ہاتھ میں لرز گیا--

تم شازل کی آواز سن کر میرال نے منہ سامنے کیا۔۔

شازل بوسکی کریم کلر کی شیروانی میں اچھا خاصا ہینڈسم گ رہا تھا۔۔

تم یہاں کیا کرنے آئے ہو ؟؟ میرال نے کہا۔۔

تم سے کچھ باتیں کرنے ؟ واٹ ؟ اس وقت میرال نے چونک کر کہا۔۔

تم نکل جاؤ یہاں سے میرال نے باہر کی طرف انگلی کا اشارہ کر کے کہا۔۔

اب بھی شازل کو ہی نکال رہی ہو میرو۔۔ابھی تو تم میری زندگی بچانے کی بات کر رہی تھی۔۔شازل نے شرارت سے کہا۔۔

آؤ میں تمہیں سمجھاتا ہوں اور پھر میرال شازل کی ساری بات سن کر میرال کے سینے پہ مکوں کی برسات کرتی منہ چھپا گئ --

ختم شد